

فارسی شعروادب
چند مطالعے

از
قاسمی عبدالودود
(۲: ۱۹۸۳ء)

حسین سیالوی

خدا بخش اور نیٹل پبلک لائبریری ہائپر

نام ننگِ افغان ضائع مکن

فارسی شعر و ادب

چند مطالعے

حسنین سیالوی

از
قاضی عبدالودود
(م: ۱۹۸۳ء)

ایسا جس میں لبت
ازدہکتا؛
مختی جس میں انکی
بامعہ کے لائق
بہار کی وہ صرف
حق کی جستجو
نی تو موت تک

ریہ مول کی ترتیب

خدا بخش اور نیٹل پبلک لائبریری ہائڈ

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی - ۱۱۰۰۲۵

تقسیم کار :

صدر دفتر :

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی - ۱۱۰۰۲۵

شاخیں :

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، اردو بازار، دہلی - ۱۱۰۰۰۶

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، پرنس بلڈنگ، بمبئی - ۴۰۰۰۳۰

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، یونیورسٹی مارکیٹ، علیگڑھ - ۲۰۲۰۰۲

اشاعت : ۱۹۹۵ء

قیمت : ایک سو روپے

حسین سیالوی

پاکیزہ آفیس، شاہ گنج، محمد پور روڈ، چنہ - ۶ میں طبع ہوئی۔

حرفے چند

قاضی صاحب کے کارناموں کو ان کی خواہش کے مطابق یکے بعد دیگرے پیش کرنے کا منصوبہ بن گیا جس میں اہل
مختار مستقل بالذات تحریریں کو دی جاتی تھی۔ ان میں بحیثیت محقق محمد حسین آزاد، عبدالحق اور غالب کا جائزہ بھٹا؛
کلام دلہ آرا اور دیوانِ رضا عظیم آبادی کی تدوینات تھیں؛ اور ایک منتخب مجموعہ اثبات بہار کی ترتیب تھی جس میں انکی
ہر نوع کی ایک تحریر شامل رہے۔ بحیثیت محقق محمد حسین آزاد والا جائزہ اور دیوانِ رضا کی تدوین، مکتبہ جامعہ کے لائق
سربراہ مشاہد صاحب کی بانسوزی سے جنوری ۸۴ء میں قاضی صاحب کے ہاتھوں میں پہنچ چکی تھیں۔ اثبات بہار کی وہ صرف
پہلی کاپی دیکھ پائے (کہ یہ ابھی کتابت کی منزلوں سے گزر رہی تھی)۔ رہے نام ذات حق کا!! اور رہے نام حق کی جستجو
کرنے والے بے لاک محقق کا جس نے سچ کی تلاش میں، سچ سننے، سچ دیکھنے اور سچ کہنے کی ایک بار قسم کھائی تو موت تک
اس کو نہ چھوڑا!! سچ، صرف سچ، اور سچ کے سوا کچھ بھی نہیں!!



۱۹۸۴ء میں ادھر پر کی چند سطریں لکھی گئی تھیں۔ اس کے بعد قاضی صاحب کی تحریریں کی ترتیب

کا کام چلتا رہا۔

پیش نظر ترتیب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

اس مجموعہ کے اولین حصے میں نسبتاً طویل مضامین ہیں اور آخری حصے میں مختصر اندراج شامل ہیں۔ پہلے حصے میں، شروع میں دو ادین / منظومات کے مطالعات ہیں اور پھر منشورات کے قاضی صاحب کے ان طویل مطالعات باقاعدہ مقالوں کی ترتیب ہونے پر مطالعہ شاعر (اور اسی طرح شاعر) کے عہد یا زمانہ کے اعتبار سے رکھی ہے۔ (لیکن مختصر نکتوں کے لیے یہ ترتیب مشکل تھی کہ وہ ملے جلے تھے)۔

مختلف اوقات میں قاضی صاحب کے مطالعے میں جو کتابیں آئی رہیں، ان کے بارے میں اپنے مطالعے کے نتائج وہ متفرقات / مطالعات / یادداشت / اشارات / حواشی / بزم عام / بزم خاص کے عنوانات کے تحت قلمبند کرتے رہتے اور ہر ایسے مضمون کے تحت ہر قسم کی چیزیں جمع کر دیتے تھے۔ ان کی یہ یادداشتیں معاصر، خدائش لائبریری جنرل اور شاعر، نقوش وغیرہ میں چھپی رہی ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ الگ الگ کر کے ان سب کو مصنف / کتاب کے عہد کے مطابق ترتیب دے دیا جائے۔ الگ الگ تو کیا گیا ہے، لیکن ہیئت مجموعی برقرار رکھی گئی ہے اس طور سے کہ مکمل مضمون ٹکڑے ہو کر بھی تسلسل میں یکجا ہی رہے اور اس کی خاطر کتاب / مصنف کی تاریخت کو نظر انداز کرنا مناسب سمجھا گیا ہے۔

قاضی صاحب کی یہ ساری تحریریں کسی شاعر کے دیوان پر ہیں یا کسی شاعر کی تصنیف پر۔ وہ کسی بھی تصنیف کے دوسرے پہلوؤں سے تو دلچسپی رکھتے ہی ہیں، لیکن مطالعہ خصوصی ہدف، لفظیات اور لفظوں کا طریق استعمال رہتا ہے ساتھ ہی (اکثر) اشعار کا انتخاب بھی مل جاتا ہے لیکن وہ ہمیشہ ان کے اپنے خاص نقطہ نظر سے۔

• عرب

فہرست

۹	مجلہ علوم اسلامیہ علی گڑھ، دسمبر ۱۹۶۱ء	دیوان نجیب الدین جرباد تانی
۲۳	معاصر حصہ ۱۸	ہشت بہشت امیر خسرو مرتبہ سید سلیمان اشرف
۲۶	آہنگ جولائی اگست ۱۹۶۰ء	انتخاب دیوان نظیری
۴۲	نذر ذاکر	دیوان حسن بیگ شاملو گرامی
۶۲	آہنگ، مارچ اپریل ۱۹۶۰ء	دیوان ترابی
۶۹	معاصر حصہ ۲	راماین بیدل معروف بہ زنگستان
۸۰	معاصر، اپریل، مئی ۱۹۶۲ء	بشارۃ الامامت (دوسرا ورژن)
۹۴	ندیم ستمبر ۱۹۶۷ء	بشارۃ الامامت (پہلا ورژن)
۱۰۴	فکر و نظر، اکتوبر ۱۹۶۰ء	دیوان نوعی
۱۱۸	تحریر ۱/۳-۴، ۱۹۶۷ء	دیوان سباحر کا کوروی
○		
۱۲۱	معاصر حصہ ۲۱	معارضۃ حزین و آرزو
۱۲۴	معاصر حصہ ۱۸	دیوان فغفور
۱۲	معاصر حصہ ۱۸	مثنوی مجہول الاسم
۱۲۷	معاصر، مارچ ۱۹۶۱ء	نصرت کا ایک آوارہ گرد شعر
۱۲۸	شاعر خاص نمبر ۱۹۵۹ء	جامی کا آوارہ گرد شعر
۱۲۹	شاعر، خاص نمبر ۱۹۵۹ء	مجد تگر کی ایک مشہور رباعی
۱۳۰	خدا بخش جرنل شمارہ ۵	کلیات النوری : صحیح سال کتابت
۱۳۱	خدا بخش جرنل شمارہ ۵	دیوان حافظ : خدا بخش نسخہ منلیہ
۲۰۷		شہرہ آفاق



۱۳۴	معاصر حصہ ۱۹	اسرار التوحید فی مقامات الشیخ ابی سعید
۱۴۶	معاصر حصہ ۱۸	روضۃ الشہداء از کاشفی
۱۶۸	معاصر حصہ ۱۹	تذکرہ نصر آبادی
۱۸۴	ندیم، اپریل ۱۹۳۸ء	منظر نامہ یعنی تاریخ صوبہ بنگال از کرم علی
۱۸۸	معاصر حصہ ۱۸	بوستان سیاحت از نعمت اللہ بن اسکندر
۱۹۱	معاصر حصہ ۱۸	مناقب غوثیہ از محمد صادق شامی سعدی
۱۹۹	معاصر فردری ۱۹۳۱ء	حدائق الشعرا
۲۰۰	شاعر، خاص نمبر ۵۹	حدائق الشعرا
۲۰۱	معاصر حصہ ۱۸	زردشت نامہ از زرتشت بہرام بن پردو
۲۰۳	معاصر حصہ ۱۸	جواہر الاسرار از آذری
۲۰۴	معاصر حصہ ۱۸	نظام التواریخ از ابو سعید عبداللہ
۲۰۵	معاصر حصہ ۱۸	تاریخ قم از حسن بن علی قمی
۲۰۶	معاصر حصہ ۱۸	تاریخ بخارا

منظومات

حسنین سیالوی

دیوان نجیب الدین جربادقانی

» تاریخ گزیدہ « میں ہے : » نجیب الدین جربادقانی مداح امرای قلعه و ساح بود، و در آخر عهد سلاجقه درگذشت، اشعار خوب دارد، کتاب » بشر و هند « از منظومات اوست «.

» مجمع الفصحا « میں ہے ^۲ » از شعرا و بلغای زمان خود بوده و مداحی سلاطین سلجوقیہ را میمنودہ طبع خوبی داشتہ و لوای قصیدہ سرایی میافراشتہ «.

دیوان نجیب الدین جربادقانی کا نسخہ کتبخانہ خدا بخش پٹنہ ^۳ ناقص الطرفین ہے، اور اس میں درمیان کے بعض اوراق بھی موجود نہیں۔ فی الحال اس کے اوراق ۴۰ ہیں اور اس کے ابیات کی تعداد ۱۴۶۱، اس میں زیادہ تر قصیدے، ایک ترکیب بند، کچھ قطعے اور غزلیں ہیں بیت اول و آخر علی الترتیب یہ ہے :

بجاوران سرکوی^۴ تو چو طرہ تو ۱ بہم بر آمدہ از بی سری و سامانی قامت سروسہی معسر بالای تونیست ۴۰ گل صد برگ برنگ رخ زیبای^۵ تونیست ذیل میں وہ اشعار درج ہیں، جن میں ظاہراً شاعر کے مدوحین کے نام یا لقب آئے ہیں؛ ضرورت سمجھی گئی ہے تو قبل و بعد کے بعض اشعار بھی نقل کر دیے گئے ہیں :

خدایگان صدور زمانہ صدر الدین ۱ کہ اوست مردمک دیدہ مسلمانی

۱ حداثہ السنوی : تاریخ گزیدہ ص ۸۲۶

۲ رضا قلی خان ہدایت : مجمع الفصحا ۱ : ۶۳۴

۳ یہ نسخہ کتب خانہ خدا بخش کی فہرست مطبوعہ میں شامل نہیں

۴ یہ نسخہ صحیح المان نہیں؛ اشعار عموماً اس طرح نقل کر دیے گئے ہیں، جس طرح

اس میں ہیں، اور ایک آدم جگہ کے سوا، یہ نہیں بنایا گیا کہ متن راقم کے نزدیک غلط یا مشتبہ ہے۔

۵ کذا

- ۲ هر چه میخواهد بتائید سمائی یافته
 ۳ چون سلیمان نام و بانگ پادشائی یافته
 صاحب سیف و قلم آصف ایام که خواند
 گوهر کان نبوت که عطار در فلک
 شاه عزت ملک الساده علاءالدوله
 مهدی عهد ستم مُنصف ایام که خواند
 سپهر مجد و معالی علاء دولت و دین ۴
 که آفتاب بجاهش بصد قران نرسد
 محبط مجد و کرم میر عز دین یحیی ۵
 که هست در نظرش چرخ و آفتاب حقیر
 حامی کوی زمین حاصل دوران فلک ۶
 مرکز فضل و هنر صاحب سلجوق پناه
 علاء دولت و کشف ماوک فخرالدین
 ستوده واسطه عقد ملک خسرو شاه
 کارمن بس بی نظام است از غم عشقت مگر ۷
 طغرل ملک معانی سخن* اقلیم فضل
 شہ جهان ملک از یک که از سیاست او
 نظم احوال نظام الدین کرمانی کند
 کو در اقلیم سخن شاهی و سلطانی کند
 رسوم حادثه از گردش زمن برخاست
 تاج ملک و دین علی کز آرزوی رزم او ۸
 ظلم را خرمن بیاض معدلات بر میدهد
 خدایگان صدور جهان مذهب دین ۹
 که آسمان علوم است و آفتاب کرم
 خجسته آصف دولت[†] که راست باز آید
 قیاس خامه او با خواص خاتم جم
 خدایگان صدور جهان عماد الدین ۱۰
 که رایت کرم از خواجگیش منصور است
 بدیل حاتم طائی، جمال دولت و دین ۱۱
 که هست در کرم او را هزارچندان دست
 پناه دین محمد عمر که روز مصاف
 ببرد بازوی تیغش ز پور دستان دست
 شاه عزت ملک الساده علاءالدوله ۱۲
 عمده دولت و دین کان کرم مردانشاه
 بفر مفر عالم جمال دولت و دین ۱۳
 که هست دولت و دین را بجاء او اعزاز
 جواب دادند ای جمال دولت و دین ۱۴
 سپهر یمن و سعادت که سعد اسلام است

* نسخه علیگڑه : سنجر]

† نسخه علیگڑه : آصف دوران]

- سپهر محمّد و مجد بدر دین محمود ۱۵ که یافت فر فریدون و رتبت هوشنگ
 ز چارخانه جود نو چار پهلو شد ننگ حرص که در طبع اوست حرص ننگ
 سوی تو کرد روی که عمرت دراز باد ۱۶ گفتا شهاب دوات و دین شاه ایلکی
 جناب شاه شریعت رئیس ملت و دین ۱۷ که روزگار بساز است و آفتاب نوال
 خدایگان شریعت رئیس ملت و دین که قدوه فضلا است و معدن افضال
 پادشاه عالم و عادل جمال الدین که یافت ۱۸ آسمان از طالع میمون او نیک اختر
 حاتم عهد شهاب دول و دین که بروست ۱۹ سکه مردمی و خطبه نیکو سیری
 جهان جود و کرم زین الدین ابوالکرم آن ۲۰ که بحر و کان را از جود خود نصاب دهد
 سپهر مجد و معالی جمال دولت و دین که آفتاب ملوک است و پادشاه صدور
 بزرگ درگاه دستور عهد مختص دین ۲۲ که پادشاه صدور است و قبله ایام
 حسام دولت و دین را حیات باد همی ۲۳ که هیچ بابی چون باب عمر معظم نیست
 حاتم عهد و جمال دول و دین که کفش ۲۴ چون سجایی است ولیکن که زر افشان باشد
 زینت و زیور دوران جهان رکن الدین ۲۵ که جهان نسبت قدرش به ثریا نکند
 بوالکرم آن که جز از همت او رسم کرم اندرین قحط کرم هیچ کس احیا نکند
 سپهر مجد و کرم بوالکرم که رایت او پیشنی دل و دستش همیشه منصور است
 خدایگان کریمان عصر زین الدین که گرد مملکت از سد رأی او سورا است
 خورشید آسمان معانی جمال دین ۲۸ کز فراوست خاصیت سایه همای
 وانکه سلاله کرم و مجد سعد دین چه سعیا نمود ز تدبیر عقل و رای
 جمال دین عمری آنکه جز بنوبت او ۲۹ زمانه نوبت عدل عمر نمیدارد
 خدایگان کریمان جمال دولت و دین تویی که طینت پاکت ز دین و از داد است
 بفر سرور عالم جمال دولت و دین ۳۰ که ذات او ز هر الایش است پاک و پری

ضیای^۱ دولت و دین آنکہ طاس چرخ عربض ۳۱ ز صیت مکرمتش بر بسر طنین دارد
 عماد ملک محمد کہ مهر همچون ماه
 شکوہ دست وزارت ستودہ آصف عہد
 برای بندگیش داغ بر جبین دارد
 کہ آستان درش چشمہ معین دارد
 کہ از نتائج تدبیر تو معین دارد
 کہ شیر ہیبت او از جهان عربین دارد
 خدیو مسند شاهی کہ بر بساط جمال
 چو ماه و مهر ہزار ایک و نگین^{*} دارد

خدایگان اکابر جمال دولت و دین ۳۳ کہ ہر دو مُشت او ظلم را توانایی
 جمال ملت و دین سروری کہ میگردد ۳۴ یمن سایہ او ذرہ آفتاب نثار
 خاطر م کرد پریشان و نمیداند کان ۳۵ مدحت آرای خداوند جمال الدین است
 جمال دین کہ اندر عالم خاک ۳۶ حسودش باد پیمای مینماید
 خدایگان صدور زمانہ صدر الدین ۳۹ تویی کہ پیش وفای تو کوہ چون گاہ است
 بصدق سینہ بوبکر کز پس احمد ۲۱ اساس شرع بدو یافت انتظام امور^۲
 بزخم ذرہ آن زندہ پوش کز بیمش
 بچین و روم نمیخفت قیصر و فقہور
 بآب دیدہ عثمان کہ در مقام رضا
 بزخم حادثہ خرسند گشتہ بود و صبہور
 بزہد و تقوی حیدر کہ در نمیآورد
 کلاہ گوشہ ہمت بدین متاع غرور
 بدان سلاہ عصمت کہ از نتیجہ زہر
 بزہد و تقوی حیدر کہ در نمیآورد
 بخون خالق شہیدی کہ بعد چہ دین مال
 بسوز سینہ زہرا کہ داد خواہ شود
 بزخم ذرہ آن زندہ پوش کز بیمش
 بچین و روم نمیخفت قیصر و فقہور
 بآب دیدہ عثمان کہ در مقام رضا
 بزخم حادثہ خرسند گشتہ بود و صبہور
 بزہد و تقوی حیدر کہ در نمیآورد
 کلاہ گوشہ ہمت بدین متاع غرور
 بدان سلاہ عصمت کہ از نتیجہ زہر
 بزہد و تقوی حیدر کہ در نمیآورد
 بخون خالق شہیدی کہ بعد چہ دین مال
 بسوز سینہ زہرا کہ داد خواہ شود

بصدق صاحب غار و صلابت فاروق ۲۲ بشرم و مردمی عثمان و خواجہ صمصام
 بصدق شافعی و بوحنیفہ و مالک^۳ کہ بودہ اند جهان را بعلم و زہد امام

۱ از ضیا الخ • تا خدیو الخ • ایک می قصبے کے اشعار ہیں ۔

۲ اس زمین کے کل اشعار ایک می قصبے کے ہیں ۔

۳ ایک امام کا ذکر نہیں اسکی وجہ سمجھ میں نہیں آئی ۔

[• نکین]

نجیب الدین نے عنصری، مسعود (مسعود سعد سلمان)، سنائی، خاقانی،

مجیر، معزی کو یاد کیا ہے، اور اثیر کے دو شعروں کی تضمین کی ہے

بندہ ہم در دور محمودی برسم عنصری ۳ کاروباری از تو در مدحت سرایی یافتہ
وزصدای شعر من روحانیان برعلاق چرخ داغ غم برجان مسعود و سنائی یافتہ

بزرگوارا در معرض ستایش تو ۵ فتادہ در سخنم این دو بیت شعر اثیر
فلک دو وقت بخصمان تو خطاب کند بود سیاق خطائش دو لفظ عکس پذیر
بدولت تو چنان طبع من کہ شانزدہ خصل دهد بخاطر خاقانی و بطبع مجیر
بوقت کودکی ای شیرتان حرام جومی بگاہ خواجگی ای خون تاز حلال جوشیر

مراست طبع معزی و ہم بدین نسبت ۱۰ سواد خطہ جربادقان نشاپور است

اشعار ذیل میں فتنہ ناتار کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے :

درین زمانہ کہ از ترکناز حادثہ نیست ۲۱ نہی ز رنج دل آسودہ با دلی مسرور
فساد فتنہ یا جوج تابعدی است کہ گشت بیضہ اسلام حملگی مقہور

اشعار ذیل کا انتخاب مختلف نقطہ ہائے نظر سے ہوا ہے :

ز چربدستی جود تو منہم گشتند ۱ وجود دجلہ و جیحون بآب دندان
سپہر خواست کہ ہر شب خیال توسوی او رکاب رنجہ کند بر سبیل مہمانی
ز شہر خویش چو رحلت بخدمتت کردم بدان امید کہ باشد مرا تن آسانی
روا مدار کہ اکنون چو باز میگردم مرا بود ز چہ از آمدن پشیمانی

○ ○ ○

بیار خون سیاوش بہجام کیخسرو ۲ کہ گشتہ ام ز پیش چون فراسیاب شدہ
درین زمانہ توئی آنکہ آستانہ تو ز ترکناز تو چون خلوت مآب شدہ
ز اصطناع گفت خشک سال حادثہ را رشاشہ سرکلک تو فتح باب شدہ
بدان رسید ماسعی کلک سر نیزت کہ تیغ فتنہ بعد تو در قراب شدہ
بطوع سرہ آہو کہ نافہ میخوانند ز بہر خدمت تو مہر مشکاب شدہ

○ ○ ○

۲ آن همه آیین ترکی از کجایی یافته
 بر خلاف طبع او بر پارسایی یافته
 در درون هفت پرده روشنائی یافته
 اسم محمودی و تشریف بهایی یافته
 ○ ○ ○

۴ که از خیال تو آن کشر است و این کشر
 بتازگی سخن آن نمیکم تقریر
 هنر مگیر و فصاحت مگیر و شعر مگیر
 ○ ○ ○

۶ شود مسدس گیتی سپیده دم عودی
 ز بس دم تو که خوردم بنای میمانم
 درین مشدر خالی که باز میمالد
 مرا ز روی سپید و ز پنبه دستاری
 کلاه دار جهانی کجا زبان دارد
 روا مدار که پوشم مرقعی چون باز
 ○ ○ ○

۷ خدا یگانا بنده بعزم خدمت تو
 ز خانه عزم سفر کرد و از وطن برخواست
 ○ ○ ○

۸ حوریان را خازن فردوس بریاد لبش
 قوتی گریافت دشمن بیحضورت طرفه نیست
 دوستگانی بر کنار آب کوثر میدهند
 سایه را بالا درازی غیبت خور میدهد
 ○ ○ ○

۹ من ارچه از سر فضلی دمی درین حضرت
 ز هر که لاف هنر میزند منم باری
 نمیزنم که شوم بش بدان سخن ملزم
 که اندکم هنری هست و نیست لایعلم
 ○ ○ ○

۱۰ شود دوروز دگر شهر گرد و هرجایی
 عروس بخت تو می باش تا بجلوه رسد
 هنوز اگر چه دمی میزند که مشهور است
 که او هنوز چو می در نقاب انگور است
 ○ ○ ○

۱ به مصرع غالباً کس اور شاعر کا ہے ، به تبدیل یک لفظ (هنر کی جگہ ادب)
 دوسری جگہ بھی ابا ہے

ازان گروه کہ در دامن تو دست زدند ۱۰ کلالہ تو پرد از میان ایشان دست
 ز تنگخویی* و شوخی کہ مہکنی زدہ ایم
 بمجلس تو بر آہنگِ مطربان چہ عجب
 بلند قدر ا دانی کہ ہیچ وقت نداد
 اگرچہ طائفہ کردہ اند [ز] اہل ہنر
 بدین قصیدہ پردم جہانیاں دانند
 منم کہ بلبل طبعم چو در نوا آید
 لبی نماند کز آثار ابر و صنعت باد

○ ○ ○

آسمان جان بکند ناشبی از جرمِ ہلال ۱۱ طاقِ ابروی ترا جفتہ نہد بر سرماء
 آسمان رقعہ بر افشانند چو ناگہ ز افق
 دم گرگ سحر و چشمہ خور زیر زمین
 تا چو خورشید سوی برج حمل آرد روی
 صبحدم بیدق خورشید فرو کرد کہ
 مینمودند خیال رسن و یوسف و چاہ
 عالم پیر بتدریج شود زو بر ماء

○ ○ ○

باب جود و بیاران ہمت تو بہشت
 ادب مگیر و فصاحت مگیر و شعر مگیر ۱۲ نہ من غریبم و صدر جہان غریب نواز
 ہمیشہ ناکہ [ز] تاریخ باز میگوید
 ز دستبرد تو در دہر داستانی باد
 فلک ز طبع جہان رنج نجک^۱ و گرد نیاز
 زمانہ قصہ محمود و داستانِ ایاز
 کہ باز گوید گردون پروزگار دراز

○ ○ ○

فروغِ رأی ممالک ز صبح دولت تست ۱۴ نو باش تا بدمد زانکہ بس ہنگام است
 غلام ہمت آنم کہ شکل احوالش
 تفاوتی نکند گر ہکام و ناکام است

○ ○ ○

گران رکابی حرمت بوقت کار دہد ۱۵ سبک عنانی زببق بطبع مرداسنگ

۱ کمال اسفہانی کا ایک قصیدہ جس کی ردیف دست ہے اس کے دیوان نسخہ
 خدا بخش میں ہے مگر اس کے فوائد نوید نہیں

[* نسخہ علی گڑھ تندرہونی]

[† نسخہ علی گڑھ : ہنبل]

ای در بهار معرکه از خصم باوگی ۱۶ نیلوفر حسام تو چون گل بتازگی
 از ترک یکسواره که خوانیش آفتاب شبها ز بیم تیغ تو گردد بیاوگی
 روزی ز خاک چین سوی بغداد آوری پروردگان خانه خاقان ببردگی
 اجرا ده نجوم که خورشید نام اوست دارد ز روی روشنتر اجرا و جامگی
 تا بر نهاد عالم و بر قد روزگار دوزد فلک قباچه دوران ز جامگی
 بادا قباي ملک ببالای قدر تو وانگه بزیر دامن جاه تو در لگی

○ ○ ○

آب بردلها چه تازی بس که خود در دور تو ۱۷ آسمان با کم نخواهد کرد یک جواستری
 حاش لله گر نبودی از برای مدح تو همت من سر در آوردی باسم شاعری
 بن تقرب هم بمدحت کرده ام گر نه بسی است تا ندارد پیش من وقتی چنان شعر دری
 چشم بد دور که بس خوب شدی تا زده رقم از غالیه برگوشه گلبرگ تری
 بر نمکدان ایت تره خط تا دبدم این دل شیفته بریان شد ازان ماحضری
 چه محال است که ماند بخرامیدن تو جنبش سروسهی با روش کبک دری
 چاک زد دست سحر صدره کامی نا کرد برد ز خط ترا اطلس گل استری
 نرگس بکشدش اگر چه دم ترکی میزد هندوی چشم تو شاهانه زرین کمری
 بلبل از غصه علی الله بر آورد که شد مهر دوشیزگی غنچه بیادی سپری
 ز سرخ ارچه جگر گوشه خورشید آمد تو نه زان بیجگرانی که بدو آب خوری
 بُردل سگ نخچیر تو میگفت جهان زهره شیر فلک آب شد از بیجگری
 صاحبانده که چون صیت تو مشهور شده است ذکر او در همه آفاق بصاحب نرزی*
 طبعش از شعر دری گر چه نحاشی کرده است که نباشد شرف بنده بتازی و دری
 صدره فستقی غنچه بیفزود صبا چون بینداخت چمن کرانه شعری شکری

○ ○ ○

ز باب فیض نبوت عجب مکن که خدای ۲۰ ز بواهب بستاند به بو تراب دهد

○ ○ ○

[* نسخه علی گزه : صاحب هنری]

[† نسخه علی گزه : باشد]

مرا ز واقعه این شکوفه نو عهد ۲۳ درست شد که بنای حیات محکم نیست
 دروغ آسیه روزگار و مریم عهد که هیچ سینه ز درد غراش خرم نیست
 خدایگانا دانی که این مصیبت صعب دلی که خرمی از وی نشان توان دادن
 برادران و ترا جمله مزدگانی باد نصیر مرهم دل کن اگر چه خسته دلی
 بزندگانی عیسی اگر چه مریم نیست که ریش شم را چون صبر هیچ مرهم نیست

سخن وصل رها کن که مرا خود نبود ۲۵ آرزویی که نه در حیر امکان باشد
 چون که دل می بستانی ره دلجویی جوی زانکه دلدار بود هر که دلستان باشد

خواب خرگوش از آن نرگس مخمور مده گاهوی چشم تو بر شیر محابا نکند
 چشم مست تو گر آگه شود از عدل ملک این همه جور که میکرد بعدا نکند

بیا که جعد بنفشه چو طره حور است ۲۶ ز شمع گل همه اطراف باغ بر نور است
 چه لائق است که ماسوگ غم همی داریم کنون که از گل سوری بیاع در سوز است
 شکوفه جیب قصب چاک میزند یعنی در اعتدال هوا طبع شاخ محرور است
 فقاغ غنچه طبیعت ز ناردان بسته است مگر بر نرگس... میدهد که مخمور است
 قیامت نیست عجب موجبش نمیدانم نسیم باد بهار است یا دم صور است
 لطیف و نازک و بس تنگخوست غنچه گل ز خار دامن اگر در کشید معذور است

روی تو درویشانه یعنی ز سبزی و نمک ۲۷ مثنی دل سرگشته را ترتیب عمارت ساخته
 گردون بارانی صفت در دفع باران بلا بارانی خورشید را از گرد میدان ساخته

چوبکزنان بام تو هر شب بوقت پاس شوریده ساکنان فلک را بهای های
 ای بر حیاشی کمرت دست روزگار از ترکناز فتنه فرو بسته چون قبای
 زان شیوه در محیط فلک سر کشیده کز بندی تو میگنزد آسمان دوتای

توقع است که جربادقان چنان گردد ۲۹ بهمت تو که گویند رشک بغداد است
بزرگوارا سی سال شد که این بنده چو بخت دولت بردرگم تو استاد است

○ ○ ○

بشیر طاقی خود غرقه نمیترسی ۳۲ ز روزگار که دارد نهاد طبع پانگ
بتازه روبی دولت چه غرقه میباشی که لخط لخط بر ابرو در آورد آژنگ

○ ○ ○

نداشت خصم ترش روی لطف تو چه عجب که عوره را نبود دستگاه صهبانی

○ ○ ○

شاه مات حدثان گردد و کشت آکس تو ۳۵ کز رواند حرم عدل تو چون فرزین است

○ ○ ○

این زو بدیع بود که اندر نوشته ۳۷ بر رسم یادداشت سلامی دریغ داشت

○ ○ ○

هزار سال بمان تا فلک بکام دل ما ۳۸ ترا بدولت مسعود و ارسلان برساند

○ ○ ○

مشو بخون دلم در که تا زمانه برآید ۴۰ کمر نهند بکینم ترا ازان چه گشاید

تو ام حریف لباشی بدین جگر که تو داری کجاست زهره دلی را که باتو باز فراید

زمانه با همه مردانگی و سخت کمائی بترکاز جفا در بهندوی تو نشاید

اگر جمال تو روزی عنان کشیده ندارد کمینه حلقه زلف هزار دل بر باید

چنان شدم بغمت در که گر مرا سریشی بتن فرو شود ای جان ز درد غصه بر آید

○ ○ ○

بمرگ خویش عدوی تو چون فلک بادا ۴۰ بنیل جامه بر آورده و مصاب شده

○ ○ ○

ز شعله غم عشق تو گر بسوخت دلم ۵ بقای جان تو بادا مدبری کم گیر

فلک پشاهها چون در کمال قدر ترا مرا بفضل و هنر نیست در زمانه نظیر

○ ○ ○

شاعری پیشه او نیست و نه زانهاست ولیک ۱۲ منصب تست کش آورد سوی این درگاه

○ ○ ○

ز چیست یارب کین طارم شتاب آهنگ ۱۴ فراز بندی این کوه میروود بدرنگ

چو لعبتان ضمیرم تق بیندازند ۳۳ شب سیاه کند آرزوی لالایی

بامر نافذش در نقطه خاک ۳۷ خط ارزاق اجرا مینماید
حساب کبریای او حقیقت برون از عد و احصا مینماید

○ ○ ○

قارم دست و دلت نیست محیطی که دران ۳۷ و هم را راه سوی ساحل و نایاب دهد

○ ○ ○

غلام ابرم اگر سفته ز آب در چشم ۳۸ بزنده رود برد یا به اصفهان برساند

○ ○ ○

ز چشم بندی گردون تو هر چه میبینی ۲۹ نه رسم و صورت آن در خیال میآری
دل کو از نیش مهر همی گردد خون تا ازان دیو ز خود سازی و حسن آرای

○ ○ ○

جهان نیره که همچون شب است آبستین ۴۰ تو کار را شو و بگذار تا که بار نهد

○ ○ ○

پیر دلی تو که گریه دران چنان روزی ۳۰ که زهره آب شدی شیر را ز بیجگری
غلام زنده دلی ام چو لاله کاکا ست بکوهسار در از توحه های کبک دری

دیوان کے بعض الفاظ و فقرات اور مصرعوں کا انتخاب :

پیروزة بیگانی ص ۱

خوانچه (نون غنه) زرین ، مرا سمی که نه شرعی بود نه دیوانی ، حمل
پیش آر و برسم بر بانی ، تیغ بر دل ، روح بهمی ، عقل کل ، قوای نفسانی ،
سست پیمانی ، بزخم خوردن معکاسه رباب شده ص ۲

بکف پیاله می ساقی شهاب شده ، بارها از چار بهتج غم رهایی یافته ،
بر سر بازار عالم ناروایی یافته ، زلف هرجایی ، بد عہدی ، گره بندی زلف ،
جانربایی خط (تشدید) ، گندنا ، کبریت احمر ص ۳

ژاز خانی ، کم بهایی ، جعبه ، دختر مرد افکن رز ، چنگی و نایی ،
خط فستقی (بی تشدید ط) ، اشاقان در ، بر همه اجرام عالم پیشوایی یافته ،
از عنون جر خرا در پیشوایی یافته ، نظر بنقطه و موهوم آن نرسد ص ۴

بسط ، بیضه هفت فلک تعیه در زیر برش ، اجل رواسبه بدروازہ جهان
برسد ، چو بوی زلف تو آرد شمال در شبگیر ، که آفتاب فلک را همی دهد تشویر ،
بطمع آن بر چون شیروان لب چو شکر ، شده عنانت او شامل صغیر و کبیر ،
منم که راوی شعر طرب فزای من است ، حدیث فضل رها کرده ام ص ۵

روا بود که بمن خام قلوبان نرسد، نهاد طبیعی، بغلطاق فستقی، وضع
و شریف، سجاده خضر و استی روح الله ص ۶

شیر شرزه، بد کنش، طوق فاخته، ترا چو سنبله سنبل بگرد خرمن
گاه، بیحفاظ، ترا غلام فلک هندوی دران درگاه، میاه، که رستخیز اران
جاء وزان رسن برخاست، قهرمانی ص ۷

منه دوائر جرخ، ز فیض علت اولی شکن شکن برخاست، یزدانی کند،
فتاع غنچه، ز بس معانی او از گهر ثمن برخاست، لعل پیکانی، ابر نیسانی
قرصه خورشید، وانکه از جدی و حمل ترتیب بریانی کند، سرو بستانی ص ۸
آذر (قافیه کوثر)، تنگ شکر (تشدید کاف) نه طاق اخضر، قامت او

در تعایل آب عرعر میدهد، ز رنگ طره او صبح را فرو شده دم ص ۹
نقشبند عدم، دماغ خود چه بری تحت مشکلی چه کنی، نه طارم خضرا، در
آمد از درم آن ماهروی شهره صنم، ز جیب صدره او چرخ را برآمده ماه
تنگنای عدم مکرم و طارم (قوافی، ر مفتوح)، خاصیت (بی تشدید)، ایفه، معظم (بی
تشدید، ظ مفتوح)، که این طریقت در شرع و عقل مخطور است، خدمت دیرینه ص ۱۰
که بر بقای تو دوران چرخ مخطور است، عید قربان ص ۱۱

خط سبز و لب لعل خضر و روح الله، دوتاه ص ۱۲

رمح گره دار ص ۱۳

قصب صبحدم از اطلس سیمایی خویش، ز شکل خوشه پروین همه
کند آونگ، جرعه دان ص ۱۴

تنگنای اجسام، بحال نامیه تنگ است و پای حادثه انگ، عنان ز بندی
این کوه باز گیرد تنگ، غزاله فلک نیز پای همچون رنگ، شفشاهنگ،
هفتورنگ، ز شیر طافی آهوی چشم تو عجب ص ۱۵

تیر خدنگ، ز گوشمال لب میخورد مشکجه تنگ، علامت برفان در
مزاج نرگس شنگ، ترازو بست که یک جو نمیکند پاستنگ، ادیم خاک چو
کیمخت چون گرفت آژنگ، نارنگ، نیسجه، غریو و غرانگ، غوطه خوردن،
و گره خاک بعاندی چو طینت سترنگ، نشسته اند دران نه سپهر تنگا تنگ،
طلایه، همگی (قافیه گرفتگی و غیره) ص ۱۶

سفلگی، بدرگی، خاصیت (تشدید)، خورشید مادری کند و زهره
دایگی، شریف و بارگی، شجنگی، ز مویه گشت چو موی و ز ناله گشت
چونال، وز آتش هوسم دل بسینه در چو نکال، دهن تنگ تنگ، هان، مآب
و مآل، قصیده غرا ص ۱۷

ماهی وال، فیفال، معن زائده، قیس ساعده، قوی (قوای ؟) سامعه حالی،
کندش استقبال، محل نظر (تشدید)، صورتگری، پلنگ بربری، گری، شبیخون ص ۱۸
نیکو محضری، شیوه گری، صاحب نظری (اضافت) محیی رسم کرم،
جانور (اعلان نون) ص ۱۹

کاسه گری، مختصری، فلک لاجورد، سرمه لوانی، سرای سپنج، زهره
شیر فلک آب شد از بیجگری، زمین معرکه را طینت جلاب دهد ص ۲۰
مشعله داری، که شرح خنده گل گریه جلاب دهد، خضاب دهد،
شعبده بازی، متغیر و منصور، زمین و کوه باشد دران درنگ و صبور، ز پیش
فطرت تو نان صبحدم ز تنور ص ۲۱

درین سرای که الا سواد مانم نیست ص ۲۲
مایه بچار بحور، بدان دقائق فطرت که وضع اقلیدس، زنده دل،
که نعمت تو برین بنده گر قیاس کنم، صوفی صافی، مقرنس نیاوفری، بچار
عنصر و یک مبدأ و دوکون و سه روح، حس (تشدید)، بسازگارک من
بنده از سر افضال ص ۲۳

که آستین بقا از دوام معلم نیست (معلم بفتح لام قافیه)، طارم
(بفتح رقافیه)، شب صدره اکسون و سحر قرطه گاهی ص ۲۴
مباهی، آمر و ناهی، چه شهری چه سپاهی، خندان (معاً بعد کے شعر
میں هراسان قافیه) ص ۲۵

ناحسود تو درین عیند بقربان باشد، اولی تر، زلفین، این دمه جور که
میکرد بعدا نکند (قوافی دیگر: فردا، ثریا وغیره)، چشمه دردا ص ۲۶
فسرده نهاد، جایگه، نقش قرا خان ص ۲۶

هم در نمکدان لبث حلوا و بریان ساخته، خلوتخانه،
برگرد یا قوت لبث آن خط همچون مبرجه ماربست گوی خوابگه مهربان ساخته

طغرا و فرمان ، گوی گریبان ص ۲۷

کز بندی تو می گذرد آسمان دو نانی ، هرزه لای ص ۲۸

خویشش سنای ، برداری از زمین بسرزمج سر گرای ، سنگ کهربای ،

کجلی چراغ ماه ، آخور (فاویه) ص ۲۹

مهندسی چو خرد گرچه جلد و استاد است ، جور و یداد ، که نیست

هیچ کشایش زبارب سحری ، بنفشه طبری ، نوحه گری ، بیبهری ، کفش هزار

چو دریا تراشه چین دارد ص ۳۱

گنبد برین ، غث (تشدید) ص ۳۲

نعمین ، ز خون دیده بگیرند ز بر من سترگ ، کاس شرک خوردن ،

شعرهای باریک ، بشیر طاقی خود غرقه نمیشوی ، پشنگ ، که لخطه لخطه

بارو در آورد ازنگ ، نقش خانه گنگ ، که آفتاب حوادث بگل بیندایی ،

مقرنس نیلوفری ص ۳۳

صف (بی تشدید) ، ستاره ، سراج غیب ص ۳۴

سبز طشت مینائی ، سبکبایی ، خانقاه ، که همچو مهر تو ام ذره گرد

و هرجایی ، چابکدست ، ستاره شکار ، اسیر شوکت او سرعان لیل و نهار ،

مرا زمانه جاقی نوید استظهار ص ۳۵

عظیم خال طرب خوش نهاد بر رخسار ، آتشکده برزن ، دفاق بین ،

ذروه علین صخره صما ص ۳۶

پورسینا ، خرده کاری ، طاق خضرا ، از نباشیر سحررگ سپیداب دهند ص ۳۷

بمن امثال تو گر گوهر نایاب دهند ، اهلیت (بی تشدید) ، که خرد

مینکند فرق دران تاره و بود ، غنچه درحیز حزم تو نجنبید بی جود (اور قوافی

فارسی جو پهلوی ذال می لکھے جانے تھے ، ممکن ہے جود خود هو) ،

جان شیرین نو دل خسته ما میسکرد ، سایه بان سرا پرده ص ۳۹

از نگاپو شده ام سر سبک و هرجایی ، فرود خیمه کجلی زر نگار توئی ،

از خضر مانده بر چشمه حیوان سایه ، که سنگلاخ قضا بند بر شکارند ص ۴۰

[۱۹۶۰ ۹ ۴]

(مجله علوم اسلامیة علی گڑھ دسمبر ۱۹۶۱ء)

ہشت بہشت امیر خسرو

۱۲ ہشت بہشت امیر خسرو، مرتبہ سید سلیمان اشرف ط ۱۹۱۸ء، یہ

ہفت پیکر کا جواب ہے۔ مقدمے میں غزل ذیل منسوب بہ خسرو:

سروِ ی تو تو در اُچہ و در تنہ نباشد لکھن شکل رخ خوب تو المبتہ نباشد

دو زند قبا بہر قدرت از لکھن سوری تا خلعت زیبای تو از لنتہ نباشد

در جہت فردوس کس را نگذارد تا داغ غلامی تو اش پتہ نباشد

لغمانی مسکین چہ کند میل بجنبت در صحن چین از طبق بہتہ نباشد

ای حسن و لطافت کہ تو کافر بچہ داری در چین خطا و ختن و خمرہ نباشد

بیت قطعہ خسرو: پو مشیدہ نیست نزد بہر کس کہ طاس را سوراخ عیب باشد و

غزبان را سہر، مصرع منسوب بہ خسرو: ”ہم بہ نشستہ چوں در پالکی نہ چرخ

کہار آید۔“ مقدمے میں کاتبی، ظہوری، امیر المصطفیٰ کہ مانی، دارالانکودہ (سفینۃ الاولیاء)

عبداللہ علی دہلوی کے اقوال متعلق خسرو۔ محمد طاہر آشنا کا قطعہ جو اس پر مستفاد ہے کہ

کسی نے آشنا سے سوال کیا تھا کہ اگلوں پھلوں میں کس کے اشعار دلیزیر ہیں، طاہر نے

اس کا جواب دیا تھا کہ: ”خسرو دہلوی ازاں قدسی مشہدی ازیں“ عبارت سیر الاولیاء

از سید محمد کہ مانی المعروف بہ امیر خسرو معاصر خسرو: ”آں طاس شکر کہ زیر ملک است

بیاد دہر خود نشان کن“ قطعہ خسرو:

۱۔ یہ غزل خسرو کی بہن معلوم ہوتی ۱۲ گدا زلط، مصرع طنز، کلیات طغرائی پورا قہقیرہ

صحن کا یہ ایک مصرع ہے، مودتہ

مژد خرد به شمع خویش غره

که گوینده بسی هست از پس و پیش

چو گفت خویش را بعیب نواهی

بچشم دشمنان بی گفته خویش

همه کس گفت خود را خوب خواند

و گر یا راست هم تحسین کند پیش

کم اشتم ق (رح نرکی) ۱- مور کا فتد میان دریا با له کی رسد از شنادری

بکنار ۲- رحتم داد دل از آن که دم ۳- اقی و حرفی سینه تحفه رکت —

قلمش را سنکار در است سخن ۴، عذر از جرم سوز و جرم ساز ۵، نه بام ۸،

سواک (رح سواک) ۱۴، سردران سلوک در کوش مسج کرده ز آب پا

شولیش، کیمیا سنج کوره مقصود، گوهری ده که چرخ تاب بود ۱۵، آب بار کا تو

ندان گفت چو سحاب ابر بار دلی سوارک آب (رح حباب و موجه آب) ۱۸،

تا تو خوش باشی و خدا تو نشود، سایه مهر شکسته پناه، گر چه برین بر دم کال گرامت

کوشش کال زید گون در است ۲۰، هفت و نه کرده ماه چارده روز ق اخرو ز ۲۱،

حزین ق سینه ۲۱، گفت کای جادوی طلسم انگیز موشکات از زبان قائم تیز ۲۳،

بیش پیش ق ۲۴، برگشادم در خزانه راز گشتم از نوک خامه گنج انداز ۲۴،

ایست کافوری آن ست گلناری ۲۵، افسانه های طبع افزای - غسانه سرای

خطاب بدختر (۲۶ تا ۲۸):

ای ز عفت فکته برقع نور

هم عقیقه بینام و هم مستور

سالت از هفت برزقته هنر ز

روشنی، پنجو ماه چارده روز

کاش ماه تو هم بچه بودی

در رحم طفل هشت ماه بودی

لیک چون داد خدا بی راست

با خدا دادگان ستیزه خطاست ..

پدرم هم ز مادر است آخر

مادرم نیز بدختر است آخر

دانه بے گشت کی بسیار آید

آسمان بے زین چه کال آید

بے پردہ ممکنست شد معلوم چو مسیحا ز مریم معصوم
 لیک بے مادی تجسمت وجود دلدی را نگفت کس مود
 ای تن را بجان من پیوند کہ ہم مادری و ہم فرزند ..
 از عود سی نشوی چو در تور تخت عصمت خواہم اقل آنکہ بخت ..
 زن چنان بہہ کہ مرد روی بود تا زناں را بہ پردہ نشوی بود
 زن اگر مرد مرد تدبیر است سوزن و دودک نیزہ و تیر است

پاک تن ۲۸ ستودہ نام ۲۹، باش یا منگ (ح و قال) خود بخانہ نشویش، مرد کردار
 خوب را سببت، بخو بکرداری از زمان عجبت، تلخ گویند اگر چہ دشمنان تا نگری
 ترخم جلیان باد پیچ و دمی کہ لعب زلفت بردی این چنبر است آن نہ تست
 (ح بھولا)، ملا لٹوالی، مرد اگر یکہ قراقمہ کال کند زن یکد باتوی ہزار کند، پس عودیا
 کہ فتنہ چوی شوند از سفیدہ سیاہ روی شوند۔ سرتی بدزد و بیایشت سرتی ردت
 سرخ و بی تست ۳۱، چون

••

(معاصر حصہ ۱۸)

انتخاب دیوان نظیری

دیوان نظیری منتخبی سے بہت ملے ہیں لیکن چونکہ
مجھے علم ہے، مطبوعہ شاعر صرف ایک ہے اور یہ وہ ہے
جو پہلے از کشور رکھوئے شاعر میں چھاپا تھا اس
میں غزلوں (ص ۱ تا ۱۳۳) کے اشعار ۱۸۱ اور
دوسرے اصناف سخن (قصیدہ، ترکیب، بند،
ترجیع بند، قطعہ) کے اشعار ۳۸۶ ہیں۔ یہاں
اس لئے میں نہیں، مگر کتب خانہ خدابخش کے نسخہ
۲۷۶ میں ۱۳۹ رباعیاں موجود ہیں۔

زیادہ میں دیوان مطبوعہ سے کچھ ایسے اشعار
نقل کئے جاتے ہیں جن میں نظیری نے خود اپنی شاعری
کے متعلق کچھ کہا ہے، یاد دوسرے شعرا کے بارے
میں رائیں ظاہر کی ہیں، یا بعض ان کی طبعیت اشارہ کیا ہے،
چونکہ انہی اشعار سے شاعر کا کردار ہم

گھر دیدہ متدای و دوا عالم کلام ۱۹

فیض آب قنبر از نظم نظیری ریزد

کو صفای سحر می تا ہم شام است این جا

ہوں مہدیب مسرت نظیری ترا گوشت ۲۲

از قمار و گمبازی شد از مدت فروم گذشت

سخن بدوقی بود در مذاقی ہنشیہ

یہ دفعہ کلک نظیری پور خیر بر پیکار است

از نظیری است گموش خلق امروز

میر مجلس ندیم شبیرین گوشت

رنگ ملک شیر و آن امروز شاد و آن اوست

گوہ از نایقان نظیری بہ زرقا قانی نشست

صدر نظم بی غلط شعر نشر بی سقط ۶۹

نسخہ نظم و نشر من نقد سہو و شک خوا

منظیری از اہل معجز و خیر مدہ

کو یک جانی کش نسخہ من یک ۱۰

سخن بہ روز عالم یہ تو گمہ در نظیری و

گھر مردم جیت جا در میا یہ تمک کہیں گیر ۱۱

ای صبا از من عصارہ شادانی ہر

وز گشت از نشا پور غزلی ہمن آہ ۱۲

نیک گہان سخن سکہ بہا ہل از دہ اند

آزین جہر سید و غل نقد ہالی ہمن آہ

و لم از منت الی غم نظیری گرفت

از دہر سہری سادہ بیانی ہمن آہ

یہ تو حسن سخن امروز نظیری ختم است ۱۰

ہر کہ بیدان طلب قول تو بہ بان تو بس

تو نظیری نہ فلک آمدہ بودی یا جو سہ ۲۴

باز پس رفیق و کس نقد تو شناخت و پیک

رخصت از بودی کریم بی پردہ تر گویم سخن ۲۸

یہ چون نظیری ہر دوا عالم مست سران آمدی

فغان از دہی باد سنج بہرہ و د

ہر شمت و بہرہ جو سہر سہرہ ناکہ بچہ نزل ۳۰

تر قیاس تر با از دہ خیم من ہر یک

نظم نازک من طبع صلب او مستعد ۳۲

جہا عتی ز سہبان سیرہ طبعی و بی

دوام در پیش افتادہ اند ہم چو دہاں ۳۴

ز بی تمیزی این نایقان کم مایہ

گھر نقد و خزن قمر ز کزرت سفل

ز ہر بخور و بخور بخور بخور می مدانی

ہر دہاں ہر دہاں ہر دہاں ہر دہاں ۳۶

(۱) بعض دوسرے مطالعہ نے مجھ کو غزلیات چھاپا ہے۔ (۲) یہ کتابیں کہیں طبع اشعار ہیں۔

پایه بر معجزت بهر دلی میباید نهاد
 رتبه او بر تراز است از کارش و شرافت
 حسن و ذکاوت نظیری را سخن پیردا کرد
 کم شود و در شورش سودای و حرف تری
 جز بساط نو که گوهر را بهر باغ نافرمانست
 در همه جای مشرقی مهمل است در حیرت گوهرها
 و هر که خصم شودی از تصورین است
 اعراض از کلام بر سر میدان او ۳۲۱
 سعدی سعدش کند من که سخن آوردم
 غیرت با قافایت حسرت خاقان او
 درین قصیده بگستاخی از شیخ عارفی گفت ۳۲۲
 بدارش رشک نیش از مرگ سوخت خاقانی
 کنون بگویم چنان او بر رشک میسوزد
 که در حضور خاقان گوشت بر یاق
 دیگر که گفت مراد از روی شوم ۳۲۳
 درین تمجید بهر روز کمال بندشانی
 تیرا که فضل بحدی بود که در غیر نیست
 طبع و وقت تو هم کنند سحابی
 کمال بهمن بابت بود که طبع از نه
 بنده مایه کج فنی و غلط خوانی
 و اگر نمودن شرط ادب در آوردن
 بسنگ مارت تو مدت حکیم گیلانی
 که و فضل فلان تو نیست بر کشید است
 بود بر ضرب کمپان اعتبار بهرسانی
 کند نزل از مراتب خاطر مستغنی
 که نام سخن هر گفتار با چو قرآن شد ۳۲۴
 زین بجز نوزاد صافی سخن
 نیست را بنویس و غن است او قدر کرد ۳۲۵

همیشه لوح و قلم شما بداند بهر صنعت
 که نامه تو نرفته است بر خط کردن ۳۲۶
 سخن پنهان بهر مصلحت نظیری را
 بود زنی ادبی بهر شعر جاگردون
 نیز در گوهر نظم است بیاس نمودن شعر
 حدیث خاک بود نه و کیمیا گردون
 در گرامید فضل زلال تربیت است
 مرا رسد سخن دقوی بقا گردون
 شد و حق از آن قطع که دیوان نظیری
 میگردد بقوان و تنویرت قرآن ۳۲۷
 و فیض تو عجایب است و معجزات سخن
 نقطه کفک تو مهر آسمان تربیت ۳۲۸
 مایه از جنس کسی دیگر ندارد نظم من
 بر دست خویش در کرم سار دان تربیت ۳۲۹
 معجزات بهر مصلحت خدایان کنم و دایم
 بهت بهر گمان من بهین در آوردم ۳۳۰
 سوی عراق و فارس از غار شمع خویش
 کلام تو از نظم و نثر من در آوردم
 چند می آید بهر دلی خاقانی و نجیب
 غوغا بشیر و انوار بهر کلام آوردم
 شمع شهبازی آشنای مرده
 دم از مردن آشنای مرده ۳۳۱
 خواهر نظم ایران عیار نظم داشت
 با برودش روزگار گذاشت
 جز شایسته شما نگرفت
 آبرو برود اعتبار گذاشت ۳۳۲
 قصه ایام هر روز ایام
 دیدن از اخبار بگذاشت ۳۳۳

(۱) کتب از نزد مجلس به اسناد - ۱۰۰۰۰ سخن پر از زنی بگو "فنون پر دانه"

(۲) ۲۰۰۰ "تری" که نویسی "پری" (۳) حرف کو قیاس و کلمات عربی می گویند است -

(۴) کلام ۲۰۰۰ می بگویم ۲۰۰۰ می بگویم ۲۰۰۰ می بگویم ۲۰۰۰ می بگویم

این در دین که از پی هم نماند رسید
 عنودی شکست از قن و زرقی بکن رسید
 از جای رفت ز در قالی بادبان صبر
 موجی نرفته موج دیگر از گران رسید
 و احسرتا که از قدر اعلازی فلکست
 بر دول و وزخم کادیم از یک کجین
 از نظم و کثرت محمود و دایه است
 علم کشته نام فرخی و ذکر شصتی
 برسی اگر بخشیر چه آدم ندارد
 شمر آغیسی آدر و دوق پیگیری
 و یک کسی نماید نظری برابر است
 عکس تو بود و مرثیه گوشت شاکرت
 بر تو که در فصاحت فطانت نظیر نیست
 ممکن نشد بطریق قدیم آفرین شد
 از اعتقاد ثابت و انت صحیح توفیق
 حسان ثانی حرم مصطفی شده
 از بهر آن بر شمع آشنای من
 خالص شده که بی شمع و بهر یاشد
 از قبله سخن نگفتم روی بر فنا
 کوه کرده اقتدا بود و مقتدا شده
 تو رفته و کار مرا بر سر آورده
 نگفتم که کار سخن بهتر آمده
 دیوان که منتخب اشعار با خطی مولی
 در از گفتن میا بودم که مستی نفاذ از آن میس
 در آن مجلس میا بودم که عشق از حسن شمع پیدا
 تقاضا بر تقاضا می نمود ز سبوی دل سر دم
 ز مانی قیاسه خالی نماند زین شوی کار فر
 طاعت مانیت غیر از در زین پندار ما
 مستی استغفار با محتاج استغفار
 هر گشادی که سوزی باشد که بر کاه زرد
 قطعه ها که دیم اما شد همه ز نار ما

۲۸۹ ۱۱۱ ۵۰۰ جیل نوار ۲۰

خانه ما خاکساران به سر زده صبا و صبر است
 شب میسوزد چرخ از پستی دیوار ما
 چند از موزن نشدم تو حیدر کس آمیز
 کوه عشق با یک سویم شریک خاکی از بجز
 از کف نمید بدلت آسمان ز بوده ما
 و دیدیم ز در باز و روی با آن موده را
 من در پی رهایی آدر دم از فریب
 بر سر مرده زنده کرده با کثود را
 با منفعل ز زینش بیایا بنیشت
 میا آدم عترت گناه نبود را
 نادیده بودم با زوئی نا فها کردم
 نتوان بود در یک شب است ستوده را
 چه سایه از همه سوز گمین غور شیم
 بهر کجا من غایت مسکیت مرا
 ز خوشه های شکر بزرگ آیدش است
 ز خفا عینک ترا نیست خجسته مرا
 در حیرت که غنچه بلبلی بگونه کفست
 از یک که با دم نشیند از زبان ما
 بهر من با بصیرت برده بر معانی کفست
 و در دیده و روی بر خوری بر و کشتا
 ز بهر علم با ندر شفقت ز دوستی ز وفا
 درین دیار نظری دیگر چه کار مرا
 با نگر خفا می بیند ز بهر من مرا
 می دیدم می ز راه گوشش مرا
 در پی زنده نهادند وقت حسن صبارا
 من نیک میبناسم بنام آشنای
 فی تو هر خبر بهم فی بدلی اثر کفتم
 صحت کیم ز سحران ز کیم درای را
 درس ادیب اگر بود ز منزه مجبیتی
 جمعه به کاتب آورد طفل حمیر پای را
 جهان را نیست آن معنی که باید بدان کردن
 الفت با خوان هر کتب خفا فلان مقام را

چو حدیث را بشنویان بهیچ خلق تلخیص
 بسفینه عزیزان توان تو گشت کار
 نوازش از کرم میکند محبت نیست ۲۴
 توان شادان شدن از دوستی مدارا
 به پیوستن مزختم طعنه گزینان چمن ۲۵
 قضا کند آینه این بیا و بکار مرا
 ز مورث خواهد از سختی ز غمش چند زلفتی ۲۶
 نیکبخت ز بس نیکو نازنین دانه خود را
 جرم من است پیش تو کرد من گم است ۲۷
 خود کرده ام پسند خریدار خویش را
 حور و جنت عیون به زاید و دریده دوست ۲۸
 اندک اندک عشق در سینه دارد و بچاند
 هر دو عشق از مزاج پیر لذت کی رود
 بوی می باقی بود گر شکستی پیمان را ۲۹
 سر گذشت عهد گل را از نظری بشدید
 عندلیب آشنای تر میگوید این افسان را
 شرم می آید ز قاصد تامل محراب مرا ۳۰
 بر سر پیشانی پدید آید عقیوب مرا
 بی سبب دادی گم از راه قبل از من مبادی ۳۱
 کرده ام غماط نشان غمیش از تقصیر
 کجا بودی که مشب سوختی آرمده جانی را ۳۲
 بقدر روز محشر نلوان دادی بهرمانی را
 سبانی کن ز ما امر و زما غوغا شهر افتد
 که عجا ز فلانی کرد گو یا بنی بانی را
 بهر ضیقه میگیرند افلاس و وفا خوبست
 پس از عمری گذشت بر ما کاروانی را
 نمیدانم نظیری کیست چون میا کویم زان کو
 بحال مرگ دیدم بر سر راه ناتوانی را
 زنده دارد مرد را آثار مرو
 نام گل باقیست چون گردد کلاب ۳۳

میم در جام و ما هم تا سحر بر در زنت مشب ۳۴
 دو دستم تا بوقت صبح طوق گزینست
 شماری تا سحر و سحر و سحر در سحر دارد
 گر با هم گزینا نیست تو گزینست مشب
 همه شنب طلب در خسار و گیسو منیرم بود سر مشب
 گم و سرین و سبیل را بهار در گزینست
 بدل هفت وصال با مدانی نقش بیندم مشب
 عرم خود دوست می آید بکوت و شرفست
 تر از نظیر بود در لعلی بهانه دوست ۳۵
 در دل اگر نگذارند آستان دریاب
 سبز عیش از بوم در بهار طلب ۳۶
 نیشکر باصل و ضررست ز کتمان مطلب
 نه کین نیست که جادوی یاقوت شود
 بهر چه غمیش زنده بدوران مطلب
 جلوه از بساط عشق گشت نظیری مشمار ۳۷
 کشش لبت نشد ساقی طوفان مطلب
 در شمع دوت زنا حسد راستی خواند ۳۸
 انصاف شرب طلب گشت از دشمنان طلب
 ابری بنظر آمد و بقی ز میان جفت ۳۹
 صبح فتنه بهر مرعده از خواب گران جفت
 نشیند کس از رخسار نه و محبت
 شوقی بهر آید و شوقی ز زبان جفت
 غیر من و پس این برده سخن ساز کی هست ۴۰
 باز در دل نتوان داشت که نوازی هست
 بلبان گل ز گشتان بهشتان آید
 که درین کین نفس ز مزه پردازی هست
 تو بیند از کین قصه بخود میگویی
 گوش نزد یک تبسم آرزوی هست
 عشقی از بیم به شوق مزاجی انداخت
 که نیازم که با دوست بخود نوازی هست
 دی نظیری نرسید است که امروز رود
 معیشتی را بود اینجا که آغازی هست

میگیریم و از گریه چو طفلان خبرم نیست ۲۱
 در دل هوس است ندانم که گداست
 بهوش زی که تو گرازی و رونی بی نیکی
 درون پرده چو بختی هر چه بیرونست ۲۲
 بی عشق عقل را هری در دمار نیست
 بدسوز و آن فکله که از شعله باغ نیست
 گفتار بی نتیجه نظری نمیخیزد
 خود بخیز سوز و دود بد بوی همزم است ۲۳
 بس که ناز که نام از عشق حدی تا رفت
 شکم از پرده برون آمد و غوغا برداشت ۲۴
 اندیشه از فراز آینه گشته است
 کوتاهی که هست ز تقریر پست است ۲۵
 بر چهره حقیقت اگر نماند پرده
 جرم نگاه دیده صورت پرست است
 نوا گشت اگر مختلف رسد چه غیب ۲۶
 که یک روانه ما در بهر آینه بنگ است
 حریف صافی دردی نه خطا اینجا است ۲۷
 تمیز ناخوش و خوش میکنی با اینجا است
 بغیر دل به نقش و نگار بهیمنی است
 بهی درق که سیه گشته مدعا اینجا است
 ز فرق تا قدش سر کی که تنگرم
 گو شمه دامن دل میکشد که جای اینجا است
 بدل ز دل گذری هست تا محبت هست
 ره چمن نتوان بست تا عبا اینجا است
 ز کوی عجز نظیری سر نیاز مکش ۲۸
 ز هر یک در آیند انتها اینجا است
 ترسم بالار و استن اوزیان رسد ۲۹
 طرف چمن ز سینه بیگانه پر شد است
 هرگز عطای ساقی ما را که نیست
 از تنگ نظر فقیست که پیمان پر شد است

بی تو دوشم در درازی از شب بیدار گشت ۳۰
 آفتاب امروز چون برقی از سر ای گشت
 نیش خاری نیست کز خون فکاری سرخ نیست
 آفتی بود این شکار افکن کزین صحر گشت
 نظر دلی نشد تا مگر پیش آمد ۳۱
 حجاب اگر بر کاه است کوه ابله است
 ز عیب تست که بخار واد میگذری
 کسی که ز و کسل نیست ویر پیوسته است
 نیست لذت ز نظر بازی بز میگذرد
 خنده ز لب و گرمی پهلای نیست ۳۲
 دل شکسته دای کوی میکنند دست
 چنانکه خود شناسی که از کجا بشکست ۳۳
 ز شعل کار خودم یک نفس ربائی نیست
 محبتی و دینار خودم فراغ کجا است ۳۴
 اگر بنظر کمال اما باطن چاکم ۵۰
 آتش اگر خاک است اما دل سر آتش است
 عاشقی و حسن را در پرده نتوان داشتن
 شعله غمازی کند تا چار سر جانش است
 خود مگر از در درائی در نه در مانا بود ۵۱
 صد میا با نیست و در هر گام صد جادو شمن است
 از چرخ وصل دل با نور ده کاین بای تست ۵۲
 ورنه با تا بهی چنان نظر خود کرده است
 آن چه حکم از دل بر دانه فریاد من است ۵۳
 و آن چه لشیان آورد غماصیت یاد من است
 ساختن ممنون دیدار و بحسرت سوختن
 از تصر فبای حیران خدا داد من است
 حرف عاشقی بمنز بانی شکوه دل عاجز نیست
 آنچه به محزن آشنایا لب نشد داد من است
 کار و خوار نظیری گر میبارد کرد ۵۴
 شادان از تدبیر بای هست بنیاد من است
 بسر باده فروشان که بسجده ویم
 تا بهی از نمی در تپه سیاه ما است ۵۵

خون تراچه قدر نظری تخوش باش ۵۳
 این بس که دعوی از طرف قاتل تو نیست
 آن که صد ناله مانده بخواهی بنویشت ۵۴
 سطرهای از غیر نیامد که کتابی بنویشت
 قبول بی هنران ز التفات معشوق است
 عنایت از دی را بهانه بی سببی است ۵۵
 ز من مشاطه بستان صدای میطلبید
 هنوز دشت زنده در سراجی عجبی است
 مگو که رفتم و قسمت نبود در با هم
 که ناسیدن سناک نشان بی طلبی است
 مگو ز دوست نالت بود نظری را
 که مستی سحر از نیاز نیم شبی است
 تیرا بکعبه کار بادل افتاده است ۵۶
 بکعبه شکوه من مقابل افتاده است
 یکی بگو عزیزیان شهر سیری کن ۵۷
 بپین که نقش انلما چه باطل افتاده است
 نظر بظایر و صیاد در قفا خفت است ۵۸
 آنجل رسیده چه داند با کجا خفت است
 کجا ز عشوه آن چشم تیار زده است ۵۹
 که فتنه خاسته از خواب بپای خفت
 شمیم مهر ز باغ وفا نمی آید
 بهر چین که تو بشکفته صبا خفت است
 کس از معانیقه روز وصل یا بد ذوق است
 که چند شب ز بهم آغوش خود جدا خفت
 شب امید بر از صبح عید میگذرد
 که آشنا بتمای آشنا خفت است
 بر روغن صافیکه بهیچ بود فلک سوخت
 غم دردی آن را بجای دل ما سوخت ۶۰
 تا کی فکر توان کرد و سخن بازه ترشت ۶۱
 قصه شوق حدیثی است که پایش نیست

بچ کس نامه سر بسته ما فهم نکرد
 ز بهین نامه اش نیست که عنوانش نیست
 عشق و صیانت است اگر مستور نیست
 کشته جرم ز بان مغفور نیست
 و لفریبهای دهن و دیده
 جان پاره های ما منظر نیست
 بهر باقی از آفتاب دشوار کرد ۶۲
 که تازه عاشقم و خاطرش بکن صاف است
 دل بقرب و بعد و بهجور نیست ۶۳
 از نظر دور است از دل دور نیست
 من هر مجز و بگنان میل نزار می کند ۶۴
 هر که حیرت با ف شد عاقل از و خرد کجا
 رنگ رخ سخن نشان میداد بیار مرد
 صاحب فهم خرده بین نار قدرانگ ۶۵
 گریه و از صفت با هر که مرد غوغا نیست
 سیک کشته نشد که قبیله ما نیست ۶۶
 نشا طر فته ز دوران اجبر بستانم
 که بد معامله آزرده از تقاضا نیست
 عشق مرا نه بان حکایت بر دست
 مستوب سر بهر دست تا شنیده نیست ۶۷
 رازی که در دل است ز دل با یم نهفت
 گلهای ناشکفته این باغ چید نیست
 و سینه تا بچند بزم فرو برم
 این نیم قطره خون که ز مخرجان بکیده نیست
 گفتم مگر بهتر منقصود پی برم ۶۸
 یکبار چند گام بهر سود و بد نیست
 چه یوسفی تو که در مصر حسن بیون تو کسی
 بروں نیامده تاراه کاروان باز است
 زبان طعنه با کوه اندر میدون نیست
 طلاع شکوه را شوق بجز شزدن نیست
 بهجور وصل و ملال و نشا طر مگر به گفتم ۶۹
 دران و لیکه طلب هست آر میدان نیست ۷۰

پایم پیش از سر این کو نمی رود
 یاران خبر دیدم که این جلوه گاه کیست
 گره سر تو گشتن و مردن گناه من
 دیدن پاک و رستم نکردن گناه کیست
 چون بگردد نظیری خویش کفن بجا شد
 خالق فغان کند که این دا و خوا و کیست
 دیدنش بر حسرت من حسرت دیگر نبرد
 خواستم بر کمان بزارم در بگر نگر
 یارانه غرور مست و نظیری بخود اسیر
 بیچاره دل که هیچ کسش چاره ساز نیست
 عشق را کاتم به بد دل خود و کام تو نیست
 امید و شب وصل در ایام تو نیست
 دیده ام دفتر و پیمان و فاحش کج رفت
 نام خود بان چه شمس است به تو نیست
 ما بجان در غل غل بر آبی نماند
 کاشنگ دانست پروردگار می دانم چیست
 فنج و انس و نای جان و در یوسف نکرد
 هر که دل در بانوت دل بردن نماند که چیست
 از حجاب اشب نظیری باده برسی و ده رنگت
 پارسا آداب می خوردن نشیدند که چیست
 عشق یوسف را درین سودا بدیناری فروخت
 بندگی خود بدیمبر زانگی منظور نیست
 دست در گردن خدای جهان اندازم
 علی روز هم بر زخم و غار و صبح
 پدیده برداشتم از غم نهانی چند
 نهان می رود و مرزگر بیانی چند
 زان فغان که وفا داشت درین شهر سیر
 قصه چند بمانده و زندانی چند
 شمع کسش شد و دست هر کوه بماند
 غور گلچین و نزع سر خارا نرشد

۸۱

فکر آید و این است که اسال گذشت
 غم آید و همان بود که بار آهوش
 از این چو آفت است درخت امید را
 مسال هم شکوفه فشانده و نرشد
 بهوش می بین کن که شایدان ستند
 قرار بر سر بار بار شکسته
 این جان بهر سنگ سیر نور فرود شد
 این پای می بینش بهر کور فرود شد
 از لب بر آفت نیاید آواز شفق بان
 پروانه مرغ بسمل جز زیر پر نباشد
 ز شرف قصه بارفت خواب از چشم نماند
 شب آواز گشته و فغان از انسان میخیزد
 نگارهای نظیری بکنند از نگاه این جا
 جنون از سایه دیوانه ویدان میخیزد
 آواز هم بر بجای رسیده و مایان
 کمان بر سر و در غم کمان روان خورد
 مجلس بهر شکست و شام می رسید
 در غم چون نماند کسی جا بجا رسید
 کارم از این کمر بگر تو مجید و دوست
 سر این رشتند از غم ز کجا بگشاید
 ز من بمن همی آوازی سخن رسد
 همه جا که مقام کند تا بمن رسد
 بنده نتوان کرد ما از این را جز بمر
 جنس ما بسیار کیاب است از ان کی شود
 مکن از بزم چون بنده می بین نظیری را
 آخری نیست بالای تیر چانه میسازد
 نظیری لازم عشق و هنر جنگست و نماند
 تو من و روی مردم مردم فرزان میسازد
 قاصد حکرم سوخت به مقام و چه نام
 دل بود همان تو حق که با نید خبر بود
 هر کس بقدر طاقت خود میکشد غمش
 ۲ هنر بقدر جند به آهین ربا رسید

۹۲

تو بر بزم زنی سودای دل نازی زبان داری
 مرا سر پای دنیا بدین نابود میگرد ۹۵
 توان ز نام من یافت اشتیاق مرا
 عیار شوقی با اندازه سخن باشد ۹۶
 از قیمت یوسف نشود یک سر مو کم
 هر چند خریدار بیازار نکاشد ۹۷
 گویا تو بروی میروی ازین و گرد
 جان دادن کس این همه دشوار نباشد
 قصه ما بعرضه بزرگان وطن خواهد گفت
 هر که آینه ازین در طبع بسا حل بهرد ۹۸
 آینه بعیب ماست گویا
 عیب آینه دار ما ندارد ۹۹
 بدلتنگی کنم دل خوش همیشه
 که تنها جای غمهای تو باشد ۱۰۰
 نیاز دارم ز خود هرگز دلی را
 که منترسم و رو جای تو باشد
 شد عمر و سرگشتی او بکلی طریقت نشد
 برین بقدر مرتبه عشق ناز کرد ۱۰۱
 جهان جوان شده عقد بهار میندود
 بهار پای چمن در رنگار میندود ۱۰۲
 مسافران چمن ناریده در کوچند
 شکوفه میرو و قشای بار میندود ۱۰۳
 زنی ثباتی گلی بر درخت پنداری
 که غنچه بر سر آتش شعله میندود
 هزار نقش درین کار خاد در کار است
 نگیر خنده نظیری همه نکو استند ۱۰۴
 باید عصا رفت چو موسی که درین راه
 یک چاه نکنند که حسن یوشن نکند ۱۰۵
 ازین گشاده جبینان ثبات غیش محو
 که گل دهند بخور و یک نمزند ۱۰۶
 نظیر تراست نظیری که محو ذوق شدی
 بهر که غوطه بدین نازد و گهر دهند
 از قدم تا فرق ناز و نوش و برابر و گرد
 خوان دعوت حیده اند من سال کرد ۱۰۷
 گرد خود محرم بی نیم در هوای تمیتم
 زره اما با بخور شیدم مقابل کرد ۱۰۸
 زمریانی ازین شادم که از تشویش آزادم
 گر بیانی ندارم تا سی از دست من گردد ۱۰۹
 درین دیار عجب مطربان یک رنگ اند
 که دل بزند صد راه به یک آهنگ ۱۱۰
 من از ملامت مردم بقتل آزادم
 از سوی من رخ غریب تو عذر خواهی کرد ۱۱۱
 پی در در نظری این همه گفت و شنودم ۱۱۲
 غمی می بینم از گلشن که غاری در من آید
 ز کعبه جنت نظیری عجب هر سالم ۱۱۳
 که کارهای مرا بر مراد من دارد
 ز باب رحم و مروت نشان چه میخواهی ۱۱۴
 ازین مقوله حکایت درین مقاله نماید
 هر آن چه صاف قدرت بود مهربان خوردند
 بغیر دردی نمی در بهیم پیاله نمایند
 عالم از عشق در وجود آمد
 عشق منار هست و بود آمد ۱۱۵
 هر چه المیت نمودن داشت
 همه از عشق در نمود آمد
 عشق را عشق دی و غر و اندیست
 در هم زود تر ز زود آمد
 تپش و تابش من محرم سوالش سازد ۱۱۶
 صد در هست که کس پی بجایم نمیرد
 خضر توفیق با و را بهرم شد و زد ۱۱۷
 کس بهر شیره حیوان بدوین نرسد
 ز حیوان روز ما دارد بنابر عالمی بردل ۱۱۸
 نباشد و در شب مار و شنی اگر صد سحر باشد ۱۱۹

تو بر بزم زنی سودای دل نازی زبان داری
 مرا سر پای دنیا بدین نابود میگرد ۹۵
 توان ز نام من یافت اشتیاق مرا
 عیار شوقی با اندازه سخن باشد ۹۶
 از قیمت یوسف نشود یک سر مو کم
 هر چند خریدار بیازار نکاشد ۹۷
 گویا تو بروی میروی ازین و گرد
 جان دادن کس این همه دشوار نباشد
 قصه ما بعرضه بزرگان وطن خواهد گفت
 هر که آینه ازین در طبع بسا حل بهرد ۹۸
 آینه بعیب ماست گویا
 عیب آینه دار ما ندارد ۹۹
 بدلتنگی کنم دل خوش همیشه
 که تنها جای غمهای تو باشد ۱۰۰
 نیاز دارم ز خود هرگز دلی را
 که منترسم و رو جای تو باشد
 شد عمر و سرگشتی او بکلی طریقت نشد
 برین بقدر مرتبه عشق ناز کرد ۱۰۱
 جهان جوان شده عقد بهار میندود
 بهار پای چمن در رنگار میندود ۱۰۲
 مسافران چمن ناریده در کوچند
 شکوفه میرو و قشای بار میندود ۱۰۳
 زنی ثباتی گلی بر درخت پنداری
 که غنچه بر سر آتش شعله میندود
 هزار نقش درین کار خاد در کار است
 نگیر خنده نظیری همه نکو استند ۱۰۴
 باید عصا رفت چو موسی که درین راه
 یک چاه نکنند که حسن یوشن نکند ۱۰۵
 ازین گشاده جبینان ثبات غیش محو
 که گل دهند بخور و یک نمزند ۱۰۶

دلم تا نو با سایش بگریز در روز خرسندی
 بنیاطم شیوه آید که آن جانسوز تر باشد
 نکند بنده مجبور کنای در ۱۲۲
 ادب آنست که در پیش تو لطم باشد
 برای امتحان دارد چه مانی را چه از راز ۱۲۳
 اگر تو پیشو بنگر ز خود بهتر نمیدانم
 سهاش عشق است بر خود چیده چندین داستان و رده
 کسی بر معنی یک حرف مدد فشر نمیدانم
 ندانم مال شبهای نظیری این قدر دهم
 که بزر باین بیکگرداند و بستر نمیدانم
 کورختم عاشقانه که در جلوه گاه حسن ۱۲۴
 من چاک دل بتارنگاهای رفو کنند
 تو کار دل بمنزه معشوق و گذار
 بی طاعتی کن که نگویان نکو کنند
 مرغی مغرور شد که در مجلس بانگست ۱۲۵
 سمی که ناز و زودا نبرد خسته باشد
 ز غم مدحان بودند آشوب ندیم ۱۲۶
 نقل بخار گویان بختیاری بود
 مصر و بیان دلم راز پس آمد شداد
 بدین بر سر هر که چه و بازاری بود
 حسن و حیرت بهم افشای نغمه میگرداند ۱۲۷
 ز غم و غمش و بی زحمت گفتاری بود
 میردم جای که غم آنجا زد لهما میرد ۱۲۸
 ماله از هر جا که میخیزد با بنام میرد
 من نخواهم رفت اما بهر سنگین دلش
 هر کجا بیند گویند قش که فردا میرد
 برین اندوهی انجم آورده از بحر انداد
 کز درش نام میردم ذیل در تپه پایرد
 میردم انومی زکوی او که پنداری بخشیم
 صد گم پیش و پس از بهر تقاضا میرد

شهر و محله نظیری ساخت از آه و دانه
 میردم و دیگر پنداری نرونیامیرد
 باین طلال که من میردم بسوی چمن ۱۲۹
 چه جای غنچه که بزرگ خزان نخواهم برود
 نظیری این چه بلندی است و از نیست
 ز شوقی ره بسوی آشیان نخواهم برود
 حسن چند میسر بدل شوقی در خود را می دید ۱۳۰
 شکر جوگر در مملکت اول بینمائی دبد
 شکوه کمتر کن نظیری رسی یاری نکرد
 رخت با سوز و چه نقصان تماشا می دبد
 یک بار لبیب و هنر خویش ندیم ۱۳۱
 در لبیب و بزرگ آینه نام رنگ بیاورد
 در راه و فاقا بود و نیست ز غم
 شوقی تو فرنگ بفرنگ برآورد
 زوقی سر مرث بالماز که پند و اندوه است ۱۳۲
 عشق نازی نبود سر چه نهایت دارد
 با طاعت را ندانم از بیم بجز نماز نبود ۱۳۳
 در دکن ران در بودی من کار نبود
 بیدی در همه بنام برآورد که مباد
 خون من بریزی و گویند سزاوار نبود
 ناله زهر رانی نکند مرثا سیم
 کور و فسون نایکه گرفتار نبود
 محبت بادل غمیده لغت بیشتر گیرد ۱۳۴
 جوانی ز دوری هست در سر زدی گیرد
 پس از وارستگیها بیشتر غم گرفتارش
 جویدی هست مبادش ز اول سخت تر گیرد
 محبت بیشتر تا غم شود چون بشکند همان
 شکوه اول افشاند در رخت آنکه غم گیرد
 ربیلا تو حرف هر نام و نشان گم شد ۱۳۵
 کتاب حسن را جز و محبت از میان گم شد
 زهر و لاهوس گرد دولت عاشق میگردد

طفلی جمع شد چندان که جای میسبان گم شد
 اگر پرسد کسی حال نظیری را بگویدش شد
 که در دامت آن مرغی که شب از آشیان گم
 ز کجاست سحری شوق یار میخیزد ۱۳۰
 جنون ز سایه ابر بهار میخیزد
 بی تو به چشم نمیکشیم بخت باد بجوم ۱۳۱
 هر چه مراد یارید میسبان هر جا سنگ بود
 پیش ازین چنین نظیری شورش و مستی نداشت
 تا نمودنی جام بی ساقی و می میرنگ بود
 بیدتی سرودگر متهمدار و مراساقی ۱۳۲
 هنوز ز باده پادینه ام جان بودارد
 ز سر زجرم و بیگانه عیب خویش نیکویم ۱۳۳
 سخن میسبان از سادگی تیر و کمان خود
 سخن طرازی و زلفش ز نظیری نیست ۱۳۴
 توان در دوستی نماند چنین گردد
 ز کجاست عیارم در پناه دوستی نالقص ۱۳۵
 گرم صد یار نگه زنی شرم از عیار خود
 در بر روی منیش نمانیم در حجر و آتش ۱۳۶
 صد گداز در بخت و قفل این در و نشد
 تا غم از وی نه ما راه آمد شد گشود
 دیده شمع امید ما ز صرصر و آتش
 دل نمیدانم کجا زین آستانم میکشد ۱۳۷
 مرگ می بینم که با بجزان عیانم میکشد
 من یک سبب ندارم و نه کبر بردم بخت ۱۳۸
 یک مقام از ندم تا صد سبب نماند
 آن بخت فتنه جو که تو دیدی بخواب شد ۱۳۹
 وان دل که بود سوزش از ناله آب بود
 مگر چه می و هنوز رنگ و آگنا شست
 حال ز خط عروس و نیت و آداب شد
 بازوی هنر و ام و اقبال نظر هم ۱۴۰
 میگو شمع و کاری نتوانم بسزای کرد

چنین سخن عشق که گفتند و شنیدند
 کس حق نیست نتوانست ادا کرد
 خون میسبان در ضا گشت نظیری ۱۴۱
 مسکین نتوانست خصومت بقضا کرد
 ز زجرم بگفت بخت عیان می آید ۱۴۲
 ز زجرم نده و دولت بمان می آید
 ز مر باروی قانم ز مرادیده راست
 هر بی تمهید ندم بگم بمان می آید
 تو که آسوده زنی از نفسم سود نخواه
 من که سوزیده ام آتش زبان می آید
 عشق در محاکمت عقل چه مایه مان گردد
 روش و عادات دیگر بمان می آید
 بیچاره شود بد را شمارد ۱۴۳
 آن کس که آشنا بود با ندم بجا رود
 عشق آمد و تمام بگو شمع در و نده ۱۴۴
 لایکه در میان مس و کیمیا رود
 صبحی خال راه نمک بر نهشته اند ۱۴۵
 هر چند دیر آمده و در نهشته اند
 حرمان تو نه چندان که ۱۴۶
 هرگز در کیم بجا نمانسته اند
 سرای شناخت چه غایت داده اند
 اما رو چرخ بصر نهشته اند
 حسن خفید ز قیاس و شرف بر سر زد ۱۴۷
 فتنه بر پا شد و شمع بر کعب عالم زد
 باده خاص بخت کی بنا جرم رسد ۱۴۸
 عمرمان را دو شنگی از تقای هم زد
 بنیم خاص است و در نیک و سگور بیار ۱۴۹
 معنی دور طلب کن سخن و وریار
 در و نده باقی و دیده و زمره چشم ۱۵۰
 جفا که نشانی نگر و ریخ خدا را
 دامن دلی از طاعت چشم زاریده ۱۵۱

هر چند دور تر از کسان آید میداند
 حسن هر سو در لبها من صورتی پنهان شود ۱۴۶
 عشق هر ساعت در آید بدانی در
 درد نایابی و نادانی نظیری است
 غیر خاموشی ندیدم هیچ دورانی در
 هر چه میباید قسم خوردن بجانت خوب نیست ۱۴۷
 بهم بجان تو که یادم نیست سوگندی در
 فریب خنده و سوزند غنای غمزه میراند ۱۴۸
 ز غمبان خوش بود مهر و فایده دزدان خوشتر
 ز بیدارش نمیدانم گرم زبرد ز برساند
 بجای تو که نمیدانم زدن بنیاد زان خوشتر
 چشمش بر آبی میرد و در میان نمیشد ۱۴۹
 در سینه دارد آتش پلیرین چاکش نگر
 شرم از میان بر غارت دهر از دال بر داشت
 گفتار بی ترسش همین از دال پیش نگر
 زیر شاخ گل افی غمزه و بلبل را ۱۵۰
 نوازش خورده و غمزه را چه خبر
 ز دامن که کشانم ماستدستان
 تو میوه سر شاخ بلبل را چه خبر
 هر روز هست ناله مرغان در از تر ۱۵۱
 نگذارید فغان و گل بی خیز از تر
 پیداست عشق قبل بیان و مدار جدیت
 می با نگر از و مطرب از آن جانکده تر
 دارند ز بیکان همه نازی که در چین ۱۵۲
 شد بی اقامت که بر آید بنا از تر
 تعلیم پیام دل آگاه نگرید ۱۵۳
 بینام دل خویش را نوازه محمدار
 خوابی که خوابش شود شوق نظیری ۱۵۴
 از پیش خودش نگاه بران نگاه نگدار
 بروقت بد که روی بد آید سیل دان ۱۵۵
 هر نفس خود که جلوه کند موج آب گیر

هر زنده را بخت را طالب نور داد ۱۵۶
 در کار خویش رشته را آفتاب گیر
 چو لاله سوخته و محسوس و فانی باش ۱۵۷
 بنزد رنگ مشو طور ز بهر آید
 شراب غمزه نظیری بخاری آید
 قیاس از ساقی بیگانه ز بهر آید
 صدایش تلخ نور دم و صدایش آواز ۱۵۸
 در دهر است بماند ام هنوز
 چرخ پرویز نیست آتش بیز ۱۵۹
 ز قمری در دانه بجای نگرین
 شفقش خون مردم دانا
 افکش ساعسی ز خون لبر نه
 هر طرف میرد هر سانم
 قفس مرشد با چارک تمیز
 خبر نیست که کجا کشم
 نموان که از نظایر بهر
 ذوق و وجدان و نظر غایت شد و غایت ۱۶۰
 صیاف شد میباید و لی من در دلی شام نبوده
 در بکر شوق کشتی دل ریسان برید ۱۶۱
 در کوی یار خیمه تن بی طناب شد
 برنج آید هلال عیدم از ابرامید
 عمر رفت و هم جو طفلان بر در و بام ۱۶۲
 مبارک است سحر دقایق و استان دیدن ۱۶۳
 بر دی جنگ و عسجری و گلستان بر نیز
 هر که از در خور تو گرد و باز ۱۶۴
 همه در با بهر و گفتند فساد
 کس نماند کجا است این مطرب ۱۶۵
 سخت نزد یک میرسد آواز
 هست از دولت محبت تو ۱۶۶
 شب همه روز و روز و نور روز
 حسنت تلاقی بدایام میکند ۱۶۷

در عهد تو شکایت کرد و در نگرده کس
 روزی ز نظری شنود که مست شد ۱۴۵
 که شمعهای گل از بیل بهاری پرس
 محیط اگر چه محو شد بدامن ۱۴۱
 هنوز در خود احسان ابر نیست پیاس
 وقت ما آینه رخساره معشوق تاست ۱۴۲
 حسن روی او نگار روزگار ما سپرس
 ما صغیفان قصد منزل نگاه معقار ده ایم
 از هزار مایه ماند شمار ما سپرس
 قصه ما را نظری نیست برزاق تما
 بحر بی پایان عشقم از کنار ما سپرس
 عمر با عیب و دشتان گفتی ۱۴۳
 و صف خود ساعتی ز دشمن پرس
 دست طبع که پیش کسان کرده دراز ۱۴۴
 پل بسته که بگذری از آبروی خویش
 طاعت سپهر مذاق کن و ز همه بیگانه باش ۱۴۵
 اول میخانه بودی آخر میخانه باش
 تا از وفا فیل شدی خوردی نظری ز خیمه تیر
 عدد نظری بر صیدگاه ویت نظر از باطن
 مستی بگو بریز نظری گرفت نیست ۱۴۶
 ظاهر مکن سلامت طبع سلیم خویش
 دارم درین دیار بنگان قلیوه دلبری ۱۴۷
 بیخود غوغا شش و میانه غوغا شش و هو شیار خوش
 یاد در درون قبه این آسمان باش ۱۴۸
 یا از خواب بیدار شدی سرگردان باش
 کس را خطی دوام نداشت نداده اند
 یا در جهان عمر نکستی در جهان باش
 سیم رخ قاف نشو که خرد من بایدت
 نادان فریب لغز و پست آشیان باش
 آرزو نموده دیدی ز بیا هم نظری ۱۴۹
 هر چند که بهتر شده بهتر ازین باش

نیم میسازیم سایان گر نباشد گو باش ۱۵۰
 نوحه میگویم جهان گر نباشد گو باش
 زلفین سنبلی در آغوش از نگرده گو نگرده ۱۵۱
 رخ نگر گل در گریبان گو نباشد گو باش
 صد خطا در کار داریم از برای عفو و
 غصه مدتی و نقصید میان گر نباشد گو باش
 حرایت خود نشود ما خود به در خلوت خاص ۱۵۲
 چو سرو باش که مست از هوای غم مقام
 پیوسته رشیم بود شکایت ز روزگار ۱۵۳
 شد در زمان حسن تو گمراه ما ز فضل
 حکم جفا صحیح و امید مید و فاعلط ۱۵۴
 تدبیر تو در مست و لی خواب ما غلط
 بچشم ما در ز دیوار بوتان مستند ۲۰۰
 تیر که باده نمی نوشی از بهار چه خط
 کلید قفل همه گنجها بمن دادند
 بدست ما چو طلا نداشتار چه خط
 را ز دیوینه نرسیده پدیده بر انداخت درین ۲۰۱
 حال ما شهره بانای غزل ساخت درین
 جو به پیش من در تر زنگاه بماند
 آن که آینه من بساخت غیر اخت درین
 بر جان و سر نه لزوم در عاشقی که باشد ۲۰۲
 بسیار منفعت را اندک ضرر مبارک
 بیشتر فعل بود و قول نبود ۲۰۳
 نیست فعل این زمان و هست احوال
 روی نگو معاویه عمر کوتاه است ۲۰۴
 این نسخه از طالع مسیح نوشته ایم
 تحقیق حال ما زنگه میتوان نمود
 حرفی ز جان خویش بسپار نوشته ایم
 شکوه نقصان بود فصاحت بیان ۲۰۵
 نرسد از زبان بود کلام در دکان ۲۰۶
 از کفم سر رشته گفتار میزدن رفته بود

بهر که کز دل گشادم بر زبان انداختم
 کمر در خدمت عمر نیست می بندم چه شد قدیم ۲۲۱
 برهن می شدم گر این قدر ز نار می بستم
 نهال عمیق بود تو کردم بر تشنه حاصل
 نمر میداد گر این نخل را به غاری بستم
 دهر چون در دشمنی سست است افکندم سپهر ۲۲۲
 دشمن نامرد را من مرد میدان میبستم
 بومش نارسم صد بار در خاک افکند شو قهر ۲۲۳
 که نو بر دازم و شاخ بلندی آشیان دارم
 زبان شوریده عشق است گفتارش نمی ۲۲۴
 بخوان از چهره ام زانیکه با او در میان دارم
 فصلها از سر گذشت ناامیدی خوانده ام ۲۲۵
 گوش بر فسانه امید واری نیبستم
 چه داند خیم کوه بالال جولانگاه شو قهر ۲۲۶
 که آواره دیگر رفت است او من جای گرفتار
 بچه بر فرش سفید نگاه بر روی گلیانم ۲۲۷
 نسیم ناتوانم تا کجا خیزم کجا افتم
 عرم صد بار سوزی باز بهر دست گردم
 نیم برده اند کز یک سوختن از دست پایافتم
 نظیر کوه بجز از بنم وصال یاری آیم
 سبب کینه ای دارم ندانم تا کجا افتم
 سخن دوست گران بود فردان کردم ۲۲۸
 جان بهیواد بیا رید که از زان کردم
 بچه اکسیر بتا شیر محبت نرسد ۲۲۹
 کفر آردم و در عشق تو ایمان کردم
 دلگشادیدیم صفت و نعت امر و نرا ۲۳۰
 بهر آشیان بر سر فسانه فردا ندیم
 نه با کلم نظری کنی بصورتم آهنگ ۲۳۱
 شکسته باله و صیاد در کین دارم
 مرابسا ده دلیلهای امن توان بخشد
 خطا نموده ام و چشم آفرین دارم

جز نسیم آوازه کسان پیش ندادم ۲۳۲
 هرگز نظری بر زرق خورشید ندارم
 در نیم گشته دل از کفر و دین نمی دارم ۲۳۳
 کزین دو پاره دل آید تر لعل جگر کدام
 بود که یار من ازین سست و فانی آید
 نگر از دست بگیرد که از کار شدم
 هر چه دارم و نگرفتند در آن کوهی انکس ۲۳۴
 بر تو زدی و محک و وزن عیاری نزدیم
 از یک صیانت لطیف که آن هم در دست بود ۲۳۵
 امشب ز دفتر گلکده صد باب شسته ایم
 نمی گردید که ز رشته معنی را گردیم ۲۳۶
 حکایت بود بیباکیان بجا موی ادا کردم
 بهر کاری که نیت میگردی نصرت از حق بود ۲۳۷
 که بر کجاست دم افکندم و صید بها کردم
 نیست با شک و ترشید من کوه تا بهی ۲۳۸
 بچه بر نخل که مسند نشود دار کفتم
 معین بایب و قبولم که نیک خواهم توام ۲۳۹
 اگر بد و در جهانم که در پناه توام
 با وجود ناامیدی بسکه نشراق توهم ۲۴۰
 مانی که مرده و صلیب دهد باور کفتم
 زمین غم نه گریه آمد ولی ناله بر کشتم ۲۴۱
 سوزت است حال مشکلا عمر تا سحر کشتم
 آن بلبل ندیده بهارم که انتظار
 در آشیان ز کوهی بال و پر کشتم
 خواستم شمعی که از وی خانه ام روشن شود ۲۴۲
 و ده چه دانستم که رخت خانمان میسوزم
 تا از فضای دشت گلشن فاده ام ۲۴۳
 از چشم طائران نوازن فتن ده ام
 هر کجا راه دهد سبب بر کن تا ز که ما ۲۴۴
 بارها مات درین غرضه بتدبیر کشتم
 ای بار تعلق خود از آن نخل فرو بار ۲۴۵

کز شایخ احرار من گشت تمام به کام
 نه خلاش دم بر وقت نه گزارد دل بدر دم ۲۴۱
 دم آتشین بیابان آتش و گشت سرم
 بهوای ابرو نیم فکند پای نظم
 بگذارد سیل آتش نه و زودید مردم
 بقطار کس نتخمه چرخان بر امیر
 معیار آتش نیز زم چرخ قدر مردم
 بخزان دکن نیمه زار نیم زار نیم
 به بهار و دوی گشت نیم زار نیم گرم و گرم
 به بهار به نیم که قرین غزلش غزلش
 به بهار ضیاء سرانم که پود آفتاب مردم
 بگل پیر هندی امید و ایم ۲۴۲
 که خود شبیه ساز و آغوش و گزارد
 از خیل نفوس سخنان رفته و طرز کین مردم ۲۴۳
 حدیث بلبل کج فتنه از طرف زمین مردم
 نه زبیب بارغ کم شد نه بساط سبزه غالی شد
 خسی خسی ز زنگنه سمر و دیاسمن مردم
 ز بهری بارانم ازین بر یادگاری نیست
 که هر غزلش از غنیمت خوشیتن مردم
 فراتر خاطر از سیر و سفر جستم نشد حاصل
 نظم غزلت فراتم کردم و سوزی وطن مردم
 یک گلیم اما بر تبت چون نظم و بیان ایم ۲۴۵
 فتنه در رنگ و بوی نیم از چرخ کید ایم
 گراز عیار حال خود در مجلس اظهاری کنم ۲۴۶
 ساز از مقام خود رفت می از عیار خوشیتن
 لاف آن بهتر که در میدان سربازان ز نیم ۲۴۷
 شرط دعوی نیست تنها گوی و چو کالان
 علان نیست که نیم از دیرون جان بر فاست ۲۴۸
 ز کید دشمن بیرون خار توان کردن
 میج کارم بیش از عشقت کام من نبود ۲۴۹
 چون پسندیدی مرا شتم پسند خوشیتن

نه مراست حسن فصلی بهیار سر بلند ۱۵۴
 نه خوش آمدی موافق پسند قی خود پسندان
 جنگ و دوا درین راه نرسیم بگر و مردی
 که بر اسب و سبب تا زدم بی باور پسندان
 بهر رخ تیر و بختان دم خسته می فرو شتم
 سوز ناگهانی نیم زارم بهر رخ و پسندان
 دل سوز و دوا را بهت شوق و اندک باید
 می آتش تر مناسبت بهدلق در زندان
 من به رنگ جهان دل دلی و بهاران بین ۲۵۵
 و در آتش من می دلاور سزایان بین
 بنفشه خسته و زنگنه بختی در گوی
 و فای مسفران آفتابی آزاران بین
 گزینم شکوه دلی تر نیم که کشا سنی ۲۵۱
 آنگاه از عالش بکوهی یاد بگناید کن
 گر چه ناخود خست ز سر و دناست و وقت و دناست
 خواب تر از سناست و دناست مسان
 ساقی صدای ما است بوری بجام گردان ۲۵۲
 دامن شمع فرافست دوری تمام گردان
 آزاده خاطر از نا فکری منان بگیرد
 غزلت گزینم که کاست دل تیر کام گردان
 بی کیمیای مستی تبدیل غم حال است
 یا می علل فریاد غم محرم گردان
 بسی الطاف و احسان که در سوزی خود دانه من ۲۵۳
 غم را خود سر شست و عشق خود را آفرید من
 چه خوش است اندک و یک دل سر جنت باز گردن ۲۵۴
 سخن گذشته گفتن گلزار و زار گردن
 بگی از نیاز منان نظری بهر دیدن
 بگهی از عتاب غافل بگهی بناد کردن
 اثر عتاب بردن از دل هم اندک اندک
 بیدیده آفریدن بهمان سازد کردن
 ز چنان گرفتار جان بهمان جان شیرین

که توان ترا و جان ما ز هم امتیاز کردن
 تو بخوشی تن جو کردی که با کفی نظیری
 بخدا که واجب اندر تو احترام کردن
 هم نفسی بجان خرم تا فله تبار کو ۲۶۳
 مردی ازان زمین گجان گردی ازان دیار کو
 با یک و بد بسا ز نظیری ز روزگار ۲۶۴
 گر با غمان گریا و بدست یاسمین مجو
 بدل فگار دارم بکمی بی نهایت از تو ۲۶۵
 بکدام امید واری نغم شکایت از تو
 سر بزرگ من نداری بجای روم چه سازم
 دل پر شکایت از غم لب پر حکایت از تو
 مگر در ره وفا قدمی برگرفته ۲۶۶
 بر خود بنزد کوه غمرازی نهاده
 غم بسزا واره دل جو کرده ۲۶۷
 از تو پذیرفته ایم هر چه عطا کرده
 از غمی خند و سرگشت کس ایمین و خوشود ۲۶۸
 صد بار ز سجده ز ما مارا گنای بود
 فی قهر و جنت بر ملائی مهر و لطفی در خفا
 آخر نمیدانم چه ام مقبول از مردود
 مگر دید قسمت درازلی نمایانی در کشتی ۲۶۹
 یک ساکب جوینده را رو جانب مقصود
 مبنون انده را پذیرا ز رخ یلی ۲۷۰
 در و لیست جمعی که بدمان نرسیده
 با نیم و کتابی و جوینده فرو نشین
 از خانه تا یک با یوان نرسیده
 صد بار ز آغاز با انجام رساندیم
 افسانه در دیکه بیابان نرسیده ۲۷۱
 ره خطر ناک است و منزل دور و مهین درین
 روز بیک شد نظیری ترک این اسباب ده
 در هیچ مقام تیز از بد زنی ۲۷۲
 از بوی بوی برد از رنگ برنگی

بموی بسته صبرم نغمه تار است پنداری ۲۸۳
 دلم اندر هیچ میرنجید دل یار است پنداری
 نه پندم مید بر سودی از کارم راست بهبودی
 چو دارم که بر مسال یار است پنداری
 غم خود بخوار نوتی در تنگای جانم افتاده
 که او را از جهان با من بچین کاماست پنداری
 نظیری بواجب شیرین و نازک نکتی آرئی
 تر از کار بختین سخن بخر و راست پنداری
 نظیری داله صوت و سخن چندین کن خاطر ۲۸۵
 که ماند قصه در بر جای نازک داستان باقی
 دل که آشوبی ندارد و چیت کاغذی بود
 هر که سوداکی ندارد و چیت کاغذی بی طی
 ترا غم ز میج وصل مهر از تریشی ۲۸۶
 از کز دلش دادارک دوستان جانسوز تریشی
 السوس که نوبی تو بر عروسی تو کو نیست ۲۸۷
 ورنه بهر مکی بودی دیک خانه بودی
 در عشق حس نیست مگر بر دو مقام ۲۸۸
 آن جا که نه من باشم و جا یکی تو باشی
 چند مارا بمیداد و فسون بند کنی ۲۸۹
 تا کی این رشته شود پاره دیوید کنی
 طبع نادان بکسار گیری ز نهان ۲۹۰
 دزن نمود راست بمن از خردمند کنی
 کدانی غنچه گزرها می جانم بر نمی خیزد ۲۹۱
 بهلشته منظر بزم را از خرد بر تار است پنداری
 درست اگر نگر می سیما و نیز نگاست ۲۹۲
 نشانه مجلس نا امید و فتنه قمری
 ز عمر خوشتر و شیرین نری دلی چه کنم
 نهسته هیچ خردمند دلی بر انگیزی
 دلیل و حجت حق در عکاست حق دیگر ۲۹۳
 طریقی چهل هزار و ره شناخت طی
 موم و لیک دائم قصه سکار عنقا ۲۹۴

مغشک بست با هم اما گنم مقابلی
 کسی ز نیست ندانم تا از امر و نهی تو ۲۹۹
 مسلم بر نه کردی نهی بر حق هر چه فرمائی
 بتر فانی عشق فرمان برآور ۲۹۹
 که در تحت احکام گرد و ن باشی
 شوی محرم بزم رندان بشرعی
 که ناخوش بینی و محزون نیائی
 با خود غرور و سرکش با ما جفا و ناخوشی ۳۰۱
 از خود نه از مانده ام از آنان کیستی
 چه باید مرد را طبع بلند و مشرب تابی ۳۰۲
 نیم رین جبهه مجبوره نموده ای نه هر بانی
 زان دل که من در آتش ما بوده آسایش ندید ۳۰۳
 زین سر که من سرشته ام تا مست را از آن خوش کرد
 میزدیم را برین کفری بر جبهه غفنه شد
 چون یافت در نیم خصل ما را از این ناخوش
 رد کرده شهر خویش مقبول غریب چون شیم ۳۰۴
 زین در صدف منار شد این محل ایکن خوش کرد
 شیوه آنا دکان دادن و انگر فتن است ۳۰۵
 عیب کریان بود سود سلم داشتن
 بزیب و زر مرضی باطنی دوالت شود ۳۰۶
 چه سود از آن که رود کرم پله در محفل
 مرده در مرده فتح است و خضر در ظلم است ۳۰۷
 هر ظفر مرده را سائز به فتح دیگر است

دلیکه کعبه بپاکی در قسم می خورد ۳۰۸
 ز نقشه میبده کردم کلیسیای فرنگ
 چندی بخلط بنگد کردیم حرم را ۳۰۹
 وقت است که از کعبه مبارکیم صتم را
 یخ هوس و میل بستریم که زشت است
 فایده و حق برگاه بختان ارم را
 آن نغمه منج بلبل با تخم که در خزان ۳۱۰
 مرغان رفته را بنشین در آ درم
 و نباله دو خاطر خود را می خودم ۳۱۱
 این زمت ره آباءم پای خودم
 صد پرده درم ز خود نیارم بیرون
 صد مرگه بپایم در بجای خودم
 نور تو بقدر روزن سینه است
 دخل تو بیدر و سینه غنچه است
 دل نکس پذیرد آنچه روشن داری
 دیدار با انداز آینه است
 عالی دارم که دیده نادیده شود ۳۱۲
 طبعیکه پسند ما پسندیده شود
 آن که دل و دانا شود و دیده شود
 بینائی دیده پرده دیده شود

(دنباله دارد)

(آهنگ جولائی اگست ۱۹۴۰ء)

دیوان حسن بیگ شاملو گرامی

(۱) تذکرہ تلی اودھی تصنیف عہدِ جہانگیر، نسخہ کتب خانہ (خدا بخش) = خدا بخش، میں گرامی تبریزی کے ترجمہ کے بعد یہ الفاظ ہیں، جن کا تعلق اس سے نہیں: ”حسن بیگ، گرامی ہم در عرصہ است“ نسخہ ہذا میں مؤخر الذکر گرامی کے بارے میں اس سے زیادہ مرقوم نہیں، اس کے اشعار بھی اس نسخہ سے غیر حاضر ہیں۔ مقدم الذکر کی نسبت تلی اودھی لکھتا ہے کہ ہندوستان آکر واپس گیا۔ ۱۰۲۳ھ کے کبھی ہوئے اس شاعر کے جو اشعار ہیں، ان کا سروکار جہانگیر سے ہے۔

(۲) یدر بیضا مصنفہ آزاد بلگرامی (خدا بخش): ”گرامی، حسن بیگ .. بعدِ شاہِ جهان .. در بنگالہ مشرف لوارہ دریا بود“

(۳) ریاض الشعر مصنفہ والدہ داغستانی (خدا بخش): ”گرامی، حسن بیگ در سلسلہ شاملو، در سخنوری ماہر بودہ۔ بہ ہندوستان در خدمتِ جہانگیر پادشاہ بسر میرہ است۔ مدتی در عہدِ شاہِ جہاں پادشاہ بخشی گجرات بودہ“۔ جہانگیر کی خدمت میں ہوئے اور بخشیگیری گجرات کا ثبوت دیوان گرامی (خدا بخش) سے نہیں ملتا۔ ریاض الشعر میں جو اشعار گرامی کے ہیں، وہ بااستثنای بعض دیوان میں ہیں۔

(۴) مخزن الغرائب مصنفہ احمد علی ہاشمی (خدا بخش): ”حسن بیگ گرامی .. شاملو .. در عہدِ جہانگیر صاحب خدماتِ پادشاہی بودہ“

(۵) نشر عشق مصنفہ حسین قلی خاں عاشقی (خدا بخش): ”.. کھر و بسادہ جو، بساق سخن خوبتر رسیدی .. بعدِ شاہِ جہان واردِ ہند و بشرفِ ملازمتِ سلطانی رسیدہ۔ چندی بخشیگیری گجرات، و شطری، مشرفی

میرزہ خری بنگالہ ممتاز ماندہ، درگذشت "دیوان" کی ثابت ہو کہ عہد شاہ جہاں کی قبل آیا تھا۔ دیوان مشرف نوارہ بنگالہ ہونے پر مشہور ہے۔ رجوع بہ (۲۰)

(۶) فہرست مخطوطات فارسی کتب خانہ "خدا بخش": دیوان حسن بیگ گرامی (بکان عربی، انگریزی میں ۲۵۲) کا معلوم ہوتا ہے۔ گرامی میرزہ بنگالہ تھا، قصائد و قطعات کی جو مدح شاہ جہاں و داراشکوہ کی قطع نظر، دیوان میں ایسی نظمیں ہیں جو اس کی تعلیم زمانی ہوتی ہے۔ فہرست نگار نے اس کے علاوہ فہرست اشپزنگر کا حوالہ دیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ وہم کس طرح ہوا کہ تخلص کاف فارسی کی ہے۔ مشرف نوارہ کو میرزہ بنگالہ غلط ہے۔ دیوان میں قصائد نہیں، صرف ایک قصیدہ ہے؛ اور داراشکوہ کا نام کیا معنی، اس کی طرف اشارہ بھی نہیں۔

(۷) فہرست کتب خانہ "خدا بخش" میں فہرست اشپزنگر کے دو صفحوں کا حوالہ ہے۔ صفحہ ۲۸ میں تذکرہ ہمیشہ بہار کا خلاصہ اشپزنگر نے دیا ہے اور اس میں گرامی (بکان فارسی) تخلص کے ۲ شاعر: گرامی پسر قبول و گرامی پسر امانت خاں کا ذکر ہے؛ ان دونوں کے حالات معلوم ہیں، اور یہ حسن بیگ گرامی کے مختلف ہیں۔ صفحہ ۳۱۲ میں دیوان گرامی نسخہ ایشیا سوسائٹی بنگالہ کی کیفیت درج ہے: صفحات ۸۷۶، سطور ۹۰، مصرع ۱: "شست و شونی دہ بخون عاشقاں میخانہ را" اشپزنگر کا قول ہے کہ گرامی تخلص کے شعرا کے جو اشعار تذکروں میں ہیں، وہ اس نسخہ میں نہیں ملے۔ وہ فیصلہ نہ کر سکا کہ کس گرامی کا ہے، "شست الخ" دیوان (خدا بخش) میں نہیں، اور میری رائے میں یہ دیوان حسن بیگ، گرامی کا نہیں ہے۔

(۸) دیوان گرامی (خدا بخش)، بلا شک حسن بیگ گرامی کا ہے، فہرست نگار نے اگر یہ دیکھنے کی زحمت گوارا کی ہوتی کہ ریاض الشعرا میں اس شاعر کے جو اشعار ہیں، وہ نسخہ ہذا میں ہیں یا نہیں، تو ان کے قلم سے یہ نہ نکلتا کہ حسن بیگ گرامی کا دیوان معلوم ہوتا ہے۔ اشعار مذکورہ میں سے بعض جیسا کہ (۳) میں مرقوم ہے، اس نسخہ میں نہیں۔ اس کی بہت سی غزلیں مرتباً نامکمل ہیں، اور مفردات کے اشعار رباعیوں کے اشعار معلوم ہوتے ہیں۔ یہ امور یہ سمجھنے کے مانع ہیں کہ یہ نسخہ گرامی کے کل اشعار پر حاوی ہے۔ اس میں بیجان اشعار بھی بہت سے ہیں اس لیے اس کا انتخاب کہنا مشکل ہے۔ قرینہ یہ ہے کہ کسی شخص نے جو کچھ اسے ملا ہے، کجا کر دیا ہے؛ یہ کام بھی احتیاط کے ساتھ نہیں ہوا، متعدد اشعار دیوان میں مکرر ہیں، ان کے جملہ ردیف "ما" کے وہ شعر جو ورق ۱۰ میں ہیں، یہی اشعار مزید ۵ اشعار کے ساتھ تبدیل ردیف (من، بجای ما، قوافی حال، اعمال وغیرہ) ورق ۵۹ میں بھی ہیں۔ یہ نسخہ غلط کتابت کے خالی نہیں، اور کاتب بدام بھی ہے، ورق میں تراز کی جگہ "طراز" مرقوم ہے۔

(۹) اوراق نسخہ ہذا دراصل ۱۰۵ ہیں، لیکن ورق ۶۶ آخر تک ہندو غلط ہیں، چنانچہ ۶۶ کی جگہ ۶۹ ہے اور ۱۰۵ کی جگہ ۱۰۸ ہے، و قس علیٰ ہذا۔ اس مقالہ میں حوالہ نسخہ ہذا کے مطابق دیا گیا ہے۔

(۱۰) تعداد اشعار بشمول کزرات ۱۴۰۴۔ غزلیات از ورق اب تا ۴۷ ب، اشعار ۱۰۴۵، مصرع ۱۳ الہی .. باطلہا (رجوع بشر اقل (۲۳)، اشعار ۱۰۴۵۔ قصیدہ (اس میں ایک غزل شامل) ۴۷ ب تا ۷۶ الف، اشعار ۲۔ دو قطعات تاریخ جلوس ۷۶ الف و ۷۶ ب، اشعار ۱۰۔ رباعیات ۷۶ الف تا ۸۵ الف اشعار ۱۰۲۔ فردیات ۸۵ ب تا ۱۰۶ اب، اشعار ۱۹۱۔ قطب بعنوان رباعی، ورق ۱۰۶ ب، اشعار ۲۔ قطب تاریخ ولادت ۱۰۶ ب، اشعار ۲۔ قطب متعلق شاہ شجاع ۱۰۶ ب تا ۱۰۷ الف اشعار ۱۰۔ ترجیع دو بند، ۱۰۷ اب و ۱۰۸ الف، اشعار ۱۵، بیت ترجیع :

بنشینم و با طرب کنم خو می نوشم و زلف او کنم بو

(۱۱) دیوان گرامی کا خراسانی ہونا ثابت ہے اور بعض اشعار اس پر شعر ہیں کہ ہندو غیر مطمئن اور وطن واپس جانے کا خواہشمند تھا :

بطوفِ روضہ شاہِ خراسانم رسان یارب ۶۱ چو از خاکِ خراسانم مرا خاکِ خراسان کن

گشتم ہلاکِ تشنہ بی در سرابِ ہند ۱۴ آبِ حیاتِ چشمہ حیوانم آرزو دست

(۱۲) قطعی ۶ پر نہیں کہا جاسکتا کہ کب ہندوستان آیا اور اس وقت کیا عمر تھی۔ قرینہ ہے کہ عہدِ جاگیر (آغاز ۱۵۳۸ء) میں آیا اور اس وقت جوان تھا۔ ایک غزل کا عنوان ہے: در ایام شاہزادگی .. شاہِ جهان .. کہ متوجہ فتحِ دکن شدہ ہو، ذکر شدہ "اقبال نامہ" جاگیر گیری کے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا زمانہ شوال ۹۵۷ھ ہے۔ ظاہر ہے کہ گرامی اس کے قبل آگیا تھا۔ ایک قطعہ کے معلوم ہوتا ہے کہ ۹۵۷ھ میں "فرزندِ ارجمند" متولد ہوا تھا۔ ایک شعر ظاہرِ زمانہ پیری کا کہا ہوا ہے :

گیر شتم دگر آرزوی در دل نیست ۵۳ عیشِ دنیا چہ کنم لذتِ دین می خواہم

ایک نظم متعلق شاہ شجاع اس پر شعر ہے کہ شاہ شجاع ۹۵۷ھ میں واردِ دہاک ہوا تھا۔ دیوان میں کوئی نظم جس کے زمانہ تصنیف کی تعیین ممکن ہے، اس سے کہ بعد کی نہیں۔ سالِ ولادت کی طرح اس کا سن و وفات بھی پردہِ خفا میں ہے۔

(۱۳) گرامی عجب نہیں اگر جوانی میں رند مشرب رہا ہو۔ رجوع بہ (۲۰) برای بنگ۔ قرینہ ہے کہ بڑھاپہ میں منہیات

سر تائب ہو گیا تھا، اس سلسلے میں "گیر شتم الخ" (رجوع بہ ۱۲) پر غور کیا جائے۔ کچھ اشعار جن کا تعلق مذہب کے
بہودہ ذیل میں:

قصر بلند دینِ مبینست خاندام ۵۳ سرکوبِ آسمان وز مینست خاندام
از سنگِ مخنیقِ حوادثِ مراجم کار در کوچہ سلامت دینست خاندام
در دینِ محمد رسول اللہیم ۸۸ این نعمتِ بیزوال دادی شکر است
قدر تو بلند است ز ہر تدر بلند ۸۰ ہر جای کہ تو پای مینہی محرابست
دارم طمع ز شاہِ نجف مرتضیٰ علی ۴۹ دیگر مرا نباشد ازین و از ان طمع
بطلبِ آنچه زیزدانِ طلبی میبایی ۱۲ جز طوافِ در سلطانِ خراسان طلب

(۱۴) رباعیات ذیل کا تعلق ذاتی تجربات کے معلوم ہوتا ہے:

سید بقول درد مقید نبود ۸۷ در جستن عیب امت جد نبود
در آلِ رسولِ حق کسی بد نبود گر بود ادلادِ محمد نبود
این حادثہ ام دل ز نشاطت ملول ۸۲ در خوف در جانشستہ بارد و قبول
برمن نرسد ز دشمنانِ آسیبی از دوستی رسولِ دکناد، ادلادِ رسول

(۱۵) گرامی نے حافظ کے مشہور مصرع کی تفسیر کی ہے، مگر نہ حافظ کا نام لیا ہے، اور نہ یہ بتایا ہے کہ تفسیر ہے۔ بادشاہ و
امیر کے جواہر ناشر بھی کہتے تھے قطع نظر، دیوانِ گرامی میں، سابقین و معاصرین میں کسی شاعر کا نام نہیں آیا، مصرع
حافظؒ ہمارے ہاں خواستہ کر دگار چیت" رجوع بہ (۲۳)

(۱۶) جہانگیر کا نام آیا ہے تو مدح شاہ جہاں کے ضمن میں۔ ایک طرحی غزل شاہ جہاں کے زمانہء شاہزادگی کی کہی
ہوئی ہے جس میں مدح شاہزادہ کے اور اشعار کے ساتھ یہ شعر بھی ہے:

اقبال بتواند وزید بتو دولت ۴ بادشاہ جہانگیر تو زبیدی پسری را
ایک دوسری غزل کے اشعار ہیں:

شاہ دین نقد جہانگیر آنکہ بردگاہ او ۴۲ قدسیاں را انتظار بار میباید کشید
طبعِ نظم چوں شاید مدحتِ شاہ جہاں رشتہ ام را لولو شہوار میباید کشید
ای گرامی شاہ را چوں ختمِ لطفی با تو ہست وقت شد خود را بروی کار میباید کشید

ایک رباعی "شاہاک زمانہ چاکرش میگرد الخ" ورق ۹۷، اور دو غزلوں کو ایک ایک شعر میں بادشاہ کا ذکر ہے، لیکن، یقین ہو کہ ان سب کا تعلق شاہ جہان سے ہے۔

(۱۷) شاہ جہان کے متوجہ فتح دکن ہونے کو دقت جو غزل گرامی نے کہی تھی، اس کا ذکر آپکا ہے، اس کا ایک شعر درج ذیل ہے:

در شجاعت بر کمالی در سخاوت بی مثال ۱۲ شاہ شاہانی و داری صاحب عالم خطاب
ایک شعر جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاہ جہان کی "چشم لطف" گرامی پر تھی (۱۵)، میں نقل ہو چکا ہے۔ ایک دوسری شعر سے
یظاہر ہوتا ہے کہ شاہ جہان کی نظر سگر گیا تھا:

بر روی جہان چشم جہان بین نگشایم ۷ چون شاہ جہان از نظر انداختہ مارا
گرامی نے دو قطعات تاریخ جلوس کہے ہیں، مادہ تاریخ "ایام دولت مستدام" "کشورستان" - ۱۰۳۷ قصیدہ کا
عنوان ہے "در صفت شاہ جہان پادشاہ" جس کے ۲ اولیٰ غزل کا مدحیہ شعر درج ذیل ہے:

در روزگار عہد تو ای شاہ کامگار ۴ بادا چو پادشاہی خورشید برقرار۔۔

شاہ از صاحبی تو و بسندگی خود ۵ نازش کند زمانہ و ایام افتخار۔۔

شاہ از مدح تو سخن من رواج یافت صاحب سخن شدم سخنم دارد اعتبار

آپہ در علم جہانداری و عالمگیری از سکند نشد از شاہ جہان میآید

(۱۸) ایک قطر کا تعلق شاہ شجاع پسر شاہ جہان سے ہے، اس کے ۳ اشعار:

بنگال با آسمان قرین شد ۱۶ خورشید ہمیشہ دکن اگل زمین شد۔۔

تسخیر ز خنگ و فتح آشام ۱۷ از رتبہ ہمتش یقین شد۔۔

دعا کہ شرف مقام چون یافت رشک ای دمصر و شام و چین شد

تاریخ نزول مکتب شاہ نیست کہ دعا کہ شہ نشین شد

امراہ ہند میں صرف خانخانان (عبدالرحیم) کا نام دیوان میں آیا ہے:

ہر گاہ در آئینہ باطن مگرم ۸۱ از نذر یقین پنجم خود جلوہ گرم

این نشا از فیض خانخانان دارم الحق کہ نظر کردہ صاحب نظم

(۱۹) احمد آباد ہجرات کی طرہی غزل کا ذکر (۱۶) میں آپکا ہے، ایک شعر میں احمد آباد کشمیر کو ذکر ہے، لیکن قرینہ ہے کہ شعر

احمد آباد میں کہا گیا تھا۔ ایک اور شعر میں احمد آباد کا ذکر ہے :

ای دور از ماتراز مایاد کجاست ۷۷ کشمیر کجا و احمد آباد کجاست

احمد آباد است و ساقی گلرخان ہوشند ۱۴ تو بہ ہر کس بشکند بجا و بجا خواہد شکست

(۲۰) اشعار متعلق شاہ شجاع (۱۸) کا سروکار بنگالہ سے ہے، اشعار ذیل کا بھی تعلق بنگالہ سے ہے :

متابہ بمن پر تو ہر وہ ماہ ۶۹ کہ دورم ز نزدیکی پادشاہ

بزدان بنگالہ گشتم اسیر ندانم چہ کردم من بیگناہ

بنگالہ طوم کرداد صحبت ناجنسان ۷۳ ای دای زنی یاری فریاد ز تنہائی

بالین ہر منکر و غم بنی دنگالہ ۸۱ از یاد برفت علم چندین سالہ

چیزی کہ بخود سپردہ بودم گم شد از مشربی نوارہ بنگالہ

نشاہ بنگالہ بد بنگالہ میآرد جنون ۳۷ میتوان کردن دماغی تازہ از بنگالہ گر

(۲۱) ہندوستانی الفاظ و معنائیں کم ہیں، جو الفاظ گزر چکے ہیں، ان کے علاوہ صرف ۲ اور دیوان میں ہیں :

چشم روشن بود از رختن آب سرشک ۱۹ ہست آبادی و معمورہ (کذا) ہند از برسات

پیمودہ ایم رشتہ ز تار برہمن ۲۳ یک بخیزہ کلاہ قلمندر نمیشود

(۲۲) مخور فریب فراغت ز راحت کہ تو داری ۴۹ کہ آب زیر گیم است و خواب زیر لحاف

ایک مصرع دوسرے کے بڑا ہے، ظاہر اس ہوشاعر ہے۔ ایک دو بیت قلم بعنوان "رباعی" جس کا وزن رباعی کے مقررہ وزن سے مختلف، مگر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ عنوان کا ذکر دارگرا می ہے :

تا چند لطیف گویدم غیر ۱۰۹ در روز مخور شراب نتوان

رازی کہ شب چراغ داند پوشیدن از آفتاب نتوان

دلیر و اسیر قافیہ ورق ۵۳، غریب و فریب قافیہ ورق ۸۲، نوازش و خواہش قافیہ ورق ۵۴۔ خاکبوسی و عروسی

قافیہ ۹۲۔ (۲۳) کہ شعر ۲ کے مصرع آخر کی طرت توجہ کی جائے۔

رباعی ذیل میں سگ کا قافیہ یک و شک :

این قوم حسود ہر یک از یک مردار ۸۲ ہستند چو اہل شرک بنی شک طرار

نیکم نشوم بگفتن بد گوید (کذا) دریا نشود از دہن سگ مردار

(۲۳) انتخاب اشعار میں امور ذیل کا لحاظ رکھا گیا ہے: (الف) شعر بحیثیت شعرا چھا ہو (ب) شعری شاعر کی شخصیت پر روشنی پڑتی ہو (ج) شعری کسی لفظ یا اس کی کسی خاص طریق استعمال کی سند دی جاسکتی ہو (د) بعض اشعار کسی قسم کی وجہ سے بھی منتخب ہو کر ہیں، مثلاً پندرہواں شعر "تیر الخ" جس میں تعقید لفظی ہے:

- | | | | |
|---|---------------------------------------|---|--|
| ۱ | الہی محو گردان از دل مالقش باطلها | ۱ | بخی خود شناسانی کہ جاد دارند در دلها |
| | منم پروانه برگرد چرغ عشق میگرم | | نیم گرمی کہ شب خود را ز نذر شمع محفلها |
| ۲ | ہمہ سوزند گداز و محنت در دست و میانی | ۲ | ز با با سامعان نقلی کہ خواهند کرد ناقلها |
| ۲ | شرمنده ایم ما و دل شر مسار ما | ۲ | کاری نکرده ایم کہ آید بکار ما |
| | ز رخ متاع خویش بمانیک ظاہر است | | نقصان کشیم گر بکشایند بار ما |
| | یک مشتری ندیدم خواهان جنس معنی | | چیدم بساط دعوی بستم در دکان را |
| | چون باد تند رفتی تا آمدی گزشتی | | جولا گہیت گیتی عمر بسک عنان را |
| ۳ | پر گفتم شد گرامی امروز قصہ کوتاه | ۳ | فردا تمام سازیم باقی داستان را |
| | ندام حالی غیر از زبان ہست و بود اینجا | ۳ | از اینجا میروم دیگر مابودن چه سود اینجا |
| | درین ہنگامہ فانی ز آثاری نہ بنیادی | | نمودم بنمودیم و وجود بی وجود اینجا |
| | گرامی ترک می کردی و در میخانہ میگری | | چو گردان شدی دیگر نباید نمود اینجا |
| ۳ | آرد بچمن بوی تو باد سحری را | ۳ | باید تو در شیشہ توان کرد پری را |
| | قاصد خبر آمدنی مژدہ وصلی | | باز آی کہ جان میدہم این خوش خبری را |
| ۴ | بہر سونگری از خود بینی خوبتر کس را | ۴ | نظر داری بحال خود نیابی خوبتر کس را |
| | بتیر طعنہ و تیغ زبان دلہا نیازی | | نصیحت میکنم بشنوز من جان پدر کس را |
| ۵ | ما بیک پرواز در دام بلا افتادہ ایم | ۵ | بر زمین انداخت مارا قوت بازوی ما |
| | زود ترک اختلاط ما نمیکرد اختیار | | خاطر ما را اگر میخواست خاطر جوی ما |
| ۵ | زبان خموش و عیان معنی نہفتہ ما | ۵ | ز گفتمہ بیش بود شہرت نگفتہ ما |
| | شنفتنی نبود آنچه گفتنی نبود | | نگفتہ ماند بسی حرف نا شنفتہ ما |
| | بمشرب می و ساغر بہم در آمیزند | | ببشگفتہ یار و دل بشگفتہ ما |

بکوشش گر کنم مپوید موریمجانی را ۶ ز راه دل منزل میرسانم کاروانی را
 بتی شیرین زبانی را بخود گرم سخن کردم که در لفظی ادا سازد معنی داستانی را
 چشم بینا نیست غیر از روی زیبا آشا ۸ آشنایی در نمیگیرد بهر تا آشنا
 میتوان کرد امتیازی در میان ما و غیر فرق بسیار است از نا آشنا تا آشنا
 چون گرامی معنی بیگانه دارم کی شود با کلام دلفینم دخل بیجا آشنا
 آسان گرفته کار جهان را همه بخود ۱۰ بایاد تو گرامی مشکل پسند ما
 مهر فرزندی ندارد مادری گیتی بمن ۶ ورنه هرگز بد روا دارد کسی فرزندی را
 منش از من رایگان خواهد دل خردند مشتری ارزاں ستاند جنس حاجتمند را
 ابرتم و بهار تم و شرابیم و محبت ۷ ایام بطرح دیگر انداخته مارا
 از پیشانی ما توبه بگریش افتد ۱۱ خواهد از رحمت او عذر گنهگاری ما
 چه شد صراحی و ساغر کجاست ساقی ما ۷ کسی نماند زیار ان اتفاقی ما
 چه صدق پاک نهاد و چه مهر صافدم ستیزه خون خورد از سنگ بیفاتی ما
 بس که رسواییم عالم آهنگ از حال ما ۱۰ ثبت دفتر باست نقل نامه اعمال ما
 ز عشق درد و غم و محنت حاصل دل ۸ هزار شکر ز یک خوشه خرمن نیست مرا
 کجا روم چه کنم تا دی بسیار سلیم ۹ نه منزلی نه مقامی نه مسکنیت مرا
 بدولت بنراست اینک میکشم خواری چو گلبنم که پراز خار دام نیست مرا
 امروز گرامی تو بایں خوبی معنی ۵ با تازگی لفظ دمی داد سخن را
 پس از ما قاتل ما را بخون مانگیرد کس ۱۰ بیا مرد خدا از رحمت خود قاتل ما را
 ترا همچون نسیم ای غیر گشت همشن از زانی ۱۰ که من چون دود از گهمن کنم فوق تماشا را
 خلوتی سازد بیا شش چمن آراینی کن ۱۱ دیگری را بتماشای گلستان مطلب
 راز خود را ز دل دیده نهان میدارم ۱۳ حرف ما گوشزد محرم و نامحرم نیست
 توبه بعد از این از می نخواهم توبه کرد ۱۵ توبه این نوبتم را اگر خدا خواهد شکست
 این جهان مست ما را چون بودارد بدوش تا کجا بر خاک ریزد تا کجا خواهد شکست

زین بسلا نزد بازی پاکبازان میبزند تخمه برفرق حریفان دغاخواه شکست
 آبادی عالم همه بر روی زمینست ۱۳ صحرای دل ماست که دیوانه نشین است
 ز سوز ناله بلبل دل از نواخته است ۱۳ بیابان سبز و جداخته گل جداخته است
 چو آب راه و فایت بسینه میپریم ۱۴ ز جستجوی نماغم اگر چه پاخته است
 در راه باطنی سفری هست عشق را ۱۶ از دل بدل روند ره کاروان با دست
 چون بوی بیاد مباشنا شدم آشفته گلی زلف پریشانم آرزوست
 با خذر باش ز انصاف و قویدستی شرع ۱۹ میبرموی کشتان خانه دقاصنی و قفیات (کذا)
 تاز من تحقیق جرم و بیگناهی کرده است ۱۷ شرم چشمش از نگاهی عذرخواهی کرده است
 گران فروش متاع گران بهادارد ۱۸ ازان بهجوم خریدار در دکانش نیست
 شاد نتوان شد از ایام که پر بیدار است ۲۰ نیست آباد جهان تا به جهان آباد است
 با هم از کین شیوه انبای دوران دشمنیت ۱۹ گر بظاہر دوستی دارند پنهان دشمنیت
 دل از تو دور بدام بلا گرفتار است ۱۸ چو بلبلیت که راهی بگلستان نیست
 جانی بمانانده ز غم زنده دلم ۲۱ هر جا که جان زنده دلانت جان ماست
 ما را برای محنت و غم آفریده اند اندوه از برای دل ناتوان ماست
 پستی ما ز تحت شری هم گزشته است هستیم در گوی که زمین آسمان ماست
 بیدلان اطاعت خشم و عقاب ناز نیست ۲۲ گردش چشمی سزای جرم نافرمان پس است
 پیشه دیگر نمیدانیم غیر از دوستی این هنر از ابتدای عمر تا پایان پس است
 جهان پر فتنه و آشوب از چیست ۲۳ نمیدانم فلک را کینه با کیست
 آن قبولی که ترا در همه دل جاداده است ۱۴ ای گرانی اثر خاطر خیر اندیش است
 بی خداداد ترا فیض میسر نشود ۲۱ زود و گمراه شود ملت اگر ارشاد نیست
 فصل بهار باغ خوش است بهار خوش است ۱۴ صحبت بدستان قدیم آشنا خوش است
 میخواست از لب تو بگوید حکایتی ۱۴ گل پیش آنکه بر لبش آید سخن شگفت
 بار دگر حسن تو آیین تو نهاد ۱۵ تا در میان خواستگار چیت

- مست آمد و بودم خبر از بامم درم نیست ۱۶ یاران ره بیرون شد این خانه کد است
 در باغ مرغ را چو طال از نو گرفت ۱۶ پرداز کرد از سر شاخ و هوا گرفت
 تا روزگار در پتی بیدادی منست شادی همیشه در غم ناشادی منست
 حساب عمر خود یوانگن نمیدانم ۱۷ چه روز رفت چه ماه آمد چه سال گزشت
 و محبت باده کشان زرق دریا منست ۱۷ مدت و مفاد دل صاف نمی ناست
 ما خواهش خود را برضای تو سپردیم ۱۸ هر نیک و بدی کن تو رسد عین هواست
 دور آخر گشت و چرخ از عشق آگاهی نیات ۱۸ عاشقی کار جوانانست پیر آموز نیست
 در دل چو حاصل عمر است میدارم عزیز ۲۰ پیش بهتان خاله کذا فیروزه خاک منست
 راز نهفتنی نتوان گفت پیش کس ۲۲ حرفی که گفتنیست زهر باب گفتنیست
 قدر سخن بدان و کمن بی روش بیان گفتار اگر خوشست باداب گفتنیست
 نغمه پردازی کند در صبح بلبل در چمن ۲۲ چنهم در گوشه ویرانه بی آهنگ نیست
 سخن ز فیض بدل میرسد دل بزبان ۲۳ برای دادن شهرت شود زبان باعث
 اینچه دقت که از ظلم جهان میسوزد ۲۳ کو خیلی که کند آتش نمرود علاج
 بی علاجیم بدرد دل خود ساخته ایم نیست ما را ز دوا حاصل مقصود علاج
 آمد بجنگ باز مقدار مقام صلیح ۲۵ بر دم شکست رفتی عهد و نظام صلیح
 خاطر بجنگ بیشتر از صلیح مانست با این گردد و کینه در ناتمام صلیح
 نه از یاری رسیداری نه کاری آشناسازد ۲۶ خدا ساز است کار ما غریبان را خدا سازد
 کسی با هم نشین ناموافق تا کی باید بکار نامناسب تا کجا ماند کجا سازد
 ازین کین پیران دهن گرامی باش بگانه ۲۷ چرا خود را کسی با اینچنین قوم آشناسازد
 هر کجا باشند مشتاقان دعاگوی تواند ۲۷ دور و نزدیک اند دعاگویان عیانی میرسد
 زنجیرم مر حبابم گوش آواز میآید ۲۷ جزئی بهر افشا کردن این راز میآید
 روز در سوز و ششم بی تو تب میگزرد ۲۷ زندگانی بچنین حال عجب میگزرد
 نیاید من با خود پسندان پیری کردن ۲۸ تفاخر میکنند هر کس که بیش از یک قدم!

فنون چشم تو آفت بجان فتنه فکند ۲۸ کرشمه تو بلا بر سر بلا آورد
 گرامی خوشتن را میگزاری بر مراد دل ۲۹ کسی خود را برای خاطر دشمن نمیسوزد
 در میان موج دریا بیشتر امنیت است ۳۰ بر میا از بحر بیرون فتنه در ساحل بود
 پای برهنه مرهبا کرده ایم طی ۲۹ همپای ما جز آبله پای ما نبود
 پانجم سرخوش نبودن گمراهی و ابلیسیت ۳۱ عاقبت آن کس که در میخانه لایعقل بود
 مرغی ز بام آمد و قاصد ز در رسید ۳۹ من بخبر نشسته خبر در خبر رسید
 از آب چشم خویش نگه داشتم چمن چندان که فصل گل بهار دگر رسید
 تادمی هست ز لب جرعه را نتوان کرد ۳۱ کا پنجه امروز کنی روز جزا نتوان کرد
 دوری خدمت ارباب هنر نتوان جست ترک مصحبتی اهل وفا نتوان کرد
 ای صبا آنچه شنیدی همه جا فاش مکن راز آن زلف سیاه پیش تو دانا نتوان کرد
 و سخن ما نظر از صاحب معنی داریم نسبت آنکه سخن گفت بمان نتوان کرد
 دل محمود عاشق کی بیک پیامه میسازد ۲۹ نه از خم مست میگردد نه با خمخانه میسازد
 معافم دار یک دوری بمن ساغده ساقی ۳۰ بوی سرخوشم جامی مراد یوانه میسازد
 ز بیقراری بجران دمی نیاسودم ۳۰ ترا کسی که نمیند چنان بیاساید
 پرشکونی نیست در آرزو دل دیوانگان ۳۱ بس کن آزار دل دیوانه ای چرخ بکود
 غم ز دل رفت بجایش طلب آمد خوش بها ۳۲ گری میزد از پی به ازان میآید
 آشکارا نتوان کرد ز دل راز نهفت به گرامی سخن از غیب نهان میآید
 صبا کی میتواند جا زلف پرشکن گیرد ۳۵ مسافر هر کجا امنیتی بیند وطن گیرد
 ازند همیشه چو بز لاغر قصاب ۳۳ آن قوم که پرورده سلطان دوزیرند
 شکوفه دامن افشانت و بلبل در پریشانی ۳۴ در خان بار میبندند گل عزم سفر دارد
 چو خفت اینک عالمگیر شد آواز بلبل بنام طایع شهرت که این یک مشت پر دلرد
 ندارد و جا به لها در نظر باد و نمیباید گرامی را قبول عامه مردود نظر دارد
 غم فسرده دلی پیری و خنک دینی ۳۸ نشاط باده و سرگرمی شباب نماند

- بوی تو با نسیم بهار آشنانشد ۲۹ گلهای شگفت و بند قبای تو دوانشد
 ما اختیار خود برضای تو دلوه ایم هرگز میان ما تو چون و چرا نشد
 حاصل نگشت هیچ مرادی ز روزگار بامد عیست کار که بامد عا نشد
 غیر از عنایت تو امید نجات نیست مارا که هیچ دقت خطا در خطا نشد
 اگر ز دیده فتد جای سازد اندر دل ۲۸ بمن بگو که گرامی کجا نیکنجد
 ازین اهل زمان صدق نمی بینم گریزانم ۳۰ چرا باید کسی با اینچنین قوم آشنا باشد
 بادورویان دودل مارا نباشد الفتی ۳۲ در دل ما جاکند هر کس با یکدل بود
 سخن کوکز سخنگو در جهان آثار میماند ۳۴ نخواهد ماند آثار از زبان گفتار میماند
 چه فیض است اینک دقت صبحم گل بار آید شبنم گر چوب خشک افاده در گلزار میماند
 نه من با خود نه با کار جهان سرگزی دارم منزل کی رسد آنکس که از رفار میماند
 مرا شناختی من میسم آنکس که میخوای بصورت آدمی با آدمی بسیار میماند
 بغیر از خود گرامی هیچ کس را بد نمیداند نظر بر عیب یاران گر کنند لی یار میماند
 ازین دیار ز کین من افغان حسود ۳۰ بدون روم دگر انتخاب نمیتوانم بود
 درین گروه نه ذاتی نه اصل و بنیادی ز بی وجودی ما کس نمی نهند وجود
 درین طلسم که پامی نهی حفیظ بگو ۳۳ که اسم اعظمت از دیو و دد نگه دارد
 دریا کشیم و باده میترنمیشود ۳۳ زمین ساغر و سبواب مازنمیشود
 من این شراب تازه نارس چشم تازنگ می چون خون کبوتر نمیشود
 ابلیتی بکس نگزارد غرور و جباه تا کس بدولتی نرسد خر نمیشود
 بشنو که سرگزشت گرامی شنید نیست رنگین حکایتیست مکرر نمیشود
 از باغ میخساند مرا باد صبا برد ۳۳ خاکم ز کجا بود و نصیبم بکجا برد
 صبا کی میتواند جابزلفیه ترسکن گیرد ۳۵ مسافر هر کجا امنیتی بیند وطن گیرد
 کلام از لذت گفتار آن شیرین سخن باله ۳۵ سخن جان گیر و از معنی معنی از سخن باله
 دخت میوه از باری که میآرد در دست ۳۶ مقدار سخن صاحب سخن بزوشستن بلبل

- شود ظاهراً قبول آدمی در صورت و معنی نماید خوتر هر کس که خونی بیشتر دارد
- ۳۷ نریخ متاع خویش گران بسته ایم ما ۳۷ از ماکسی بقمیتی ایس زر نمخرد
- درویش با کلاه فقیرست سر بلند طاقی نمیفروشد و انسر نمخرد
- ۳۸ چون منزل کشتیت جهان بر سر دریا ۳۸ بادی که دزد خانه ز بنیاد بلرزد
- ای گرامی بتنگ حوصلگان هیچ مگو ۳۸ رنجش آرد سخن راست گران میدباشد
- از کجایا ر بعد ناز و فنون میآید ۴۰ عقل بر خیز ز پیشتم که چون میآید
- نغمه دآب و هوا توبه ما می شکنند ۴۰ چه توان کرد باین سلسله جنبانی چند
- در یک مکان بمان درختان مختلف ۴۰ جمیع یار چند بهم از دیار چند
- بگردن نیکو در بند یکم نمیآید ۴۳ فریبی خورده جایی دل که از من دور گیرد
- دران شهری که رسم آشنا پرسی نمیدباشد ۴۲ غروب خانه خود شو گرت بیگانگی باید
- ز نور یاده شد مشب چراغ این چنین روشن نسیم صبح را بال پر پروانگی باید
- تا بکی این سازنی آهنگ را باید شنید ۴۴ ای مغنی نغمه سر کن با آهنگ دیگر
- مکل نشست از روی شوکت بر سر سلطنت باغ را آرایش نوداد و اورنگ دیگر
- گاه در قهری و گاهی مهربانی میکنی ۴۵ دشمنی و دوستی با من بیک دستور دار
- ای گرامی مانده در ناشناسی بخت ۴۵ صدوس تخی و کارت همچنان خامست بس
- می آشکار خور و پره دار را ز مباشش ۴۶ حریف تو به رند زمانه ساز مباحش
- زین کار با که بر سرم انداخت روزگار ۴۶ لزوم چو بید بر سر ناموس ننگ خویش
- چو از جمع کن از بحر فیض پاشان باش ۴۵ اگر ازین تو پریشان شوی پریشان باش
- قبول طاعت و آمرزش گناه خواه ز هر عمل که پشیمان شوی پشیمان باش
- بهشت اگر نبود دوست اختیار کنم ۴۹ بره ز قاف پس ماندست در اعراض
- نور و دوسر سال نود عید مبارک ۴۹ دور حرکات مه و خورشید مبارک
- بسیار دودیدی بلی هر کار گرامی ۵۰ بیحاصلی شد تنگاپوی تو حاصل
- حسب معنی پیمانه ته جرعه باقی گزار ۴۷ دور از انصافت ساغر میکشی تا نم مکش

من ز یک بازندگی چشم خود را باخستم کرد صد باز پیچ با من چرخ مینا اختراع
 نام بلند و شهرت نام بلند جو تلخی مکن که سر که شود انگبین تو
 برون شدم ز گلستان کسی ندید مرا ۵۱ که چون صبا ز کجا آمدم کجا فرستم
 برای کار عشق از خود هنر با کرده ام پیدا ۵۲ نه از استاد تعلیمی نه پندی از پدر دارم
 زاد ضاعی که میبینم چه خواهد شد خبر دارم ۵۲ که من پیش آمد احوال در پیش نظر دارم
 ای گلشنی بچشم حقارت مرا بین ۵۲ خار گلم چه شد که بگلشن افتاده ام
 عیبم کفشد گر هنری سرزند ز من ۵۳ هرگز بکار خویش ستایش نیافتم
 شکر است خاک خواری بر سر نیکنم ۵۳ چون باد خاک روئی هر در نیکنم
 با سر شک از دیده خون دل برین آورده ام ۵۴ آب دیار بخوار را دور آورده ام
 درین بازار بیقدم چو در سجده بها فتم ۵۴ بنرخ گوهری باشم که در دست گذا فتم
 فی فتوری در محبت فی فتوری در وفا ۵۵ فی خلافت و فی خطا بر خود تصور آورده ام
 سبزه سرزند از خاک وجود میبها ۵۶ تخم ناکاشته حاصل ز زمین میخواهم
 مادرین میکند با صدق و صفا بودیم ۵۶ این هال بقعه خیر است که ما میبودیم
 ازان زمان که تو ما را ز دل بر آوردی ۵۷ ما فریم بهر خلطی که میگزیریم
 هر گاه از مهر و وفا حرفی بیادش میرسد ۵۷ در میان آن سخن خود را بیادش میدهم
 مراست عهد قدیمی بباغبان و بهار ۵۸ که تا ببار بود گل ز گلستان نروم
 گر پیر شدم دل بامید تو جوانست ۵۸ آرایش باغم ز خزان که ندارم
 تا کی لاف ازین تو بصاف زخم ۵۸ تو به ام بشکند از تو به اگر لاف زخم
 کار عالم را برسم تازه میدادم نظام ۵۹ بخت اگر میداد و یک کار استقلال من
 مواز سر گرامی شوریده کم نشد ۵۹ صد بار زیر تیغ دودستی گزشته ایم
 مرا با خود صبا چون بود بگردان ۶۰ بهر سود و سر راغ او بگردان
 مبین سوی حریفان دل آزار ازین یاران بیرون بگردان
 باغبان سلطان باغ و گل سر سلطنت ۶۱ هست بلبل نذر سنج پای تخت باغبان

۶۱ با مقام همیشه بازگیری افتاده کار دادکی یا بم و غلبازی شده همسر من
 ۶۲ شاعر و صنف روی تست بهار ۶۲ دزد مضمون حسن تست بهمن
 ۶۳ گرامی در بلا افتاد از مشکل پسند بها ۶۳ تو کار عالم آسان گیر و بر خود کار آسان
 ۶۳ دیدیم ای گرامی غیر از تو دیگری نیست ۶۳ در روی کار امروز از مردمان دیرین
 ۶۴ چو عیب خود هنر خود نمیدتوانم گفت ۶۴ ز دیگران بشنو و صف من ز من مشو
 ۶۹ دنیا فاست کاوش بی حد چه فائده ۶۹ در کار بیمدار جهان کد چه فائده
 حریفی کی ز عذر نخواهی ز کس مگو تا خوش چو گفته شد ز خوش آمد چه فائده
 اقبال بایدت که قوی باشد و بلند از عرض و طول و کوتاهی قد چه فائده
 نیکی و از نکستی تو بس امید هست ۷۰ گر بد کنی، مما بتونی بد چه فائده
 آتشم تیز است نزد کیم نیایند خلق ۷۰ خلوتی دادم مرا باشد باین شکرانه
 در وجود آدمی هر عضو یک صنعتگر است ۷۰ دل چو استادی که باشد کار فرمای همه
 غم ندادم گر غم عالم بمن رو آورد ۷۱ در دل تنگی که دارم میکشم جایی همه
 از سخن معنی رو و چون کاوش آید میان شعر نامزدن شود از دخل بجای همه
 خافل منشین راه غلط کرده از دور ۷۲ مشکل که ازین بادی آسان بدر آئی
 چه خوشست با تو بزمی می توانی مستی ۷۳ من بجز و بینوایی تو و عشوهای مستی
 خواهش اینست چه باشد که میتر گردد ۷۳ سرنی دد دسری خاطر بی آزاری
 مدایکار عالم با سرو کار است با مردم ۷۴ چه خوش بودی نیفتادی کسی را با کسی کاری
 نخر و علم عاشقی خوانده ام از علوم دل ۷۴ جزو کشتی نکرده ام پیش بوی بستی
 آنست که از آنچه مدحت گویم ۷۸ بر جسته تری ز شعر بر جسته من
 ای چرخ همیشه با بدان دد ددی ۷۸ از خوبی ماست اینک با ما تو بدی
 چون دهنش ریمده ز آدم خویان تو غوی بادم نکنی دلو و ددی
 در سیکه ردم بقبول انجامید ۷۹ ستانده سهم با حول انجامید
 ۸۱ تو بوی بیمدار پرده بر کشید کوتاهی میشی من بطول انجامید

- این مهر و می سپهر سود و زیان ۷۸ دارد نظیر تربیتی بر نادان
 در دیده گاد نور بیناسی نیست آدم نتوان شناخت با جسم کلان
 بلبل بنوا و گل بهوار زانی ۸۰ ساغر می می بسوار زانی
 در باغ بسز به لب جوار زانی او با من و من بدر و او دار زانی
 روی تو گلی که در بهار است ۸۲ فی آب روان نه باغبان میخواهد
 سر چشمه آب زندگی در کف تست ۸۳ در دست تو چوب خشک بار آرد گل
 از مردم این زمان بسورخ گریز ۸۳ با مور بگیر انس و با مار نشین
 کج بازی روزگار امروزی نیست ۸۴ این قاعده از روز نخست است درست
 صوفی به علم سر پایی نزدی ۸۱ زاهد بسم سر رویی نزدی
 ای پیرمغان چه شد که صد مخانه خالی کردی بماصلاهی نزدی
 شکست رنگ بروی تو از نگاه که بود ۸۵ درین میان ز که سر زد خطا گناه که بود
 هر که غلط هم بدر دل نرسیدیم ۸۶ شد عمر درین راه و منزل نرسیدیم
 نوید بخشیدم خمیت بنیادم ۸۶ مزاجدان بهار است خاطر شادم
 آن بوی بود که بوی در گل باشد ۸۶ آهنگ همان که صوت بلبل باشد
 هر کس که خیال یار در دل انباشت ۸۶ راز دل خود نگاه نتواند داشت
 بوی زانی دل عشقی بخود غماز میخوانم ۸۶ جنونی بهر افشا کردن این راز میخوانم
 ز کینه دشمن اگر در پی شکست منست ۸۷ مرا چه غم چو دل دوستان بدست منست
 مانم گویم دایم بر مراد با ساز ۸۷ یک زمانی صلح کن سالی بهادر جنگ باش
 خیال یار در اندیشه دارم ۸۸ تو پنداری پری در شیشه دارم
 در ملامت پاره کردم کسوت هستی بتن ۸۹ دلیق تزویر و ریا بر قدر من چسان نبود
 بر خود همه کار کرده ام بهل ۸۹ فی اهل شناسم و نه نا اهل
 برنگ پاژ چمن تازه رونمایید ۸۹ که از گل طرب امسال بونمایید
 مرا گردن بزلفی در کند است ۹۰ بگرد خرم آتش بلند است

- در ملامت پاره کردم کسوت هستی بتن ۸۹ دلق تزویر و ریا بر قدر من چسبان نبود
هر سو ببرد برگ گلی باد بهاران ۹۰ چون نامه یاران که رسانند بیاران
خدا را شکر در حالی که هستم ۹۱ بهم از پار در سالی که هستم
غذر میخواد فلک در کار مادر کار نیست ۹۱ آنچه با ما میکند دوران ازو بسیار نیست
از عشق سود و زیانی که در جهان دیدم ۹۲ همین دست متاعم که رایگان دیدم
گرامی تو کجاد وصل جانانا ۹۳ دصال یار اختر در گذر بود
چه چاره گر طرب از تو بام گریزانت ۹۴ بفر باده شوم کار تو به آسانست
جنس مرا بگری بازار کار نیست ۹۴ چشمم بر او قافله هر دیار نیست
هر زمان فتنه از هر سر مویش پیدا است ۹۴ آسمان پیچ بخود میخورد از گیویش
آتش می خس نمی سوزد باهن دشمنست ۹۵ دوستی بادوستان دارد دشمن دشمنست
صوفی صدر نشین محتلف گوشت طاق ۹۵ شیشه می سبب زندگی ابل نشاط
مارا بنیم غمزه ستماش چه میکنی ۹۵ ای جان من بعر بده خوش خوش چه میکنی
صبا بطوف مزارم گزار کن گاهای ۹۵ چرا که ما تو از یک دیار همفریم
غنیمت است بهار حیات و موسم گل ۹۶ کسی دوباره درین خاکدان نمیآید
ای فلک مارا از عشرت دور بودن تاکی ۹۶ شد تهی خمنا نها مخمور بودن تاکی
دنیا همه هیچ و کار دنیا همه هیچ ۹۷ بی حاصل و بی فائده سودا همه هیچ
خواهی از بینی تماشاگاه این عبرتسر ۹۷ گوشه بنشین و تاریخی بنزد پیش خویش
رونای گل چربی چون چرخ آورده ایم ۹۸ ما چراغ دیر را شب بباغ آورده ایم
در چمن فصل خزان میداشت ماتم بلی ۹۹ تا گلی میر سخت میپاشید از هم بلی
از زبان حرف بک برگوش جان آید گران ۹۹ طبع را گفت از معنی گران آید گران
راحت پهلوی خود را در زمین دانستام ۹۹ مد مندم عافیت را در همین دانستام
دوران دون نداند آداب پرورش را ۹۹ یارب تمام گردان این چرخ پرورش را
اراسر شکایتی از روزگار نیست ۹۹ دیوانه را بکرده خود اختیار نیست

طلب اگر هر یک جرات باید داد ۱۰۰ چه وجه حق مسلمان چه سود قرض جهود

ما خطا نبود جرم پنهانیت ما ۱۰۱ عنایت تو اگر میکند حمایت ما

آنکه خواهد دل ناشار مرشاد کند ۱۰۱ کعبه دیران کند و بتکده آباد کند

من نمیخواهم که از من قهر ماند در جهان ۱۰۲ در من هم میتوانم کار صد فرهاد کرد

کاهش جان بود آموزش ابنای زمان ۱۰۲ خوب فهمیده ام آسایش تنهایی را

از خجالتی که دادم مرا عذر خواه کرد ۱۰۲ من چون بروی یار تو انم نگاه کرد

خود را هلاک دیدن روی نکو مکن ۱۰۳ چیزی که دلفریب بود آرزو مکن

همه خود پسند و خود بین بکمال خود نیایی ۱۰۳ پنچین گرده خود را ستم است آشنایی

هر چیزی که خواهی ز دلم میسازم ۱۰۳ در دست تو دل طلای دست افتار است

چون دید در کمال محبت نیازی من ۱۰۴ از من هزار ناز کشد و لنوازی من

می اندر دل سینه ز انسان بود ۱۰۵ چو آتش که در سنگ پنهان بود

غم درین قحط طرب پشت پناه گشته است ۱۰۶ سنگ را هم بود اکنون خضر را هم گشته است

چند مصرع و مفردات و مرکبات مستعمله حسن بیگ شاملو گرامی :

(۲۳) از وصل دویانی کن درد نگرانی (یای معروف) را، تو به از نظاره نتوان داد چشم پاک را ۰۹ باشد که یابد از تو

دو درد مندی ما ۱۰، این سر نوشت من خط آزادی منست ۱۶، دمساز درون صاف که دیدم دم آبست ۱۷، شادی

عید و مبارکبادی نوروز نیست ۱۸، حرف ناشایسته کم از نادک دلدوز نیست، مرغ ناز و عشوه دست آموز

استغنائی اوست ۲۱، نشود در دین از حامد و محمود علاج ۲۴، هرگز ندید بخت مراد و تنگام صلح ۲۵، فزون باش

بجز نامرادی پیشه خود کن ۲۸، تقویت دل بیشتر از غیرت دین شد ۳۱، خاطر خود را تسلی ساختن مشکل بود ۳۲،

بمهر شر این جادو گردان ۴۰، قبولی عامه مردودان رحمت را نیز بید ۴۴، تو گرا بل دلی خود کی رواداری کتن باله

۴۶، جان کند غم بید چو یار آمد از سفر ۴۹، این عاملان پاک وجود از سر حساب ۴۰، بخت خود را نیل بر زحمار

می باید کشید ۴۲، کی کند سرخی این قوم سر هنگ دگر ۴۴، بست حسرت بر سر زنگار دل زنگ دگر، حواله میکنم

این ماجرا بوقت حضور، مقبول اهل دل شو منظور چشم تر باش ۴۷، ای دل بتو بالیدن امید مبارک ۴۷، دوا می بستان

خواب و فسون بستان چشم ۵۵، بیدم چندان که گویا صاحب دل میسم ۵۸، حرمت تقوی بر شیخ باین کیش و نش ۵۹.

بتو تحویل کنم باقی جمع سنوات ۱۹، از بهر شراب با مصحاب گفتنیست ۲۲، بخاطرت چه رسیده بگو، خاطر من ۶۰، منشیی تخت
 سلیمان مدد از باد بجز ۶۴، آدم بشناس قد آدم بشناس ۸۰، پاکشیم چوکوه درد امن ۶۲، جزو کشتی نکرده ام پیش
 ادیب مکتبی ۴۴، اگر عنایت مولیت در رعایت ۲۱، رشته دجان بگسلد گر بگسلم پیوند را ۶۱، ختم شد حرف محبت به محمد صلوات^{۱۸}
 پنجه رستم بتاب و منت حاتم (قافیه، مفتوح التا) ۴۶، زیر شدی چو سایه در پس دیوار میاندا ۲۶، دنیا مکان و مکن ماوای
 ما نبود ۲۹، نه فکر دخل پدر دارد و نه خرج سپهر ۹۸، همین که آب روان خفته آسیا خفته است ۱۳، راهم ندهند رتد عظم
 گویی ۸۵، بردار یک نظاره ز رودیت نقاب را ۹، خون ناحق بگیر گردن ۶۲، پاره پاره خون درون لخت لخت
 باغبان ۶۱، بدر و ماغم ایام سازگار آمد ۲۰، سر و چمان گل چمن آرای ما نبود ۲۹، از زرد عشق بازی دادی نیافتیم ۱۸،
 سازش عشق بمجنون سبب آزادیست ۲۰، ناز و نگه اوست بهم ساخته چند ۴۱، بساز کار من ای کار ساز بنده نواز ۴۵،
 در رازوی وفا ما را بسنگ کم کمش ۴۴، تو نور چشمی از پیش چشم دور مشو (خطاب معشوق) ۵۵، زهر خنم دیده پسنداری
 فراغت میکنم ۵۴، خوش مزه رسانی ای مرغ خوشخبر باش ۴۴

(۳۵) ایوان خیال ۱۴، اندیشه مند ۱۲، امن امان دکن ۳۴، ابنای دهر ۸، ابنای زمان ۳۲، افسوس خوردن ۹۴،
 تمیزه فولاد ۶۴، ارباب سرور ۵۵، ارباب عزت ۲۵، اسب چوبین ۶۲، احرام بستن ۴۳، استادگان پایتخت ۶۱،
 آرامگاه ۲، آفت کشیدن ۱۲، — باده گلزار ۴۲، از لب خود بوس میخوریم ۹۴، بزم حضور ۵۵، بسته زبان ۸،
 بهانه جو ۲۵ — پیش بینی ۱۰، پرکار ۴۳، پراثری ۴، پیچش زلف ۳۸، پاکیزه نهاد ۱۴، پاک عیار ۸۰ —
 تقویت (می مشدد) ۱۰۴، تنک شراب ۳۲، ترش رود ۱۱، ترش قافیه خوش ۱۴، تیره روز ۹ — ثنین ۴۱ —
 جازیزی ۲۱، جهانیان ۲۴ — حراف ۴۹، حرف زدن ۵، حص حصین ۵۳، بزم حضور ۵۵، حرف غرض ۵۶، حلا
 پختن ۶۳ — نجات کشیدن ۴، خار خار ۴۲، خط بغداد ۶۴، خط بیزای ۵۶، خمد پیش بین ۶۵، خیره خیره نگریستن
 ۵۴، خوش خلق ۶۸، خنده آلود ۸۹، خیره چشم ۲۲، خاصیت (بی تشدید) ۹۲، (باتشدید) ۴۹ — دلباخته ۴۱،
 با کسی در مواسا بودن ۲۶، در جواب دم کمش ۴۶، در مانده جواب ۲۹، در ثنین ۴۱، دامگاه ۸۲، دیده کم بین ۴۲،
 دوره قمری ۳، دلک (دل ک) ۴۹، دون همت ۴۵، دریده دهن ۶۳، دگر می ۳۰ — رهگذری ۳، ریزش
 همت ۵۳، رزق فراخ ۲۶، راز سرزمهر ۲۲، راه آورد ۶۱، روی سخت ۶۰، ره اندر خطوت دل دادن ورق ۹،
 زندانیان ۸۵، زرفا ۴۴، زبان آورد ۶ — ستیزه گر ۲۵، گل سوری ۳۹، سکروح ۵، ستم آباد ۶۳ —
 شرح حال ۴۱، شوزمختی ۳۰، شیرین حرکات ۱۹، شرم دنیا ۳۱، شادابی طبیعت ۴۵ — میدگاه ۴۴،

صاحب (سکون با)، نظری ۳، مومعدار ۶، با هر کس صلح کل کردن ۲۵ — طرب افروز ۳۸، طرب انگیز ۶۳،
 طرب فزا ۵۰۱، طغیان کردن جنون ۲۳ — نظم تسرا ۲۹ — عیش دو جهانی (بیای معروف)، ۴، عذر لنگ ۳۶،
 عشق و عاشقی ۳۹، عمل ناتمام ۱۹، عبرت از حال کسی گرفتن ۳۵ — غم آلود ۱۱ — فتنه آخر در ساکن (زمان ۶۸ —
 قد (بشدید)، وقامت ۳۵، قد (بشدید) دبالا ۱۱ — کوچ کردن ۶۹، کدورت مند ۱۱، کفر صتی ۴، گوش
 کرخت ۶۱ — گشاده پیشانی ۴ — لبان خنده آلود ۸۹ — محفل آرا ۴۰، مهر گیا ۴۰، مهر گسل ۸۲، مهر افروز
 ۸، محنت سرای دهر ۵۲، مقامات مخالف ۲۴ — ناتوان بین ۴۴، نوباد و اشعاری چند ۴۳، نود دولت ۶۳،
 جوانان نکته گر ۵۳، ناهمبیدگی ۱، نعلین از پا بیرون کشیدن ۴، نغمه داؤد ۲۴، عالم را نظام بخشیدن ۴۶ —
 نظر بازی ۸، همخاکی ۴۲ — دلبر یغیالی ۴۳ —

●● (نذر ذکر)

مناسیح بخارا

دیوان تزاری

اس مقالے کی غرض تزاری نہیں دیوان تزاری کا تعارف کرنا ہے۔
مگر وہ سب باتیں جو دیوان سے تزاری کے متعلق معلوم ہو سکتی ہیں اس میں
موجود ہیں۔ دیوان تزاری کا جو نسخہ کتب خانہ غیاثی میں ہے ۱۵۴۰ء
اور آج پر مشتمل ہے اور اس میں کم و بیش ۳۴۰۰ اشعار ہوں گے۔
اس کے بعض اوراق (بعد ورق) افسانہ بھی ہو گئے ہیں۔

غزلیں ورق اب سے شروع ہو کر ورق ۹۶ الف میں
تمام ہوتی ہیں۔ آخری غزل کے بعد عبارت ذیل درج ہے۔
بگوں سبید و جیل و یک غزلست از آن جلد حد و میرست
و چار غزل پنج مینی، ست۔

پہلی غزل کا پہلا شعر یہ ہے۔

ترے مہر و جہالت شمع جان افروز مغلہا
منور از نیات کج محنت خانہ دلہا
ذیل کے اشعار مختلف قطعہا سے نظر سے منتفی ہوئے
ہیں، مگر غلط ہو یا صحیح، مطابق اصل ہے۔
بد و عشق و اوم ناد عشق و کامرانی را

کہ کردم صرف در راہ بتان عمر جوانی را
وہ کہ تہدہ مانت از اثر طالع

وقت شکر خند و شرم لکھا تکلم حسیا
از خدا میدارم کہ وقت بسجلم

بر امید دگرگی آن شوخ نگذارد مرا
من درویش نقد جان بکف این روز و دام

کہ تا سازم شمار یار درویشانہ خود را
در نظرش با ختم نقد حیات و سنوز

حسرت دیدار دوست جان نظر باز را
مگر در آئی ز رہ لطف بکا شاد ما

رنگ فردوس شود از قدمت خانہ ما

در غور و جست خاقانیہ

بی قدم تو مرا منزل جان ویرانست
قدم رنجہ کن اسے دوست بوسیرانہ ما
بہر زمان یاد ز داغ دل پر خون دہم
نقطہ خال کہ بر صفحہ آل ست مرا

از دست شدم بی تو فدا دم از پا
بہر آن تو گشتم بد فتنہ میر بلا
و تیکہ سرم قطع کنی شمع صفت
ہنوز از تو بریدن نتوانم قطعاً

لا رہا خند تزاری چون گل
یقین است ولیکن کہ نادر ند بقا

کردی سوال کہ غم عشق جگر
مہتمم چنانکہ نیست مراقبت جواب

بیاد آن ہزار دیدہ ہر شب
رمیدہ نما بزم بسان کوکب

خوش آن سعادت کہ در قیامت
بعشق تو بان غموم معاقب

تزاری آن ہزار خانہ ما
بر رفت چون جان روان ز قالب

در مطیع تو کین فلک گرم رہ بود
قرصیت سائلان تراد غور آفتاب

رہید در شب غم آہ و نالہ ام باقی
کہ شور و ولولہ از پرخ ہفتین ہر خاست

تزاری از اثر محنت و غم عشقت
نشست پیش تو ہر کس دی غمین بر خاست

آن کہ تشریف نامت یافت از سلطان عشق
زین لباس فاخر اورا عرو بودن مشکل است

۱۲۱ اس کے بعد کا شعر مٹا ہوا

دوروزه شاد بیدار با بقا نمیبینم
 بر آن که درخت روز را درم بکاف
 مانده اند و در درختی پیدا بهر
 از جفاست هرگز هم بر خاطر آردی بنو
 بره بنان تری چه بدق جان سیدی
 که کسی در درین ره چو تو جانپار نامد
 چه شب بچشم سوزم دم صبح جان سپارم
 شب عیش در میدان به ازین سحر نذر
 کدنا دکت بیدادیت ز سینه گذشت
 که دمبدم ز پیش نادک دگر نرسید
 هزار گیل نشاندیم بوسه تنک امید
 ز خشک ساق خرمال یک بهر نرسید
 گر ز جورت شکوه ساز آیم زبان من مباد
 در جفاست هر شوم و لکیر جان من مباد
 چه جود زشت تواند که یکه بر یکس رسد
 دل مضطرب چه دم ز با که بیا دگر رسد
 بهین قسلی دل دهم که ز جور و محنت قیب دون
 ز بهشتی من قتلے زند بکن ادخوری رسد
 ز نوید آن که بهشت وصل تو چو چنگ رسد مگر
 نه امید آن که ز نخل قد تو هر گرم تر رسد
 ز پا افتاده بالا زلف غنبرین سوبان
 چو خیزد قهلا خیزد چو میرد مگر
 بجز ناله آن کو ساختی بیجا تری را
 بعد در دانه درت آواره شد تا در کجا میرد
 گهم آن قند خوار خشم و کلاه از کینه میوزد
 گهم از جرم امسال دگر از پاریز میوزد
 برد عمر که دارم آتش سودای او در جان
 ز این سوز من امروضاست از دیرینه میوزد
 بهالم هر که شد دیوانه جان بیخی دارد
 تکلف بر طرف دیوانگی هم عالمی دارد
 دل که با در بزم آن خود گم توانست کرد

دید از دینور یک چشیم نام نتوانست کرد
 محمد اسے قسمت تری و شاعر است و بی
 ز راحت شعر بدرد آن چو محشم نرسد
 خوش آن که ششم که کار با تو اند کرد
 فرشته را بهما متنبأ تواند کرد
 خوش آن نگاه که بنگام جلوه بر قد می
 بناد خورشید ز میر با تو اند کرد
 خوش آن که دگر خون عالمی میوزد
 بهیای غنیمت ز لب لعل آفتاب اند کرد
 خوش آن جفا که سر بجام ادب و مصلحت
 قسریا بد و آنکه دفا تو اند کرد
 خوش آن قاعده محبوبی که از یک ناز
 نیاز مند و دود جان فدا تو اند کرد
 خوش آن بهایت بنگاهی که در مکان
 تنگدین که کشش آشنا تو اند کرد
 خوش آن تصرف حسد که هر دو عالم را
 مقید سر زلف دو تا تو اند کرد
 خوش آن غریب که با غیر میشتن شب روز
 بهنوز در دل محروم جفا تو اند کرد
 خوش آن دعا که تری ز حسن با تیرش
 بآن پری سخن از مدحا تو اند کرد
 بهین بر دے شے و خوبی جمال نگار
 نظاره کن بر خشن حسن بر کمال نگار
 بکوسه تیران من جهانم که بودم
 بهان رند بیجا همانم که بودم
 من دل دگرا ز میر و آن امام جان دیگلان
 مارا ز حسرت جان بلب آن همزبان
 تری انتجا در بر و با می خوشتر
 بحسن صنوی آن نگاه تحسین از حسن بشنو
 آن که در حسن ترا نادیده و اندید
 در دل تنگ مرا هر تو گنجایید

غزالم از نظرم دور شد رمیده رمیده
 ز واسطه سرشک بدنہاں اور دیدہ
 فغان کہ ساخت ترا بی ز گمشدگی دل ما
 چو لاله غرقہ بخون خار غم خلیدہ خلیدہ
 نوش آن روز یکہ چون رازی بمن اہلہار میگردی
 من از شوختہ منصفیدم و کوار میگردی
 نوش آن شبہا کہ در بر زمست گذشتہ بر زبان من
 بتقریبہ اگر نام رقیبم عار میگردی
 نوش آن صبریکہ از بر زمست جو وقت رفتنم میشد
 پی و فغانم جرعه در کار میگردی
 نوش آن دقیقہ کہ غیرے پیے آذر دہنم بودی
 بلطفم عذر غواہی و غیر آزار میگردی
 نوش آن ساعت کہ گرد آندک بجائے از تو میدیم
 یو پیش شکوہ میگردم ز شرم انکا میگردی
 نوش آن دم کہ غنمت بان بر لبم بود و تو از پیش
 بلعل لب وای این دل بیار میگردی
 نوش آن لحظہ کہ گرم منہم و اندر سرکویت
 ترا بی جستجو از محرمیان بسیار میگردی
 ز ہے ترسان ز قدرت ہر طرف پیران طلعاتی
 بدلف عام تو امید زندان خسل باقی
 تیاری و گیر از ملک خراسان رو بہنداد
 بند از جان کمر در خدمت خود بان گجراتی
 یاد آن شبہا کہ زہر لطفم سوسہ خود خواندی
 غیر من ہر کس کہ بود از مجلس خود راندی
 محروفتہ مملکت دل بتازہ ناؤر شاہی
 شموکہ مشوہ ناز اعتشام غمزہ سپاہی
 غزلون و قلعوں کے درمیان قصائد ترکیب بنداد
 ساقینامہ (درق ۹۶ ب تا درق ۱۲۰ الف)
 (۱) قصیدہ نعت کے بعض اشارے
 بچار بار گرامش کہ ہر یکے بودند
 در سے نہ در سج صفا و مہر زہن و فنا

علی الخصوص ابی بکرؓ کہ از رہ صدق
 ہمیشہ بود بخیر رفیق در سہ جا
 عمر میر عبدل آن کہ بد ز صقل تیغ
 مدام نایزہ دین غبار کفر مردا
 امام نادرہ عثمان جامع القرآن
 کہ بود سخن تکین و بحر علم و حیا
 در مہرہ علم بنی بقول رسول
 علی امیر مدد بند شاہ قلمر کشا
 ان اشارہ کے بعد کے اشعار میں امام حسن اور بعد کے
 ائمہ امام جہدی کے نام آئے ہیں اور پھر اشارہ ہیں
 بآن چار امام دلیل و ہادی دین
 کہ بودہ ہر یکے از علم الحما
 امام دین خفی شافعی امام بکن
 امام مالک و مغنیل امام راہنما
 (۲) قصیدہ ہمدت اکبر شاہ اس کے دو شعر یہ ہیں
 چون ترا بی بدر گجبت خواہم
 نام از جہاد سگان باشد
 آبرو ہم بسلاہین قدر کہ مرا
 رخ برین خاک آستا باشد
 (۳) قصیدہ ہمدت جہانگیر مصرعہ آواز ملک ہندو صاحبقرانی
 (۴) قصیدہ ہمدت محمد قاسم خان و محمد حسین خان اس کے بعض اشعار
 قضا بقامت ہر یکے بیدہ غنمت خانی
 قدیم ہمارے ہر یکے بنادہ از شرف انسر
 بمرست شہ عالی مکان دو میر متغرب
 بملک خسرو صاحبقران و خان مقرر
 شہ از سلوک یکے ملک باختر جہا بلع
 ز حزب تحفیکے را بلاد ہند سفر
 خراج و بان جہد میرا بن کشیدہ ز کابل
 ہنر و بازو سے مردی گشاوہ آن رخسار
 بہمت این مدد آن نمود تا توجہ
 محروفتہ کشور کشمیر و کردہ قسمت لشکر

(۵۱) قصیدہ ہجیم کا عنوان ہے "جہت دو ہزار روپیہ کہ نزد
نواب حکیم جام بود این قصیدہ"

اس کے بعد کا لفظ پڑھا نہیں جاتا۔ اس قصیدے میں
جسے کراچی نے قطعہ کہا ہے دو ہزار روپیوں کا کہیں ذکر نہیں، اس
کے کچھ اشعار درج ذیل ہیں:

زبے آستان تو از عرش برتر

بناک درت مستغف گردون برابر

مہق بروہ در فصاحت ز سلمان

بود طبع از انوری بیشک انور

چہ فردوسی در دود کی گھر سنج

چہ فاطمی و عنصری

ہست ہر یک امر و ز بودے و طفلان

ز نظم تو تکرار میگرد از بر

ز فہم خوشمت بر ظہیر است ظاہر

کہ ہرگز نبود دست مشکل تو منظر

ہر انشا کہ زائندہ گرد و ز کفایت

پو قرآن بود بکر و غیر مکرر

توئی آن خلیلے کہ از خوان کوشت

بر دہرہ ہر کس چہ مومن چہ کافر

جز از من کہ محروم دد ملک از آن خوان

ز دہ دست حسرت لگسوار برید

فقیر و تہید ست و بد حال و غلس

بکمال خود از دست انعام مضطر

لے از خدا دارم امید کا خسر

میسر شود بندہ راطوف آن در

ز پاسے سگانت نشان بر جہنم

نمایان شود راستہ چون سکہ بزر

(۵۲) ترکیب بند ہجیم محمد مصری کے بعض اشعار:

آن محمد نام کا مدح نکلت راعزنیہ

آن مسیح عصر کا مدح عزت راعزنیہ

لے تو در اصل و نسب او قوم خیر المکین

کا آخر آمد ز انبیاء و بود نفس را ز لیلین

ساخت ممتاز از بزرگمان جہان شاہ اکبرت

آن چنان کہ انبیاء سے مرسل احمد را خدا

بودم آنا قاز بلے قرص و در و غلسی

ساخت بخت بد مرا ہم مخلص ہم قرضدار

(۷۱) قصیدہ ہمدت حکیم محمد مصری مصرعہ ۱

"آنچہ او بد خو کرد و جانم قرین با آتش است"

(۸۱) قصیدہ ہمدت ایضاً شکایت زمانہ کے بعد تالیفی کہتا ہے

بملاک ہند جہنم بس است فخر و شرف

کہ او خدادہ مرا با غلامیت سروکار

مرا بد گم خود خوان ز بندگان کمین

بر آستان خودم از سگان خویش شمار

ز من و عیضہ الطاف خویش بار مگیر

کو خوش بود ز تو گرانہ گشت اگر بسیار

(۹۱) عنوان قصیدہ وہ وقت ظہیر جاگیر این قصیدہ دہلاہ اہور گفتمہ

بعض اشعار:

سہ سال بود کہ جاگیر مندہ بود بحال

گمان کیا کہ کس از من بسال مال کشد

ز سی و شومی مال بد عمل امروز

کہ روز عمر بداند لیش در زوال کشد

تغیر گشتہ ز من موضعیکہ از رقم

کلا تیش ہنر کی کرتہ مال کشد

بدادہ اند عوض موضعیکہ آغا دزد

فرشتہ را عوض غلہ در حوال کشد

زمین خشک نہادش خزینہ مکر و دزد

ہزار فیل اگرش آب با نحال کشد

ہزار ش نہ بدیم ہوز حاصل فصل

ہزار سال اگر مند کو تو مال کشد

غنیمت است اگر پیش مایہ حاصل من

بچار اولہ انہ بول ہر دوال کشد

ہزارہ آرزو سے سیم دزد بود در صر

و لم نه حسرت اندوه جاوه مال کشد
و لیک محصله راجعت مطلق این قوت

(۸۰) قعیده بدست میرزا حسن علی مصری
کما ز بضا غنت کم منت عیال کشد
بر سر (بر سر اعدا)

(۱۱۱) قعیده بدست میرزا حسن علی نعت حکیم مصری (ظاهر ادبی بواس
سے قبل کے قعیدے کا مدوح مصری)
"فلک تجن امیران چو زہ نمود کمان"

(۱۱۲) قعیده بدست "میرزا حسن علی حکیم مصری"
"کش صف از مرہ ہر دم بقصد شکری"

(۱۱۳) قعیده بدست ایضاً مصری
"انے کہ پیشہ نیست جز بخت ترا"

(۱۱۴) قعیده بدست حکیم مصری مصری
"بہ رخس سہقت گرفت این دیدہ گریبان با بر آید"

(۱۱۵) ساقینامہ مصری
"ولانا کجے پارمانی کغم" آخر میں حکیم مصری کی مدت

(۱۱۶) قعیدہ مشتمل بر نعت مصری
"عزیز من بقناعیت چو دسترس داری"

قطعات تاریک (درق ۳۰ الف تا ۱۳ اب) در جوان
میں کسی جگہ سہ ہندوں میں درج نہیں۔ (۱۱) وفات مرشد
کامل محمد طاہر مادہ آن طبیب ان رحلت نمود "سنت
(۱۲) وفات حکیم ہام مادہ "حکیم برقت از جہان چون مسیح"
ایضاً "چون مسیح از جہان برقت حکیم" سنت ۱۳ و ۱۵ وفات
سید علی بنان مادہ "خانہ نواب و لے مور بود" ایضاً "نواب بدو
جان بریر خانہ" ۹۹۹ وفات مرنا ناصر سیر حکیم مصری
مادہ "آن یوسف مصری بشد پہان ز دیدہ آہ آہ" سنت
(۱۷) وفات محمد قاسم ثمان مادہ "اہل دین دان و شہ یاکیش"
سنت ۱۸ بعض اشعار

چوں شہادت روزی او گشت بود

بناش کابل فرزند اکبر شش
تین کین ناگہ ہر دو آمد ز منم

بد حکم مرشد در نکست گودیش
(۸۱) وفات فیضی و قطعہ جن میں سے ایک کا شیعہ میں یہ غالباً
نژادی کا نہیں۔

تلاصہ الفضل فیضی کن محیط کمال
کد بود حایل عاشق ہدیت فیض الہ

نطق خوش ہر دم ذکر حق بیان میکرد
چہ نطق بود و بیان لا الہ الا اللہ

پہو افتاب انان آن بزرگ شد مشہور
کہ داشت سینہ پیا ز لور ہر اکبر شاہ

داشت ثمانی خود ز خسر و ثنائی
بلم فصل و بلاغت بقرت حشمت و ہما

جورفت از نظر آن نور چشم اہل تمیز
جہان بدیدہ و از باب فعل گشت یا

بسان گنج پوشد زیر خاک ما وایش
نخواب مدش از زو حق کہ طایب و

شمدش چو منکشف اسرار این جہان یکسر
برفت تا خود از سیر آن جہان آگاہ

چو سال رحلت او خواستم زیر پر خرد
زرد سے حسرت و غم گفت سیف فیضی آہ

۱۰۰۰ م۔ عاصیہ و لے قطعہ کہ چو قطعہ مصری کا ایک لفظ ضائع
ہو گیا ہے۔ چو از جسم کثیف الاصل فیضی

بزم مدوح نامیا کش یکدم
مقام و شش تحت انہی گشت

ز شہادت و ز شہ
چو سال مرگ او پر سیم از عقل

چو برسی گفت فیضی و ہمہ ہنم
(۹) ولادت محمد سید سیراۃ عالمی محمد (۱۰) ولادت میر محمد زمان

پسر سید محمد طیب
(۱۱) ولادت محمد فاضل پسر از ہم (۱۲) ولادت و جہان پسر تہلیل

آگرہ قطعہ ۱۳۔ و انتم در بلد فائزہ اگرہ مقام
کہ دیجان من از قیبت خ خوش نمود

در شب پاره ماه جمید آسمند

که یغمد نورو بهشت زیادت شده بود

۱۱۳۶ تاریخ عزم حج حاجی محمد (۱۵) سال سن سرے میرزا محمد در
جوار شاه مدارا ماده مهمت شاه مدارا ۹۹۶ ۱۱۶۱ امارات
و غیره سے متعلق (۲۲) ترک وطن ۹۹۱

بخت فرقت یاران مجھم دل و جان

از دست ظلم و ستم تا بخدمت زہرات

کے مبارک قرار و فریق وطن

چون کہ در جور و محاشم زہرات

خود چکر و مال از برای این تاریخ

جواب دادم و گفتم بلا خدمت زہرات

۱۱۴۸ الف سے ۵۰ اب تک ہیں آخری راجی

از صحبت اکسان جلالی خوشتر

و ز محنت سفلیان گدائی خوشتر

در فتن اگر ز حق ہر اسان باشی

مدبار از طاقت ریائی خوشتر

قطعات درق ۱۵۱ الف تا ۱۵۱ الف آدو قطع یہ ہیں۔

ولا چون راحت دہرت متیر

نیگیر دہشت ہمنشین باشن

ز عیش و شادیت چون نیست گئے

بنا کانی و درد و غم قرین باش

بہمت ہم جو غنقا گوشہ گیر

ز گرگس سیرتان غلوت گزین باش

بمزات جو کہ برداشت از خاک

بنا سے اذقنا وہ چون زمین باشن

چنان باش و چین میری کہ مردم

نگویدت چنان زی و چین باشن

ایتری ہر کہ جو خوشتر بگوید و ہند

ہزل و مسخرہ جملہ کرد مر باشد

گفتہ ہایت کہ بود مادہ خندہ و نزل

ہمہ با گشتہ امتیال مشاہد باشد

صلہ شعرا این را بود و یک ترا

نہیست تمبیک زایا مہلتہ باش

مطلق احسن نہیست کہ این مصرعہ دوست

ہیں کہ مشوقی بسے تازہ و فرہ باشد

مصرعہ دیگر از طبع شکر ریزین است

قد ہر چند کہ مالیدہ بود بہر با شد

مفردات (۱۵۲) الف تا ۱۵۴ الف دیوان کا آخری

شعرا فرمیں ہے

نہیست الا شیلوہ لذت شناسان الم

جان بلب از درد و مستغنی ز درمان زسین

ز غمہ یافت ز پیکان جنایت دل ناز

ہرگز سے شوخ دلم از تو این چشم نبود

دیوان دوبارہ دیکھا گیا تو اشعار ذیل قابل امتنا نظر کنند

بگوئے عشق منم منم و نل از دیدنہا

زیا اقامت از زمان نصیحت نا شنیدہا

محبت نامہ ہا مان کر و شد در محبتہا

دل صد بارہ اگر دیدم ہم ہجر و محبتہا

ز شوق انگیر مضمون غازی سوز محبت دوست

ز لطف اینی سنی فرزدن ساز محبتہا

پوری غزل مشوق کے خط سے متعلق ہے

برآمد از ظلمات دیار ہند من

بسان یوسف کنعان ز قمر جاہ مست

چناہ جز بدر اہل دین مہر و ترانی

کہ باد بر سر ما شاہ دین چناہ سلامت

ہمین نہ قامت و بالائے او بلائے دل است

تمام آن بت موزون بعد طے دل است

چین نہ شیوہ خوبان ہند و لہوید

ہر دیار کہ غنیمت از خطائے دل است

پے قتل یگانہاں چون ہمزہ کرد اشارہ

مشرعہ اشش ز ہر کنارہ ہمہ با کنارہ سرزد

ناشاندہ وہ در دو غنای پیداہر

فاطر آذر و ہوا جان انگار سے نمود
 ملبوہ اندر و روز عید و روز دلان اثر
 مال و ہماہست و در ترقی یاد ہر ہمت خرید
 پوری غزل عید سے متعلق باسیسی دو غزلین اور ہیں۔
 آن مکی برفت و در دل از وفار فار ماند
 صد دماغ حسرت ہم بگردد یاد کار ماند
 آنکہ در عشق بہان منکر اسلام بود
 بہتر از منکر عشقیکہ مسلمان باشد
 خوش آنکہ فامدم آرد و در دوستان کاغذ
 بے بشارت و علم خطبہ و ران کاغذ
 ترابی از تو بچنے گشت شرمندہ
 کہ گوئی کہ بر افتاد انہیہان کاغذ
 تو آن شمع کہ خوبان جہان را آرزو نمود
 جزا برد و انگی درد در حسرت منہجہ عجم
 وہ کہ دار و بر سر میداد و جو زمین ترا
 کثرت خوبی غلو سے غمزہ استیلا سے نا
 اسے شمع سوز عشق زہر بوالہوس بھونے
 پروانچی نیامدہ ہرگز ز شہر چرک
 بآن کہ دل ز تین غمت گشت پاک پاک
 خود مار جیم نمے تو گرفت درد پاک
 مدعی از حسد کن و غل و درین غزل کہ ہست
 شعر ترابی گدا طرز کلام محتشم
 رخص دیلم ترابی دارم این جن من زانرو
 بحسین لائقم کین نظم برد و جہن دارم
 بود اقام ترابی چون ہمارا باب فضل
 اندکے آن بے بضاعت کردا ز اقوام دم
 پوری غزل میں قوانی کا یہی انداز ہے :
 چون ترابی دور نمود از پے شکر لبان
 جانب ہندوستان خود را جو طوطی در شرم
 آن کہ یاد نشا شعور او اند کہ من
 چون ترابی جرم و نوش بزم نظم جاہیم

ہست یکسان نزد من ہست و بلند و ہر نسبت
 فاعلم غمگین و شاد از سلفی علیا من
 نگاہ تا بکے دو لڑائی روسے تو چون کار
 بود چندان حسرت این دل پر کالہ پر کار
 سر فتنہ است آن نامہر بان را با سیر روزان
 کہ برد و قمر از خط شکن میکشد ہمار
 بود تا یک بے نور خوش کاغذ ہما ہم
 مرا آن شمع جان، فرد زور کا شتاب
 براے مصلحت آن آشنا کش مرچہ کینے
 بن شد آشنا با دیگران بیگناہ باستی
 (پایان)

(آہنگ، مارچ، اپریل ۱۹۴۰ء)

راماین بیدل معروف بزگستان

”راماین بیدل معروف بزگستان (سرورق) مطبع نول کشور لکھنؤ ۱۳۵۵ء میں چھاپی گئی (۱۴ صفحات)، اور کارکنان مطبع ذی ختم کتاب کو بعد یہ عبارت اپنی طرف سے لکھی تھی ”نظم دلپذیر بزگستان معروف بزراماین معنفہ شاعر و نظیر، ادستاد زمان سرور دار کھنؤراں، در ہر فن کامل خاب میرزا بیدل کہ بخاطر داشت تعلق دلی رام“۔ مطبع دالوں کا نام نہیں لکھا لیکن صاف ظاہر ہے کہ ان کی مراد میرزا عبدالقادر، بیدل سی، اور لوگ ان کا مطلب بھی یہی سمجھ رہے ہیں، چنانچہ بعض فہرستوں میں یہ کتاب میرزا عبدالقادر، بیدل سی کا نام مندرج ہے، اور بعض سیاست پیشہ اصحاب نے ہندوؤں کو مذہبی تعصبات سے مسلمانوں کی دل چسپی کا ثبوت میں انھیں کی طرف سے منسوب کیا ہے، لیکن اس کی تعین میرزا کو مطلقاً سرور کار نہیں۔ اس کا مصنف چندر من نامی ایک شخص ہے، جو اتفاق سے میرزا کا ہم تخلص ہے۔ مصنف رقم طراز ہے :-

دریں عہد کہ عالمگیر شاہست	جہاں را اقل او پسر تپا مست
جہاں از عدل او آباد گشتہ	گل دلہا از عدل او شگفتہ
ز فیض او جہاں اندر بہار است	نگار و ہرادر او در کنار است
کند از عدل خود چوں پاسبانی	مسلم شد ہر دو عالم ستانی
جہاں را شاہ تا اورنگ زیب است	بہ ہندستان ز نیرنگ زیب است
بہ باطن ابراہیم ادہم	بہ ظاہر بہ زکیا کوس دہم، جم
خدا اندر ہمہ جایار او باو	کہ عالم از طفیلش بہست آباد
اگرچہ پیش ازین این داستان	بہ نشر آورده ام در یک زمان
کنون حواہم کہ در نظم آورم باز	شوم زین داستان پاک تمنا

عشق رام چون مبلبل سرایم
 اگر نام مصنف کس بجوید
 از آن روایت سازد این مصنف
 چو اندر مدح پوری گوشت نشینم
 ندارم آرزوی غیر در سر
 چو این نسخه سراپا هست گلزار
 گذارم نام این را از گستاخان
 درین عرصه هنر از پافتاده
 زمانه طرح نو انداخته پیش
 نسق ز این سابق گشته برسم
 نه کردی دخل کس در کار دیگر
 تمیز یک دبد از پافتاده
 چو بزرگ تمیز یبازند جوشش
 دل من داع داغست اندرین دور
 از آن رو گوشت بگیرفته بودم
 در بودی که کھتد اس نای
 چو خواند آن داستان رام با من
 دل بیدل بجوش آمد به یکبار
 به بحر فکر افتادم چو خواص
 کشیدم گوهر نایاب را پیش
 چو دامان تفکر پر نمودم

سدا پا غنچه دها گشایم
 سدا سریف باشد گر بگوید (کون)
 که چند رهن بود نام نوقت
 گل از باغ بهار او به چلیم
 فکندم بار بار از سر
 کنم دردی بهار نویدار
 که هست این رشک افزای طستان
 سخن را مرتبه از جافتاده
 همه اطوار رسوم کرده از خویش
 نه پرسد کس که عالم گشته دریم
 وقار هر هنر زان بد سر
 جهان در بزم تیزی رونماده
 گهر ریزان همه هستند خاموش
 که کس کس نسا زدیک نفس غور
 ز حرف نیک دبه در رفت بودم
 رفیق دهم نشین دهم کار
 شدم بشگفته در باطن چو گلبن
 که سازم نظم ذکر شاه دلدار
 که گوهر با کشم از در اخلاص
 فنادم چون به بحر پارس از خویش
 لای باکر با معنی کشودم

نخستم در پرده های سفتن (کذا)
نه بدیارا که گوهر های زیبا
در زاداد ساقی گوهر چید
در خلوت سرای دل به آفت شاه (کذا)
شنو تاریخ سال نرگستان
بگویم با تو از روی حساب
چو جستم از خرد گفتا که برخوا
زبان عراق آورم در بیان
گل باغ هندستان در عراق
گه بریز سازم من این نامه را
به ایرانیان چشم دارم بسوز
همه معدن فیض و کان و فنا
رهی گر شود مو به مو زبان
نفس ندارد با هیچ کس
چو پرسیدم از عقل فرخنده فال
گهر شفت آن مرشد خاص و عام
دگر با تو گویم شنوای روی
درین مدرسه گوش کن ردبرد
دگر گفته ام سنبلستان کس (کذا)
دگر گوهر نادر سفته ام (کذا)
دگر گوهری پیکر عبرتی (کذا)

گر میانیکر شد چون ذوق گفتن
کنم ایشار بر جانان سراپا
بسلك نظم می سازم ز خود بند
شوم مشغول از خود گاه بیگاه..
که سازم نقش بر لوح دلبستان
بغایت دلکشا با آب و تابلو
طراوت بخش دلها باغ ایمان..
گه با برآرم ز درج دها و فضا
زدم فرائد افتاده است اتفاق
به ایران فریسم من این نامه را
به خوبی آنها نباشد کسر
پیر از لطف و اندر همه اصطفا
فرماند از وصف ایرانیان
بجز لطف و احسان ندارند بس
که سازد بمن باز تاریخ سال
بگفتا زهر نرگستان رام
ز اسرار با چون نه آگهی
بصاحب لال باغ ایسا بگو
گهر سفته ام صفت ز اسرار بس
ز بکرم حکایاتها گفته ام
برشته در آوردم از غمبدر

بہار سخن ہم دگر گفتہ ام
نظر نامہ شام عالم ستاں
کہ تا یاد کاری بساند زمین
بہ ارشاد ساقی دریں انجمن
ندارم امید ز کس در جہاں
دریں شست سال کہ من کردہ ام
نماند است در ما بحر عشق رام
دُر رہا ^(نہ) سراپا در وصفتہ ام
چو گلستہ بستہ ام در جہاں
نخواستند ازاں چوں بہ ہر انجمن
کہ ہر کس بود شاد زان چوں چمن
دریں دور جہر ساقی ہر جاں
ز ساقی خود فیض نہ بردہ ام
چنگویم ازین بیشتر داسلام
اشعار بالاسی مصنف سے متعلق حسب ذیل معلومات حاصل ہو رہی ہیں :

نام چند رسن، تخلص بیدل - نامگیر کرناڑی ہیں جس کا مصنف بہت مداح ہے، یہ
مثنوی نظم کی ہے، اور اس سے پہلے راماین نشر میں لکھ چکا تھا جس نامہ از جس مثنوی لکھی گئی ہے،
مصنف مدہ پوری میں گوشہ نشین تھا اور نشر کو نظم کرنا کا باعث ایک شخص نصیب الداس
نامی ہوا ہے۔ سال تصنیف باغ امیاں، ۱۱۰۵ھ اور زہر نگستان رام سن ۱۱۰۴ھ
تھا تاہم۔ اس نامہ از میں مصنف کی عمر ۶۰ برس کی تھی، اس لئے سال ولادت ۱۰۵۵
کے لگ بھگ قرار پاتا ہے۔ مصنف ذرا مابین نظم و نشر علاوہ اور کتابیں بھی لکھی ہیں
جن کا نام یا موضوع اشعار بالاسی معلوم ہو سکتا ہے۔ راماین نشر اور نگستان کا سودا
مصنف کی کسی اور کتاب کا موجود ہونا کا مجھ علم نہیں، اور نہ مصنف کا ترجمہ کسی تذکرہ
میں میری نظر سے گزرا ہے۔ ایچھو ڈراماین نشر کو بالاسی مصنف کو باب کا نام ہے رام

۱۔ مدہ کو شعر ذیل سے بھی تخلص کا ثبوت ملتا ہے: بسرخش (پسر)، بیدل بفرما کرم کرم کن دریں
انجمن بر سرم ۲۔ ایچھو کو قول کو مطابق راماین نشر ۹۹ھ میں لکھی تھی، لیکن اس کو دفتر میں تاریخ
تصنیف ۱۱۰۵ھ درج ہے۔ (فہرست کالم ۱۰۹) ڈاکٹر سید عبداللہ ذادیات فارسی میں ہندوؤں کا
حصہ میں ایک فہرست کے حوالے سے راماین نشر کا ذکر نصف سطر میں کیا ہے، مثنوی کا ذکر اس میں مطلقاً نہیں۔
ظاہر ان کی نظر سے نہیں گزری، یا وہ بھی اسی میں زبید بیدل کی تصنیف سمجھتے ہیں۔

اور قوم کا یہ سچہ لکھی ہو (فہرست مخطوطات فارسی انڈیا آفس بلبلا کالم ۱۰۹۷)

فنزوی - دفتروں پر مشتمل ہے جن میں سید ہادیوسف زلیخا و جہانی کی بکریں ہیں،
 اور ساتواں شاہ نامہ فردوسی کی بکریں - تبدیل بکری و جہ مصنف و لایا بقائی ہے -

پندرہ دور دفتر آخرین بود جنگ بہ بحر سخن بلع شد چون ہنگ صفا
 نہر خطراتی سخن سر نمود چو شہنامہ این نامہ را برگزید

پہلے ۱۱ دفتروں کو اشعار کی تعداد ۳۰۴۹ اور آخری دفتر میں ۱۸۵۵ اشعار ہیں -

فنزوی کی ابتدا سے سچہ لکھی ہو - فہرست اس میں نہیں - ابتدا کو چند اشعار یہ ہیں :-

الہی بحیرہ مصنفہ جہانگراست
 تا کہ از ادب گراست است
 نہ یار اوراں تا کشتی خویش
 سراپا حیرت اندر سسر نہادہ
 کسی را جنگ از نامت نہادہ
 بہاں اسم اعظم کس چہ داند
 مذات، ادب و در لوح محفوظ

نہر دراکشتی اندر و گراست صفا
 سراپا بادباں را در شکست است
 رواں سازد کہ گرد غرق در پیش
 زبان در کام ادگنگ افقادہ
 کسی را حرف در ذات دگلا نہادہ
 کہ اندر شرح آرد یا بخواند
 بروست از بیان آن حرف مفوظ

یہ فنزوی فارسی شاعری کو تتبع میں لکھی گئی ہے، اور مصنف پرسنکرت، ہفت جہاں
 اور ادبی کو شاعر کا کچھ اثر نظر نہیں آتا - ایرانی شعرا کی تقلید بھی اس کو اچھی طرح نہیں
 ہو سکی، اور اس کی فارسی ہندوستانی جو جس میں ایرانییت کا نام و نشان بھی نہیں -
 مصنف فنزوی قافیہ سچہ بھی بیگانہ معلوم ہوتا ہے - اگر اس فنزوی میں مصنف کا نام نہ ہوتا ،
 جب ہی کوئی صاحب ذوق ایک لمحہ لکھی اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہو سکتا تھا
 کہ یہ میرزا بیدل کی زائیدہ فکر ہے - میرزا بیدل کا مرتبہ تو ہندو شعرا کی فارسی گو میں بلند
 ہے - مصنف کو سعد اللہ مسیحی صاحب راہیں منظور سچہ بھی کچھ نسبت نہیں -

شہزادہا ۱۰، عمو ۱۱، لباس زعفرانیہای در بر ۲۳، سراپا در ہنہا در آیم ۳۰، کہ مہندم
 رہش از وقت بے غہبا ۳۱، ازاں جہاں شدرداں چون پیشتر ۴۲، تد نظر با ۴۳، دل
 بیم ترا ہم مغلطہا ۴۵، ماہ ۴۶، شاہ ۶۶، بگفتہ کہ ایں قدر سازندہا بد پیش را دل لواندہ
 ۱۰۱، ہتمہ بڑہا ز سزا دار ۱۰۹، خود ۸۰ - (۱۲) صفت کی جمع جو زماں سو متروک ہئی
 و گہ پیدانان رویں آستان ۱۱۲، از دہ سر بندہ کار نوادر ۵۶، (۱۳) دلیر با بجا میگرد باتر کہ
 دلیر با از ہر ترانہ ۵۷، (۱۴) شش کا غلط استہمان : بدیدہ پیش در دیشو برفتش مراد دآزندی
 خویش گفتش ۱۱۰، اجودھیہا را مرتب ساختندش چو فردوس بریں پردا خندش ۲۲ - (۱۵)
 ۶ : بحسن خویشتن کن مبتلا ۳۳، نزد بانگو بردای دیجای ۱۲، کنی امرد زای عالم ستا ۱۲
 ولایت کن یک ساعت ۲۹، (۱۶) الف نہاد را دوزل ایک ساتھ : ہما ہرگز
 مغربا کریم ۲۱، (۱۷) الف ابتدا میں : اشک ۳۳، ستیزہ ۱۱ - (۱۸) اندر : ازاں
 رو عقل کل در حیرت اندر ۲، بحسن اندر پری را رشک افزای ۳۰، بسر مغلطہ شد
 اندر و صالش ۵۰ -

۲، ہندوستانی : فقر اول کہ آنرا بالی کاٹنا مند ۶ (نشر)، شہنشاہ جہاں دوریتا
 ۶، بگفتا گوش کن در دور تریتا ۱۳، ہمہ بید و پاں بردی گواہیت ۷، بیاد چون رکھیشتر
 ۷، در انجا ۸، بجگت خویشتن چون رکھ بہر داخت ۸، ازاں پس شاہ جگت آمید
 ۱۰، شہنشاہ جہاں در جگت چون بودا ۱۱، پس از انجام جگت آن کامرانی ۱۲، متھلا ۱۰
 میتھل ۱۳، میتھل ۲۱، لکھ ۱۵، مرتیج بود با دیو دیگر ۶، مرتیج اول قدم در پیش شد ۹
 کمن اینجا جو سیتار اسو میر ۹، ہند جہاں بودی را اقبال ۱۹، بہ ہند ستان کہ کنیاں دان گویند ۲

۱۰ اعتراض نہ کر دئیہ لازم نہیں آتا کہ میں - صحیح سمجھتا ہوں، اور صرف ذکر اعتراض نہیں۔
 جو ہر کی کتاب ہند میں لکھی گئی ہی، خود وہ کہاں پیدا ہوا تھا اس کی تحقیق میں نہ نہیں کی۔

بہل بان ۲۸، بہل بان ۲۹، موسم ہر سات ۴۹، زمیمونان و فرس دلا گوار ۵۱،
بصد خوبی سنگھاسن آدریدندا ۵۱، ارب ۵۱، اوسب ۵۱، پدم (قافیہ دم) ۵۱،
پدم ۶۸، رتھ ۶۷، چوسنیاسی جٹا برکشود ۲۹، چوب اگر ۳۸، نیل ۶۲، کہ تاب
ہیت ادا بندر دہم جم ۶۷، کہ از اندر دہم یافتہ با جہا ۱۰۰، نگر دہا دیو برنیکر ۳۷،
چھتریاں ۹۳، بسریگہ ڈرکشیدہ ز خویش مسئل زگو ہر فکندہ زپیش ۷۹، چو بر دستہ
میگہ ڈر زرد آن ہفتاد از اوج خود آن زمان ۷۹ -

۳، حرکت کاسکون اور سکون کا حرکت سو بدلتا: ذریعہ ۳۵، الف ۱۶، ہرمن ۷۷،
مہرمن ۱۶، تدر ۲۱، تنفس ۸۳، متفکر ۵۰، ظرف ۱۶، حل ۱۰۹، طرف ۶۷،
غرض ۱۵، درق ۶۸، پہلو ۱۶، گرہ ۱۰۵ - غیر مشدد کو مشدد اور مشدد کو غیر مشدد
بنانا: کترہ خاک ہر، انچر ۸۰، حروف کا تقطیع میں ساقط ہو جانا: اگر آن حت الف
فرزند زاید ۱۰، چو گشتند ماما آن ہر دوزیبا ۱۰، زجا بر خاستند ہر یک چو مرداں ۱۹،
کماں برداشتند در طرفتہ العین ۱۹

۴، توانی: غالب لبالب ۴، استلم لم ۴، من گلبن ۵، شہر بہر ۱۳، برادر
زادر ۲۱، امر عمر ۳۹، ہند ۳۲، شرہ ہر دہ ۱۰، عدل فضل ۱۲، گشت بشگفت ۱۶،
غنیچہ شکنجہ ۶۶، تشنگی دارستگی ۳، پھانس قیاس ۸۱، انسودہ ہر مردہ ۱۱۱،
درش را شکستہ گرداں بند در افتاد از چار سو غار و غورہ ۹۸، باشند ہر اسندہ
گویند گویند ۲۱، در آنجا آنجا ۲۶، نباشد باشد ۳۰، دیواں ہر براں ۳۸، از آنہا براہنا
۶۵، زرداں مرداں ۶۲، عاشقان خستگان ۵۹ -

۵، ذیل میں کچھ اشعار کچھ مصرع کچھ الفاظ جن میں سے بعض اد پر بھی کسی
نہ کسی عنوان کے تحت درج ہو سکتے تھے، دی جاتی ہیں:

شرائت ۳، ز فعل زشت خود کیسر پریشم ۳، تیمور برد زن و بجورہ، بکش

یک نغمه زان شاه دلدار ۷، نشد آگه کس زان رازد اسرار ۶، محل بردار آن شاه
 جهان تاب ۵، لبالب بود جام مشرب امید ۴، از آن گویم بنوازا اضطرابی ۳، پناه با توام
 امروز ای رام ۹۹، بلا شک ۱۰، هما بخار ام هم فر شو بنیداخت حمیر و پیا و سر بر
 افراخت ۹، محل دار (سماه) ۱۱، ظهور خود نماید رام بر پا ۱۳، هماندم نغمه و انگرشیده
 دیهانوں کری نغمتیں لا کر رکھیں ۱۲، غور اکش بود باد دیا گیا ۱۶، ز بلور معصفا تر ایا ۱۷،
 منفش میکنم بر صفحہ دل ز کارستان شاهنشاه ۱۸، غوده هر یک زور آزما کی نشد
 قادر کس بر که خدائی (کوئی کمان پتوانده هوا) ۱۹، درین وادی کن دیری و ایهال ۱۹،
 حساسیای در از زرگره بند زده بر سیاهان چاند در چند ۲۰، که در و سر رود از سر بر ایا ۲۲،
 زبان را نغمه آن گویان کشودند ۲۳، که عاشق را همه نمرام باشد بخاک اندر همه
 آرام باشد ۲۸، که قدری شیر به بر را بیارد (شیر بکر) ۲۹، ببر دند شر، لب دریای سر جو
 بشیکه را البصل سیاحت نیکو [جٹا] ۳۰، کتم جنگ با آن هر دو برادر که یاد آید هر دو
 شیر مادر ۳۰، بعد و دی چو در لشکر بر آمد بچشم هدایاں یکسر بر آمد همان امر بچی (کذا)
 کو بود بار ام ۳۱، برو اینده نهایت رحم فرمود ۳۵، گذر نمود هر که ناگهان نش بدیده
 چند میمون چون برانش فرو انداخت ستیا پر چه خویش (کذا)، دیگر غلطال پا آن سخت
 دلش ۴۱ (ص ۴۵) بسوی من فکنده چادر خویش ظاهر پر چه = چادر) - از آن
 روزی که زین عالم متننگی که در دریای عرفان بد ننگ ۴۲، فرسیم ایسنه بار ا بهر شهر
 ز جاسوس تا ۴۵، چو تارا بانوی ادین خبر یافت بیامزد و دلیک او بدر یافت (کذا)
 ۴۸، به زرگستان من هر کس که سیری ۴۸، (بجای زرگستان او در جگه بقی)، نکره آن اتما سر
 بار بگر که چه شرک است ادب زان بهر برتر ۴۹، تنخص با کشیدند ۴۹، بارش ۴۹، که اندر
 عرض یک هفته بر آید ۴۹، آوری دند ۵۵، سنگها سن کشیدند ۵۵، ز بس سرور باران
 به ۵۵ (نیمونان) بلا غایت شمرده ۵۱، نباشد یزید اشجار و در آنجا ۵۲، که سازد جام را

از شر بهای پیر ۵۰ که باشد قابل مسموع هر گوش ۵۸. مقابل شد با و آن سخت کرد اس
 که کس را از آن نبود و هیچ پیر ۶۷، نلی و نیلی مقرر شد سوی چپ که دیوان را کشد
 در زیر چون تپ ۶۸، سوال ۶۹، بالضروری (قافیه عبوری)، نشین که ۷۰،
 نشسته بجای ای نود و یکسو ۷۱، نبر و نخی و غلی این همه نرسها کشد زود و هم برکش نرسها ۷۲،
 چو شد شام زان جنگ باز آمدند ز هر دو طرفها که از آمدند ۷۸، از آن بارش تیرس نرسها
 فتادند بر خاک چون نرسها ۸۰، بنای سیاهی بد آن بد حفاظ بودی کسور از دوا حفاظ
 ۸۱، بسو دیوز انداندر جهان که دارند چشمو بماند در نهان بسا طفل بل چاره و هم علیل که باشند
 نرس کار بل و خیل نشاید که تا هر همه در عدم شتابند و خود را از شوی در زدم ۸۱، بشگفتگی
 ۸۲، در آمد چه در فوج میمونها (اعلان نرس) ۸۳، شدی چاق از تیر با تو که یار، بگفتا که
 چاقیم ز الطاف تو ۸۴، بدی هر دو سردار با آب و ۸۴، همه فوج ست بل نمودار غنوں
 ۸۵، که نرس ۸۵، یک چو دزدی هندی آبدار دو کردی یک اندران کارزار ۸۵، همه دشت را
 ساخت چون که بلا ۸۶، که بر نرس آسید افتاده است از آن پوش از دست خود
 داده است ۸۹، در آمد به انگه ترا انگه که در سخت جانی بدی چون که گذا ۹۴، اگر نخود دلدی
 اندر دماغ ز شمشیر با کن پلارک چراغ ۹۶، نمیداد فرصت از آن تیر با که نمیرد سر پا ز بس تیر با
 ۹۵، که بر زن کس دست خود را در زار (زن کس) ۹۶، اگر داده باشند آب گلاب ۹۹،
 چو هنگامه زرم گردید گرم زمین گشت از چلیک خویش نرم ۱۰۱، از قید اهرمن نمودم خلاص که
 کرده بد آن اهرمن اقتباس (کذا) ۱۰۱، اهرمن است اندر زان دلفرد ۱۱۰، نه جوید کس
 استعانت ز خویش ۱۱۰، به اتحاد دیگر پیر داخه بالماس و درها ندر ساخته ۱۰۹،
 سوی خورشید تیر کشتا بد ۱۲، رحیم الراحمن ۳، همه اسم تو بر ترا یکی یک ۴، چو هنگامه تو الد
 (پیدایش) گشت پیدا ۱۰، بهر دلهای دذات تو بینا ۱۶، برم از تو بزور نفس این داد ۱۵،
 از انجاست غنصب او بار دیگر ۱۵، شده شیدا بهم آن هر دو زربا ۱۸، همان دم رفته برستیا

خبر کردہ، عتاب آمیز بروی بانگ بکشاؤ، تمامی دلربا و نغمہ گویان ۳۱، کشیدہ
 مسدودی آنجا انتظار ۴۴، نو در اینل کرد اظهار جوں کج (قافیہ فرسخ) [دیو ۵۶]،
 بہر جا یکدور دوزی ساختندی بہ بعضی جا بندہ پرداختندی ۳۴ (اسی کے بعد) اگر جا
 لطیف و پاک دیدی در آنجا یکدومای کشیدی ۳۵، تواضع ساختند آنہا باہنا ۳۵،
 از آن حاشد رواں چوں پیشتر ہدی در افتقاد در خبر ۴۲، بسوی این طرف ہزاف
 اورا چو طفلان بازی اندر ہا کدورا کذا ۴۶، فغان میدی و از آن جور و کور نمی کرد در لون
 بر آن جور غور ۱۰۳، یکو خواں پراز گوہر آبدار تواضع نمود آن بہر شہریار ۱۱۳، کہ از عاقلی
 کشتی غبقر ۱۱۳، گہر رزہ دفاقہ نمخودہ ۹، یکو تیز زہر سزاں سیاہ کہ ز اں سوخت یکسر
 بسان گیاه گرفت آن دیو تو چو در دست خویش کہ آن شاہ مارا در آرد بریش ۹۴،
 از اں پنجہ ہم میچ پردا ساخت ۹۲، یورش لیورش تا کردند سوی بارغ بل آب ۶۳، در اں
 متر کہ کس نگرداندر غ بدند ایں ہمہ از غضب ہم چو مخ ۷۸، دہنگ ۷۶، بسوگھ و فہر
 نمایاں بدی مسئل نمایاں چو باران بدی کذا ۷۹، تو چشم دارم ظہور دہساں ۷۹،
 بعد فرسخ بود آن دشت بل آب گذشتن ز اں نباشد خالی از آب کذا ۵۲، چو دارم
 کار ہا معذور فرما ۵۸، شود دایماں باد جازوب کش ز من بہتری کیست محبوب کش
 کذا ۱۰۴، بایں گفتار متوجہ نگردید -

۵ میں بہت سی لفظ صریحاً غلط ہیں جن کی تصحیح میں فی نہیں کی - تو سین کر
 اندر جو الفاظ ہیں میری ہیں، اور قللا بین کی اندر جو الفاظ ہیں، وہ کتاب کر
 بین السطور میں ہیں -
 (معاصر حصہ ۲)

بشارت الامامت

سید غلام حسین خاں نے سیر المتاخرین میں اپنے جہاد شاہ علیہ السلام صاحب کا حال لکھتے ہوئے دو جگہ بشارت الامامت کا ذکر کیا ہے :

”از علوم مقامات و سموکرامات آل مرد خدا اگر ذکر سے رود سخن بہ طول انجامد در ثنوی بشارت الامامت بہ ذکر بعضی از خوارق عادات مقامات آل عالی درجات پرداختہ ام۔ من شد فلیوجع الیہ رحمۃ اللہ علیہ ریاضات و مجاہدات۔ و خوارق عادات ذکر شدہ۔ بر سیدہ دیندہ ہر آن مطلق گویدہ در ثنوی علیہ کہ۔۔۔ بہ بشارت الامامت موسوم ساختہ ام ہر غے از آل مندرجہ میر علی محمد شاہ مرحوم نے حیات فریاد رحمۃ اللہ علیہ میں اس ثنوی کا مفصل حال لکھا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک نسخہ اس کا نواب بہادر سید ولایت خاں (ولایت علی خاں) اسے پاس تھا، اراقم نے اس کی نقل لی تھی۔ جو نواب مرحوم عاریتہ لے گئے تھے۔ لیکن مجھ کو واپس نہ دی۔“

نواب ولایت علی خاں مرحوم کا نسخہ کتب خانہ مشرقیہ بانگی پور میں ہے، اور اس کا اجمالی ذکر ضمیمہ فہرست کتب خانہ جلد اول میں موجود ہے۔ ابتدا میں کاتب نے جو سادہ ورق چھوڑا ہے اس پر شاہ مرحوم نے مصنف پدر مصنف علی نقی خاں کا حال اختصار کے ساتھ لکھا ہے۔ شاہ مرحوم کی عبارت کی پہلی سطر یہ ہے: ”ایں مہ نامی منقولہ بشارت الامامت“

اسی موضوع پر اور اسی عنوان سے میرا ایک مضمون ۱۹۲۷ء میں ندیم نے چھاپا تھا۔ نیا مضمون لکھنے کی ضرورت اس لیے ہوئی کہ میں بہت سی باتیں جنہیں تفصیل سے لکھا تھا، بحال نہ کی تھیں، اور فاضل طباعت سے قطع نظر بعض غلطیاں ایسی بھی تھیں جن کا میں خود ذمہ دار تھا۔ میں جناب مختار الدین احمد صاحب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے میری ہدایات کے مطابق ب سے متعلق ایک یادداشت لکھ کر دی، بغیر اس کے باب کے اشارے صحیح مل سکتے تھے، اور نہ میرے لیے یہ ممکن تھا کہ میں ب سے متعلق زیادہ تفصیل سے لکھ سکوں۔

اب سیر (نسخہ لکھنؤ) میں ایک جگہ کاتب ندیم نے سہواً قلم اللہ خاں لکھ دیا ہے۔ خان ان کے نام کے ساتھ کہیں نظر نہیں آیا جناب سید ریاست علی صاحب ندوی ندیم کے بہادر نمبر میں لکھا تھا کہ اگر ابتدا میں اعظم شاہ کی فوج میں کسی اعلیٰ اہمیت پر تھے۔ اس دعوے کا کوئی ثبوت اس وقت نظر سے نہیں گزرا۔

اب لکھنؤ شاد کے نسخے میں یہ نہ بھی ہے نہ نواب بہادر لکھا تھا، لیکن بی اینڈ اوڈسٹرکٹ گزٹیر پٹنہ میں ص ۱۱۷۵ نام کے ساتھ صرف نوایم قوم ہے غائبانہ بہادر خطاب نہ تھا۔ شہ کاتب شہ علیہ آبادی: ماحول بشارت الامامت۔ مجھ سے چھپن کو فرد بخش خاں لے گئے۔ یقیناً کبیر ہی میں ہے، شہ شاد مرحوم نے کاظم خاں بلوچ زادہ مصنف کو ولایت علی خاں کا جدادری لکھا ہے اور میں نے بھی اسے قبول کر لیا تھا لیکن نقش ناپایدار (حواشی بہت موقوفات) میں درج ہے کہ کاظم علی خاں لا ولد تھے۔ اور غائبانہ ہی صحیح ہے۔

موسوم ست، لوک ریز قلم بیضا رقم خورشید فلک ریاست و ادارت مصنف کی دوسری تصانیف کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے: چندیں تصانیف غیر از سیر المتاخرین چون تفسیر در تازی بامی اورہ و شرح ثنوی مولانا روم و دیگر کتب کلامیہ و دیوان اشعار از جناب والایش بر صفحہ ہستی منقوش ست۔

ثنوی سے پہلے مصنف نے ۶ صفحوں کا ایک دیباچہ شرفازی میں لکھا ہے۔ سطر اول یہ ہے: حمد و ثناء حضرت آفریدگار جلت عظمتہ را چاہہ نیست، بہ جز اقرار و اعتراف بہ مجزوبیہ چارگی۔

حمد و نعت و منقبت کے بعد مصنف نے وجہ تعریف یوں بیان کی ہے: راقم میں کلمات... چوں دید کہ اکثر مردم... بہ وجود حضرت صاحب الامر انکار بلخ... می نمایند خواست کہ نہ گذشت جد کلاں خود حضرت میر شاہ فیض اللہ... دلائل اثبات با حضرت صاحب الزماں... از زبان... سید علیم اللہ... بلا واسطہ و بہ واسطہ پدر و اہمام و شاہ غلام مسلی... کہ استفادہ امرار در ویشی از جد فقیر نمودہ امیں مسلک را بیاقتضائے او شاں پیمودہ اند و بندہ بہ چشم خود کرامت و خرق عادت... مشاہدہ نمودہ و شنیدہ است بے کم و کاست در سلک نظم کشد۔

ثنوی کے صفحات کی تعداد ۳۴۶ ہے، عموماً فی صفحہ ۵ سطر ہیں۔ ثنوی کے اشعار کی تعداد ان میں ۱۱۰۶ لکھی ہے۔ چوں کہ اس کا مسودہ موجود نہیں، یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ تعداد کاتب ندیم نے صحیح نقل کی تھی یا نہیں۔

بیت اول: بہ نام خداے کہ جاں آفرید زمین آفرید و زماں آفرید
حمد و نعت کے بعد ائمہ کی مدح ہے، ایام و دوازدہم کی مدح، جیسا کہ مقتضائے مقام ہے زیادہ تفصیل کے ساتھ کی ہے اس کے بعد کا عنوان ”در بیان استدعائے شہور“ ہے، اس کے چند شعر یہ ہیں:

برادر نگ شاہی مربع نشیں	بر انداز از بیخ و بن کفر و کین
نہ مانند ست اسلام را آبرو	بیا و بیا را آب رفته بہ جو
نہ بوی ز اسلام و نہ رنگ دیں	نہ بود ست احوال گاہے چنین

لیکن جناب شاد فرماتے ہیں: ”شاہ علیم اللہ فقیر ہو کر اہل کہہ کہ جب تک حضرت امام مہدی کی زیارت نہ کر لوں گا، پلٹ کر نہ آؤں گا کسی طرف نکل گئے تھے، تقریباً ۲۰ برس بعد پلٹے ہیں“۔ صفحہ ۳۳۳ شاہ علیم اللہ نے امام مہدی سے ملنے کا حوالہ کچھ ظاہر نہ کیا، البتہ شاہ غلام علی صاحب سے یہہ راز کہا تھا، حضرت جناب شاد کے قول کے مطابق یہہ بیان ثنوی سے ماخوذ ہے۔ لیکن ثنوی میں اس کے متعلق ایک لفظ نہیں۔ شاہ فیض اللہ کا امام صاحب کی تلاش میں نکلنا اور ان سے ملنا البتہ لکھا ہے۔

مذلت بہ حد نہایت رسید
اسیر بلائیم در عار و ننگ
نہ ماند ست از بیچ جانب امید
نہ یارے صبر و نہ نیروے جنگ

وجہ تصنیف :

مرا طبع موزوں ز ہمد صبا
بہم گاہ گاہے گہری نشانہ
عطا گشتہ از حضرت کبریا
دو مصرع بہ پہلوے ہم می نشانہ
فرا ہم چو آمد غزل ہائے چند
کزیں کار کردن ترا سود چیست
یہ سرگرت فرصت گفتن ست
چرا ذکر تازہ نہ انشا کنی
کہ ناگہ بزرگے گہراں مایہ
غلام علی شاہ عاشق دروں
بہ شد از عنایت مرارہ نموں

شاہ غلام علی نے مصنف سے کہا کہ تم اپنے اجداد کا حال کیوں نہیں لکھتے کہ تمہارے خاندان کے افتخار کا سبب ہو، اور لوگوں کو ہدایت بھی نصیب ہو۔ اس کے بعد حالات شروع ہوتے ہیں :

علیم خردمند روشن ضمیر
ہدایت ز فیض پدر یافتہ
بہ ظاہر فقیر و بہ باطن اسیر
عنایں دل از غیر حق تا فتنہ
مرا جد امجد پدر را پدر
بیان قصہ والد خویش کرد
کہ چوں شانزدہ سال شد و الدم
چو کامل شد آن سال از عمر او
کہ باید در اقلیم جہاں تا فتن
بہ گوش دل از عیش آمد چنین
بہ دستے فروشی اگر خویش را
چوں مہدی ست ماوی دریں روزگار
بہ حکایت ہمہ بے کم و بیش کرد
فزون می شد عشق حق دم بہ دم
گر بیان جانش گرفت آرزو
دریں رہ سرا ز پای نہ ساختن
کہ اے نیک فرجام پاکیزہ دیں
بکن فرق از رہ زن ورہ نما
بود بیعت از دیگران ننگ و عار

امام آخر الزماں کی تلاش میں گھر سے باہر نکل کھڑے ہوئے :-

زمانے درازے بہ صحرا و دشت	بہ ناکامی در بخت و محنت گذشت
کہ ناگہ بہ فضل خداے مجید	در آن دشت گردید کوہے پدید
چہ گویم از آن کوہ رفعت اساس	کہی کرد از و طور نور اقتباس
کشیدہ سر بر تری بر فلک	بہ ہر گوشہ آن محلے از ملک
و آن چشمہ سازش ز جوہ بہشت	ہو امشک بو خاک عین سرشت
ہر افشاں ملائک در او چوں طیور	منور ز نور خدا ہم جو طور
جہارش گرفتہ زبرد جد بہ بر	بہ طوبی رسانید اشجار سر
بہ کیواں کشیدہ سر عنز و جاہ	کہ بد صاحب الامر را سیر گاہ
چنان حبّ آن کوہ در دل نشست	تو گفتی کسے پایے اوراہ بست
نمود آن قدر جذب دل کو بہار	کہ از دے گذشتن نہ بود اختیار
بہ نا چاری آن مرد صحرا نور د	بہ قلب سلیم وہ عزم مصمم

میر فیض اللہ نے دل میں ٹھان لی کہ اگر نصیب نے یادری نہ کی تو یہیں جان دے دوں گا۔

در آن کوہ عالی سر روز و سہ شب	گذشتہ بہ انواع رنج و تعب
ورم کردہ پاہائے پر آبلہ	بھی رفت بے زاد و بے راحلہ
وے داشت چوں مہم خود استوار	نہ بودش بہ ماکول و مشروب کار
کہ اندر نظر آمدش ناگہاں	یکے آستان سعادت نشان
نہ بودہ بر آن کوہ کا نشانہ	نہ سقفی نہ ایواں و نہ خانہ
بہ یک گوشہ کوہ بہادہ تخت	بہ بالائے آل سایہ پرورد تخت
وے بود تخت از حجر ساختہ	نہ از چوب و از عاج پرداختہ
میان فضا چشمہ چوں چشم حور	کہ بود آب ادا از شراب مہور

میر فیض اللہ نے وضو کیا اور تخت پر بیٹھ گئے۔ دو دن بھوکے پیاسے وہیں رہے۔ تیسرے دن ایک شخص نے جو عرب معلوم ہوتا تھا، ان کے لیے روٹی کا ایک ٹکڑا لایا، لیکن، انہوں نے نہ کھایا۔ وہ کئی روز تک لایا کیا، لیکن یہ نہ کھاتے،

نویں روز امام آخر الزماں خود تشریف لائے۔

بہ روز نہم صبح دولت دمید سر آمد غم و شادمانی رسید
امام صاحب نے ان کا نام لے کر انہیں مخاطب کیا، ان کی بیعت قبول کی اور انہیں تعلیم فرماتے رہے۔
بہ ایسا حال بودش در آل بامقام سعادت بہ کام و عنایت بہام
شب و روز مستغرق یاد حق دیش خاند بود آباد حق
جو باغیب دال عشق و رزیدہ بود تماشاے غیب اندر شش دیدہ بود
زمانے درازے بہ ایسا حال رفت ز عمر سبک سیر سی سال رفت
میر صاحب نے استدعا کی کہ کوئی کتاب عنایت ہو تو ان کی یہ خواہش پوری ہوئی۔

بہ طور کتاب از امام اہم ز بخت ہما یوں بہ دست آدم
کتابے عنایت نمود آل جناب کہ او با کتاب ست با او کتاب
وے کس ز دانست کاں نسیبیت کہ ملاش فرمودہ تصنیف کیست

امام صاحب نے فرمایا کہ اب گھر جاؤ اور عقد کرو۔ یہ بھی کہا کہ تمہیں تین اولاد ہوگی ان میں سے ایک لڑکا تمہارا پسر ہوگا انہوں نے عرض کی کہ مجھے یہیں رہنے دیجئے، مجھے لڑکی کون دے گا۔ ارشاد ہوا کہ اس کی فکر نہ کرو۔ کسی کو اس کی ہدایت کر دی جائے گی۔ گھر واپس پہنچے تو کسی نے پیچا نا نہیں۔ بہ طور امتحان ان کی پرورش کرنے والی کینزوں کے سوالات کے صحیح جواب دینے پر ماں نے اندر بلا لیا، انہوں نے شادی کی خواہش ظاہر کی، ماں نے کہا کہ پہلے فقیروں کے کپڑے تو اتارو۔ انہوں نے غصہ کیا کہ یہ ناممکن ہے۔ اس زمانے میں ایک شخص تھا جس نے اپنی لڑکی کو امام صاحب کی نذر کر دیا تھا اسے لقا ہوا کہ اپنی لڑکی کی شادی میر فیض اللہ سے کر دو۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔ تھوڑے دن بی بی کے ساتھ رہ کر پھر چلے گئے۔ ان کی غیبت میں میر کریم اللہ متولد ہوئے۔ امام صاحب کے حکم سے پھر واپس آئے۔ اس بار میر علیم اللہ پیدا ہوئے۔ تیسری بار جو غائب ہوئے تو آٹھ نو برس کے بعد واپس آئے۔ اب کے لڑکی ہوئی جو تھی بار جو وطن سے رخصت ہوئے تو میر علیم اللہ کی عمر ۹ سال سے بھی کم تھی۔ باوجود امتناع یہ بھی ساتھ ہوئے ان کی وجہ سے عرب سڑے پہنچ کر ٹھہر گئے۔

۱۔ مصنف نے یہ نہیں بتایا کہ میر فیض اللہ نے یہ کتاب کسے دی اور اس کا کیا حشر ہوا۔ ان کا تو نام معلوم نہیں لیکن بہ قول مصنف (سیر ص ۶۱۳) ان سے حقیقی بھائی کا نام شاہ حیدری تھا جو اکبر قلی خاں پدرا پیرجہان کے ساتھ اکبر آباد سے آکر بھاگلپور میں امامت گزریں ہوئے تھے۔ زادہ دہل بن حسین در شیعہ ہایت مجاہد و بے باک و در کمال استغنا شاہ حیدری کے بیٹے شاہ جعفری تھے۔ مزید حالات کے لیے سیر ملاحظہ ہو۔

پے راحت در سرائے عرب فروکش نمود و بی سود شب
سہ روز و سہ شب اشت آں جاقیام بہ تعلیم و تلقین من شاد کام
اس کے بعد میرعلیم اللہ رخصت کر دیے گئے۔

من آجا روم در جوار امام تو این جا ہوا باش قائم مقام
بہ دستت خدا خیر جاری کند ترا صاحب الامر یاری کند

اس کے بعد شاہ میرعلیم اللہ کے حالات ہیں۔ مصنف نے یہ نہیں بتایا کہ میرفیض اللہ واپس آئے یا امام صاحب کے ساتھ ہی رہ گئے۔ عرب سرائے سے واپسی کے بعد میرعلیم اللہ چہ تن تحصیل کمال میں مصروف ہوئے خدا کی یاد کرتے کتابیں پڑھتے یا کتابیں لکھتے کسی اور بات سے مطلق سروکار نہ تھا۔ خلاف ان کے میرکریم اللہ عیش و طرب کی طرف مائل تھے ماں نے دونوں بھائیوں کا نکاح کر دینا چاہا۔ برے بھائی نے تو اسکار کر دیا، لیکن میرعلیم اللہ راضی ہو گئے۔ میرکریم اللہ نے چند سال بعد انتقال کیا فرط غم سے میرعلیم اللہ کی بہت سی کرامتوں کا ذکر کیا ہے جو ان میں سے بعض تلم انداز کر دی گئی ہیں۔ ایک مرتبہ قبرستان میں مراقبہ کر رہے تھے کہ کسی نے نشتر چھبوا دیا انہیں خبر تک نہیں ہوئی۔ ایک شخص کی بصارت زائل ہو رہی تھی ان کی دماغ سے وہ اچھی طرح دیکھنے لگا۔ ایک بار دریائے جہنا میں زمین نکل آئی تھی وہاں جا کر چلہ کھینچا حضرت خضر بھی ان کے ساتھ نماز میں شریک ہو جایا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت خضر نے ان سے کہا کہ کچھ مانگنا ہو تو مانگو انہوں نے جواب دیا :-

نہ دارم ز کس حاجت جز امام و خواہم زد گیر کے بیع کام
مرا صاحب الامر خضر رہ ست زہر مطلب و حاجتم آگہ ست
شاہ میرعلیم اللہ صاحب کے سفر پٹنہ کا ذکر اس کے بعد آتا ہے :

بہ نحوے کر تقدیر حق قدیر زد ملی شدش تا بہ پٹنہ مسیر
در اثنائے رہ بہر بعضے مام شدش چند جا اتفاق قیام
پراگ آمد و چند روزے بہ اند ز رخت سفر گردا بہ فشانہ
وزاں جلیکے ز اشنایان ما کہ بودیم با ہم دگر از صبا
جوان عزیزے سعادت نشاں غلام علی نام آں نو جوان
ز عہد صبا ہم دم و ہم مقام ہم آئین و ہم مکتب و ہم قیام

بنا گہ شد از ماجدائے شگفت در آن شہر سائے سکونت گرفت
شاہ غلام علی کو پچھے درویش کی تلاش تھی، جہاں سنتے کہ کوئی فقیر ہے، ملاقات کے لیے جاتے لیکن کسی سے ان کی تسلی نہ ہوتی، ایک فقیر نے ان سے کہا کہ تمہارا پیر جلد آنے والا ہے۔

زجرمان مقصود شد ریش تر شود لاجرم عازم پیش تر
دل آزدہ سامان ہجرت نمود کرنا گاہ فرمود سید و رود
بہ مہاں سرابار خود می کشاد جواں را از آں رہ مرور او نناد
نظر کرد سید سوے او بہ غور نمود ابتداء در سلامش بہ فور

شاہ غلام علی کو حیرت ہوئی کہ ایک اجنبی نے کیوں سلام کیا، شاہ صاحب نے کہا کہ تمہاری پیشانی سے آشفتگی کی علامت نمایاں ہے۔ شاہ غلام علی نے مصنف سے کہا کہ شاہ علیم اللہ صاحب کا اتنا رعب مجھ پر بیٹھا کہ رفتار و گفتار کی قوت سلب ہو گئی، یہ مشکل اپنا حال بیان کیا کہ مجھے پتے درویش کی تلاش ہے۔

بگفتم نہ دیدم بغیر از دروغ کہ وہ چمچہ آب ست و یک چمچہ دوغ
شاہ علیم اللہ صاحب نے جواب دیا کہ سب بُرے نہیں اچھے بھی ہیں شاہ ام علی شاہ علیم اللہ صاحب کی ہدایتوں پر عمل کیا اور حضرت علی کو خواب میں دکھایا اس کے متعلق یہ اشعار ہیں :

مراقب نشستم میاں قبور دلم یافت لذاتِ قرب حضور
مرا چشم بیدار بد پرده دار بہ خواہم بہ شد پردہ از روی کار
ہماں اند کے چشم من تا فنود بہ ردیم چہ در ہائے دولت کشود
سراپردہ دیدم افسراشتہ حقائق شقائق درو کا شتہ

۱۔ جناب بخاوند نے حیات فریاد میں (مست و مست) ان مطالب کو جس طرح لکھا ہے وہ مستر ہے، مثلاً غلام علی خانقاہ دیورہ کے سجادہ نشین تھے ام سنی میں باپ سے مرید ہوتے تھے انھی نوجوان ہی تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا، ابھی کسی کو مرشد نہیں بنایا تھا۔
۲۔ سجادہ نشین نے چھ ماہ خود بھی ریاضت کی اور ان سے بھی کرائی، لیکن کوئی تہذیب نہ نکلا، خواب میں ایک باوقار شخص نے مجھم جانے کی ہدایت کی، میرے پیچھے وہاں انہوں نے صاحب سجادہ سے ساتھ مل کر چلنا کھینچا، چالیسویں دن اس باوقار شخص نے خواب میں کہا تھا کہ تمہارا مطلب بنارس یا الہ آباد میں حاصل ہوگا۔ بنارس میں دو مشہور خانقاہوں میں جہد کشی کی لیکن لا حاصل وہاں سے الہ آباد گئے۔

۳۔ جناب شاد کے بیان کا بیشتر حصہ سب میں نہیں، العطف یہ ہے کہ یہ سب سب کے حوالے سے لکھا ہے۔
۴۔ ف ص ۳۰۳ جناب شاد کے حوالے سے فرماتے ہیں (مقرر) : الہ آباد میں ایک ایک سر میں مقرر ہو گئے، اپنے طور پر ریاضت کرتے رہے، اس کے بعد یہ ارادہ کیا کہ ایک ایک میں بیان شہر کر دیکھ لیں، اگر ناام باپ ہوئے تو سجادہ نشین نہ کریں گے کسی جنگل کی طرف (باقی ص ۳۰۳)

در آں مندے فرش دبر روے آں نشہ شہشاہ کون و مکاں
 بہ گردش ہمہ اہل دل ذرہ وار بہ فرمان آں مہر انوار بار
 علی ولی شمع بزم فلک کوہر دانہ دوست جان ملک
 مرا بخت بیدار شد رہ نما رسیدم من و ایستادم بہ پا
 اشارت از آں ہائیکے سوے من نمود و بہر رسید از آمدن
 و لیکن بہ ایما بہ پر سید او کہ آورد و چون آمدی بازگو
 جوابش بہ فرمود شاہ امم کہ آورد این را علیم اللہم
 بہ گفت و بہ دستے کہ خیر کشود اشارت بہ صدر منور نمود
 و دود و امامی لقب گفت ہم ازین مژدہ دل گشت باغ ارم

شاہ غلام علی پر شاہ علیم اللہ کا مرتبہ آشکارا ہو گیا تو ان کے مرید ہو گئے۔

چو شد پایہ او بہ من آشکار فتادم بہ خاک رہش سایہ دار
 عقیدت کشید و مرا نگندگی بہ گوشش دلم حلقہ بندگی
 چو گر دیدم از فیض او کام یاب رسیدم بہ کام دل خود شتاب

نکل جائیں گے۔ جس دن چہ ختم ہوا مایوسی سے عالم میں بھاگ پر تھل رہے تھے کہ ایک بلند و بالا قامت شخص سرخ و سفید رنگت، ساتھ ستر بہن کی عمر خوبصورت چہرہ، سر میں تھمے تھمے بال ڈاڑھی چھتری، بال کھمڑی، شجر فی تہ بندے سرنگے پاؤں ہنلی میں رسی سے بندھا ہوا ایک کھل دیا ہوا "ما سے سے آتا ہوا نظر آیا۔ قریب آکر اس نے ان سے ان کا نام لے کر خطاب کیا، اس کی کسی خالی کو بھڑکی میں اپنا کھل بچلنے کا حکم دیا۔ (لخصاً) اس کی گرہ کھول رہے تھے کہ غنودگی پیدا ہو گئی۔ مینہ بار اور لوق دوق نظر آیا ہزاروں آدمی حضرت علی کی زیارت کو جا رہے تھے، یہ بھی دورے۔ ایک قصر شاہانہ میں شہہ نشیں سے نیچے حضرت علی صلوٰۃ افروز اور فرشتے مروحہ جنباں تھے زیر شہہ نشین بہت لوگ دست بستہ حاضر تھے حضرت علی نے ان سے فرمایا کہ غلام علی میرے ذریعہ شہہ بنا، انہوں نے عرض کی کہ کون فرزند؟ ایک طرف ملاحظہ کر کے حضرت علی نے فرمایا، یہ علیم اللہ شاہ، شاہ غلام علی نے نظر جو پھیری تو ان بزرگ کو پایا جن کا کھل کھول رہے تھے، انہوں نے بازو ہلا کر کہا، کھل کھول رہا ہے یا سوتا ہے؟ دیکھو یہاں جس کے لیے تمام حیران پھر رہا تھا، شاہ غلام علی نے کمرہ جو نظری تو وہی بزرگ تھے جنہیں بہار اور مینر میں خواب میں دکھایا تھا۔ (لخصاً) وہاں بیادوں پر گر پڑے، اور تادم سال ساتھ رہے شاہ صاحب نے شاہ غلام علی سے کہا کہ یہ ایسا ہدایت علی ناظم ظہیر آبادی ہے۔ میں وہیں جا رہا ہوں، شاہ غلام علی اور ہدایت علی خال سے کمال شناسائی تھی، اور شاہ غلام علی کو اس کی پہلے سے واقفیت تھی کہ ہدایت علی کے والد ایک درویش ہیں اور مدت سے غائب ہیں۔ یہ سن کر کہ وہیں ہیں اور کجی خوش ہوئے۔ انہوں نے ان میں کھاتھا کہ شاہ غلام علی نے بیعت کی، لیکن ان میں اس موقع پر کہ ب کے اشعار نقل نہیں کیے گئے تھے۔ جو اشعار ممتاز الدین احمد صاحب کی یادداشت میں ہیں ان سے قطعی طور پر اس کا ثبوت نہیں ملتا، لیکن آگے جلی کر ایسا شمرے گا جس سے بیعت کا ثبوت ملے گا۔

از آباد سے پٹنہ روانگی کا حال اب میں اس طرح لکھتا ہے :

چو از قدرت متاور بے ہمال
بہ عزم ملاقات پور کلاں
بہ شد منقضی موسم بہر ہمال
بروہا آمد از شہر ہماچل
پسر ہتر آں ولی نعم
بہ اقبال دولت بہ پٹنہ مقیم
شاہ غلام علی بھی ساتھ تھے پٹنہ سے سادات جانا ہوا :

دراں سے سید بہ سانوت رسید
کہ گزیدہ از گردش چرخ پیر
ہدایت علی خاں دراں جا اسیر
روز دخل اغریہا محکم بہ بست
دو دیہند از چار سو ہم رواں
دراں بقعہ از رہ رواں کس شنید

سیر متلا سال دروہ غلام آباد سے اس زمانے میں ہدایت علی خاں عارفی نور پر غلام آباد کے نائب امر تھے۔ شاہ غلام علی نے چاہا کہ شاہ صاحب سوار ہی پر چلیں، لیکن انہوں نے انکار کیا۔ تا چار ہزار روپے دے کر شاہ غلام علی نے بتایا کہ شاہ غلام صاحب ہیں۔ ہدایت علی کو خبر ہوئی، ان کے پاؤں دوڑے آئے، دھچکائی بتائی اور ایک وسیع کمر جہاں جملہ سامان آسائش مہیا تھا، ان کے لیے مخصوص کرنا چاہا، لیکن غلام علی نے ایک مختصر سی کوٹھری اپنے قیام کے لیے پسند کی۔ اور اپنا مکمل دہن بچھایا۔ شاہ غلام علی بھی اسی کوٹھری میں رہتے تھے۔ یہ سب اب میں نہیں، اگرچہ اب میں اب کے حوالے سے درج ہے۔

سند معلوم ہوتا ہے کہ پٹنہ میں مقیم رہے ہی دن قیام کے بعد سانوت چلے گئے، اس لیے کہ صفدر آباد آخر شمال یا ادائل ذی قعدہ میں وارد پٹنہ ہوئے ہیں اور اس کی خبر شاہ صاحب کو سانوت میں ملی ہے۔ اس کے تعلق جناب شاد کا (بہ حوالہ بے منتہا) بیان ہے کہ بھانگر پنڈت کے پٹنہ آنے کی خبر مشہور ہوئی تو بدست علی نے اپنے عیال و اطفال کو اور شاہ غلام صاحب کو حسین آباد بھیج دیا۔ بھانگر پنڈت کے دور سے شاہ غلام صاحب حسین آباد جانے کا ذکر اب میں نہیں، سیر متلا میں یہ ہے کہ پانچویں راؤ کے حملہ آور ہونے کا ذکر تھا، ہدایت علی نے بہت اصرار کیا کہ ان کے عیال و اطفال کے ساتھ گنگا پار چلے جائیں، لیکن اس پر راضی نہ ہوئے، اور پٹنہ کی طرف ہرگز دریں خبر از بلائے کہ می آید کسے اثر سے زخوام دید۔ یہ پٹنہ گوی پوری ہوئی۔ جناب شاد نے سانوت کو حسین آباد بنادیا، اور اقصیٰ کا تعلق صفدر جنگ کی جگہ بھانگر پنڈت سے پیدا کر دیا ہے۔ اب میں کسی جگہ شاد صاحب کے حسین آباد جانے کا ذکر نہیں۔

شاہ علیہ السلام صاحب نے کہا کہ یہ خبر صحیح نہیں ان کے حکم کے مطابق شاہ غلام علی دریا کے کنارے گئے اور وہاں دعائے قاموس قدرت پڑھی، دیر تک انتظار کرنے کے بعد ایک شہسوار نظر آیا، جس نے یہ اطلاع دی کہ ہدایت علی نماں آزاد ہیں اور صفدر جنگ واپس چلے گئے ہیں۔ اب میں شاہ علیہ السلام صاحب کی کرامتوں کے ذکر میں ایک واقعہ یہ درج ہے: چوروں کا ہنگامہ رہا کرتا تھا اور لوگ راتوں کو مکانوں کی حفاظت کیا کرتے تھے، شاہ صاحب نے ایک دن کہا کہ کوئی پاس بانی نہ کرے، اور خود شاہ غلام علی کی گود میں پاؤں رکھ کر سو گئے۔ شاہ غلام علی کہتے ہیں کہ:

زخوابیدگاں ہر کہ چشمے کشود عیاں پیکر شش در نظر می نمود
چشم خود این واقعہ دیدہ ام نہ از دیگران قصہ بشنیدہ ام
شاہ علیہ السلام صاحب کی وفات کا حال یوں درج ہے:

ماررجب کو شاہ علیہ السلام کے بیٹے (ہدایت علی نماں سے مراد ہے) کہیں سفر کو روانہ ہوئے، انہوں نے اپنی دوست کی بیٹہ گولی کی۔ ۱۲ شہبان کو بیمار ہوئے۔ بیماری گود میں گزرتی تھی کہ دو آدمی عربی عمامہ سر پر رکھے ہندوستانی لباس پہنے ہم اندام و ہمت و ہم قدم ان کے پاس آئے، توڑی دیر خاموش بیٹھے اور چلے گئے۔ لوگ ان کے پیچھے دوڑنا کسی کو اس کا پتا نہ چلا کہ کون تھے اور کہ سر غائب ہو گئے۔ خال مصنف عبدالعلی نے پوچھا کہ یہ کون لوگ تھے؟ جواب دیا کہ یہ نہیں بتا سکتا۔

حدیث میں حسین آباد میں ہدایت علی نماں کے مقتول ہونے کی خبر آئی۔ غلام حسین نے لکھا۔ اس کا منسلک غلام علی کہ معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ خبر غلط ہے، حضرت کے حکم سے میں بیچ ہی دریافت کر چکا ہوں، اس منسلک نے یہی۔ اس کے بعد وہی باتیں ہیں جو اب میں ہیں مگر تعین اختلاف کے ساتھ۔ جنوں سے متعلق ایک روایت میں یہ حوالہ درج ہے۔ یہ بعض اختلافات کے ساتھ اب میں موجود ہے، خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر یہ اختلاف ہے کہ جناب شاد کے بیان کے مطابق اس روایت کے سلسلے میں اب میں شاہ غلام علی کا چند دنوں کے لیے دیورہ جانا لکھا ہے، یہ اب میں نہیں۔ جناب شاد نے خالی برتن سے آٹا نکالنے کی روایت جو لکھی ہے وہ بھی اب میں نہیں اور یہی حال اس روایت کا ہے جو ہدایت جنگ کے دیورہ جانے کے بارے میں اب کے حوالے سے منسلک مرقوم ہے۔ اس روایت سے منسلک بحث کسی دو سرے موقع پر ہوگی۔ اس روایت کو میں نے ان میں بھی غلط قرار دیا تھا، لیکن ان میں عبارت جنگ اور شاہ غلام علی صاحب دیورہ کی عمر کے تفاوت کی نسبت جو کچھ لکھا گیا تھا وہ صحیح نہیں، اس وقت اس غلط فہمی میں مبتلا تھا کہ شاہ غلام علی صاحب دیورہ ہی کو ذکر میں ہے۔ حدیث میں ان ہیبت جنگ کے نائب زیادہ دن نہیں ہے۔ صفدر جنگ کے ساتھ جو سلوک انہوں نے کیا تھا اس سے ہدایت جنگ اور ہدایت جنگ ناراض ہو گئے تھے۔ رجب ۱۲۵۷ میں ہدایت علی نماں دیورہ بہار کو چورہ دینے کے ارادے سے پیشہ سے رخصت ہوئے تھے۔

کی شہد کو انتقال کیا۔ وفات کے حالات مصنف نے شاہ غلام علی کی زبانی بیان کیے ہیں :

باہر دروازہ حاجت نشست و پلست
سوسے قبلہ و کرد و پرست خویش

من از اضطراب آدم سوسے او
چو بروم و گرد دست بر سینہ اش

گفت دست بر پشت و تن نہاد
سر کرہ علی ولی را بہ خواند

مصنف نے یہ بھی لکھا ہے کہ خواب میں دو دوستوں کو جن میں ایک منیر کا تھا اپنے
مرنے کی خبر دی تھی چنانچہ وہ دونوں وقت پر عظیم آباد پہنچ گئے تھے ۔

مصنف نے شاہ غلام علی کے زہد و اتقا کی بڑی تعریف کی ہے ۔ سال میں چھ سات عینے
گوشت نہ کھاتی ، روغن نمک سے پرہیز کرتے ،

گے صوم : کہ ہے قلیل الطعام
خوش اذغلب اوقات و کم در بکلام

شاہ غلام علی کے متعلق اشعار ذیل سے پتا چلتا ہے کہ مصنف اور شاہ غلام علی کے درمیان
کس قسم کے تعلقات تھے :

مر از جو انیش تا اس ام
جانی نہ رود از اتفاق

کہ پنجاہ و سہ مرحلہ می رود
لما قبل خیر الامور الوفاق

سیرت میں لائے وفات شعبان ۱۱۵۵ مرقوم ہے ، لیکن جناب سید ریاست علی صاحب نہ دینی نہ معلوم
کس بنا پر کہیم کہ بہار نمبر ۱۱ سال ۱۱۵۵ء لکھا ہے ۔ جناب شاہ نے نقش نابایدار جلد ۱ ص ۱۱۱ میں تحریر فرمایا ہے :

کہ شاہ عظیم الشان صاحب اپنے مرید شاہ ظہری کی خانقاہ میں جو محلہ نون گولہ میں ہے دفن ہوئے ۔ میں نے اس کی تحقیق نہیں کی
شہ جناب شاد نے ب کے حوالے سے لکھا ہے کہ جس شب کو آپ کا انتقال ہوا علی الصبح حسب معمول میں (یعنی مصنف)

اندرون باہر آیا تو دیکھا کہ شاہ غلام علی .. روئے ہیں ۔ سبب پوچھا تو فرمایا کہ سیرات باقی ہیں .. شاہ .. جہیز
.. دست فرمائی ۔ بیماری کچھ نہ تھی ، مجھ کو پکارا میں جو کماؤ حضرت نے فرمایا بیٹا میں رخصت ہوتا ہوں ۔

صبح کو جب تک منیر در بہار کے صاحبان سجادہ نہ آئیں مجھ کو دفن نہ کرنا چنانچہ ایک پہر دن چڑھے یہہ
دونوں حضرات ، بر سواری پالکی آجود ہوئے ۔ ملازم ہوا کہ خواب میں ان دونوں کو حضرت نے
نہایت سے بیعت کا ثبوت ملا ہے ملا بہ حوالہ ب : پہنچے بھریا عرفت ایک دن دسترخوان پر بیٹھ کر

شاہ عظیم الشان صاحب اور شاہ غلام علی صاحب کمانا کھائی تھے باقی دنوں میں کبھی خود شاہ غلام علی صاحب جو کی روٹی اپنے
باتھ سے پکاتے اور نمک کے ساتھ کھاتے کبھی جو کا سٹو کبھی جینے کا سٹو بغیر نمک کے دونوں صاحب کھاتے ، روزے بہت رکھتے
تھے ۔ جب میں اسی قدر ہے جو حق میں مرقوم ہے ۔

الی الا ان باہم بسر بردہ ایم
لہ الحمد تا عالت ارتقام
پس از یازده صد و دو سال و دو
انہیں و جلیسیم ما آں عزیز
آخر میں عفو گناہ کی دعا کی ہے، ان دو شعروں پر مثنوی کا خاتمہ ہوتا ہے:

بدون ارادہ بغیب خیال
”بخشنا بختی نبی و علی“
ہمیں مصرعِ آخر میں مقال
برابر ہر سال ست چوں بشتر می

مثنوی کے آخر میں کاتب نے لکھا ہے: ہذا کتاب بشارۃ الامامۃ حسب فرمان واجب الایمان مرزا
غریب و مؤمنان جناب نواب سید ولایت علی خاں صاحب قلمہ لازالت شمس اقبالکم و دامت
افضالکم و ذوالکم۔ عبد اللہ فیروز حسین فرحت حسین نقوی ساکن محلہ لودی کٹرہ من محلات شہر پٹنہ
بتاریخ چہارم شہر ربیع الثانی ۱۲۴۵ھ تحریر نمود۔

نواب سید ولایت علی خاں کے دست خط کے ساتھ ان کی مہر ہے اور ان کے قلم سے یہ عبارت:
بتاریخ ۲۳ جمادی الثانی کتاب ہذا از مقابلہ و صحبت فراغت یافت سید ولایت علی خاں
اقبالکم و افضالکم وغیرہ میں ”کم“ کو ”ہم“ بنا دیا ہے۔ کتاب میں جا بہ جا اصلاحیں ہیں۔ مثلاً:

بہ فرمود بر صفحہ روزگار
”اصلاح: ہم او گرد بر صفحہ روزگار“
زرافشاں زخورشید انوار بار
”اصلاح: ہمیں ایزدات وادہ ردشن نگاہ“
زرافشانی مہر انوار بار
”اصلاح: کہ بردنتر فیض عاشق گواہ“
بہیں ایزدات وادہ ردشن نگاہ
”اصلاح: ضیاء سے ود عالم امام جلی“
کہ بردنتر فیض عاشق گواہ
”اصلاح: ضیاء سے جہاں ست و جان نبی“

دستی نبی جانشین علی
”اصلاح: یہ غلطیاں جن کی اصلاح کی گئی ہے کاتب کی نہیں معلوم ہوتیں۔ کہیں کہیں حواشی بھی ہیں جو
غالباً جناب شاد کے لکھے ہوئے ہیں۔“

”اس مصرع سے ۱۱۹۳ء لکھا ہے۔ اس سے قبل خاتے سے کچھ ہی پیشتر ۱۱۹۲ء کا ذکر آیا ہے۔
مکن ہے کہ مثنوی کا پیشتر حصہ ۱۱۹۲ء میں اس سے قبل ہی لکھا گیا ہو لیکن بالکل آخر کے اشعار ۱۱۹۳ء
میں تصنیف ہوئے ہوں۔“

اس غلطی سے متعلق ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے : کیا شاہ غلام علی جو الہ آبادیہ شاہ عظیم اللہ صاحب کے ملے تھے اس نام کے وہی بزرگ ہیں جن کا نام سیر میں آیا ہے اور جو خانقاہ دیورہ کے سجادہ نشین تھے؟ جناب شاہ کے نزدیک دونوں ایک ہیں اور ان میں سے کسی سے امتیاز نہیں کیا تھا۔ لیکن جناب شاہ کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ اب میں ایک افسانہ جس سے جناب شاہ کے دعوے کی تائید ہو سکے، نہیں ملتا۔ اسی پر میں جناب میں شاہ غلام علی و مرید شاہ عظیم اللہ صاحب کی نسبت جو کچھ لکھا ہے، اس کا مقابلہ سیر کی عبارت (متعلق شاہ غلام علی صاحب دیورہ) سے کیا جاتا ہے تو یہ ماننے کی مطلق گنجائش نہیں رہتی کہ اب اوپر میں جو دو اہم نام اصحاب کا ذکر ہے وہ ایک ہی ہیں۔ سیر میں ان کی عبارت یہ ہے۔

”مشائخ سلاسل شہورہ در اطراف صوبہ اکنڈا صوبہ بہار، بسیار کسان و اکثر سے بانام و نشان بودہ اند اما کیفیت از آں بابہ گوش فقیر حقیر نہ رسیدہ کہ قابل تحریر باشد از آں جملہ شاہ غلام علی و موضع دیورہ مضاف پرگنہ اول، و شاہ بہار الدین وغیرہ۔“

کیا وہ شخص جو ”عبد سب“ میں مصنف کا ”ہم دم و ہم مقام“ رہ چکا ہو اور جو اپنی ”جوانی“ کے زمانے سے ”سلسلہ نامک“ اس صرح ساتھ رہا ہو کہ کبھی ”جدائی“ کا اتفاق نہ ہو ہو ان لوگوں میں شامل کیا جاسکتا ہے جن کی کوئی ایسی ”کیفیت“ جو قابل تحریر ہو مصنف کے گوش زد نہیں ہوئی؟ اگر شاہ غلام علی صاحب دیورہ واقعی شاہ عظیم اللہ صاحب کے مرید ہوتے تو اس کا ذکر سیر میں ضرور ہوتا۔

اس سلسلے میں اور امور بھی قابل توجہ ہیں: (۱) اب میں جن شاہ غلام علی کا ذکر ہے وہ مصنف کے ”ہم مکتب“ تھے اور شاہ عظیم اللہ سے ملاقات (۱۱۵۰ھ) کے وقت دیورہ، جناب شاہ بھی اس کے ”مسترف“ ہیں کہ شاہ غلام علی اپنی نو جوانی کے زمانے میں شاہ عظیم اللہ صاحب سے الہ آباد میں ملے تھے۔ غلام حسین خاں کا سال ولادت (۱۱۴۵ھ) ہے، شاہ غلام علی زیادہ

غلطی کی تصریح کے وقت سیر کا اردو ترجمہ پیش نظر تھا اور یہ اعتراف کرنا یہ ہے کہ اس کی عبارت بھی راقم نے کافی غور نہیں کیا تھا۔ ایک اور وجہ جناب شاہ کے بیان کو قبول کر لینے کی یہ تھی کہ شاہ غلام علی سب دیورہ کے صحیح حالات سے اس زمانے میں مطلق واقفیت نہ تھی بلکہ جناب شاہ نے نام کو نویت بنادیا ہے۔ ان حالات سے منہ میں زمین آسمان کا فرق پیدا ہو جاتا ہے بلکہ لیکن جناب شاہ کے ”بیانات“ سے ان کا سن رسیدہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً : شاہ غلام علی صاحب کی ولادت (۱۱۴۵ھ) سے پہلے دیورہ کا تعلق تھا۔ اس سے ہو سکتا ہے کہ سلسلہ میں وہ عظیم آباد کے ”ناظم“ مقرر ہوئے تھے۔ شاہ غلام علی صاحب کی عبارت ”مہابت جنگ سے گفتگو“ سے بھرا ہے۔ سلسلہ میں قابل غور ہے۔

زیادہ ان سے پانچ برس بڑے ہوں گے۔ اور اس حساب سے ان کی عمر ۱۱۵ سالہ میں ۲ برس سے زیادہ نہیں ہو سکتی، لیکن شاہ غلام علی صاحب دیوروی کی عمر اُس وقت ستر کے لگ بھگ تھی۔ شاہ رمضان علی مرحوم جو شاہ غلام علی صاحب کی پوتی کی اولاد سے ہیں، فرماتے ہیں:

”ولادت باسعادت حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ کی تاریخ ۲۴ صفر ۱۱۵۵ھ کو ہوئی ہے۔“

(۲) شاہ غلام علی صاحب دیوروی کا سلسلہ آپ تک قائم ہے۔ اہل تصوف اور تمام باتیں جہاں سیکھتے ہیں، لیکن اُن لوگوں کے نام جن سے انھیں روحانی فیض پہنچا ہے، فراموش نہیں کر سکتے دیورہ سملہ، پیر پیگھ اور دوسرے مقامات کے اصحاب جو شاہ غلام علی صاحب دیوروی سے کسی نہ کسی قسم کا تعلق رکھتے ہیں، اس سے منکر ہیں کہ شاہ غلام علی صاحب کو شاہ علیم اللہ سے فیض پہنچا۔ شجروں میں بھی ان کا نام نہیں، اور نہ قدیم بیاضیوں وغیرہ سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ (۳) شاہ علیم اللہ صاحب اثنا عشری تھے، شاہ غلام علی جن کا ذکر اب میں ہے، وہ بھی غالباً یہی مذہب رکھتے تھے، مصنف نے انھیں ہم آئین لکھا ہے۔ شاہ غلام علی صاحب دیوروی حنفی تھے، اُن کا ایک اثنا عشری صوفی سے بیعت کرنا خلاف قیاس ہے۔

(”معاصر“ مئی ۱۹۴۲ء)

تصحیح و اضافہ: صرف اہم اغلاط لمباحث کی تصحیح کی گئی ہے۔ اپریل ۱۹۴۲ء: سطر ۱۔ مختار الدین احمد صاحب کا بیان ہے کہ پار قلم زدہ اشعار کو چھوڑا شعرا کی تعداد ۱۱۰۳ ہے۔ سطر ۱۱ السجار = اشجار، سطر ۱۲ بدائم صحیح معلوم ہوتا ہے، لیکن مختار الدین احمد صاحب کے نوٹ میں بدائم ہے سطر ۱۵۔ فرمودہ = فرمود و سطر ۱۹۔ دام = مرام۔ مئی ۱۹۴۲ء: سطر ۳۔ شعر ۲ اور شعر ۱۳ کے درمیان یہ شعر درج ہے خوابید و دوست خود در زمان بہ پہلو بہ چہا ند چوں مردگان۔ حاشیہ متعلق سطر ۱۶ جناب شافعی نے ملاحظہ میں شاہ غلام علی کو ”ہمارے حضرت سید شاہ علیم اللہ عہدوی کے خاص مرید“ لکھا ہے۔ عہدوی کا اضافہ بھی قابل توجہ ہے۔

حاشیہ: ان میں سے شاہ غلام علی صاحب دیوروی اور شاہ غلام علی (مرید شاہ علیم اللہ صاحب) کو ایک سمجھ کر لکھا گیا کہ شاہ غلام علی صاحب اور مصنف اب کی عمروں میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہو سکتا۔ شاہ غلام علی صاحب عہدوی کے مرید ہیں، ان کا اصل صاحب جو اسی وقت پیش نظر ہے، اس کا نام معلوم نہیں۔ میرے پاس جو نسخہ ہے اس کا یہ سطور مختلف اصناف میں ہیں۔

کتب کو بنا کسی مالی فائدے
کے (مفت) پی ڈی ایف کی
شکل میں تبدیل کیا جاتا ہے

حسنین سیالوی

0305-6406067



بھلوں کو بھلی لاڄ

بشارة الامامة

سید غلام حسین خان نے شاہ عظیم اللہ خان کا حال صفحے ہوئے بشارۃ الامامة کا دو جگہ ذکر کیا ہے :-
۱۔ ثمنوی بشارۃ الامامة میں جو کہ مؤرخ نے تصنیف کی ہے اجنبی خوارق عادات ان کے (یعنی شاہ عظیم اللہ صاحب کے) درج کئے ہیں، ومن شاء فليرجع اليه۔

۲۔ ان کے خرق عادات جو کہ دیدہ و شنیدہ ہیں، بندے نے عمدہ ایک ثمنوی میں جس کا نام بشارۃ الامامة درج کئے ہیں۔

خان بہادر میر علی محمد شاہ مرحوم نے حیات فریادین اس ثمنوی کا تفصیل کیسا تذکر کیا ہے، اور اس کا مجمل حال ضمیمہ فہرست کتب خانہ مشرقیہ جلد اول میں بھی موجود ہے۔

ثمنوی کا جو نسخہ کتب خانہ مشرقیہ بانکی پور میں ہے، نواب بہادر ولایت علی خان مرحوم کی ملک تھا، اور شاہ مرحوم نے اسی کی نقل لی تھی، ابتدا میں کاتب نے جو سادہ ورق چھوڑا ہے، اس پر شاہ مرحوم نے اختصار کیا تھا مصنف ان کے والد ہدایت علی خان، بھائی علی نقی خان، بھتیجے کاظم علی خان، اور نواب بہادر ولایت علی خان کے حالات نہایت اختصار کے ساتھ لکھے ہیں، شاہ مرحوم کی لکھی ہوئی عبارت کی پہلی سطر یہ ہے :-

آین نامہ نامی منقولہ کہ بہ بشارۃ الامامة موسوم است نوک ریز قلم بیفارتم خورشید فلک ریاست دامت

شاہ مرحوم نے مصنف کی تصانیف کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے،

”چند تصانیف غیر از سیر المتاخرین چون تفسیر دستار می با محاورہ و شرح ثمنوی مولانا سہ روم و دیگر کتب کلامیہ و دیوان اشعار از جناب والایش بہ صفا ہستی منقولہ است۔“
ثمنوی سے پہلے مصنف، صفحوں کی ایک تمہید نشر فارسی میں لکھی ہے، نظراؤں یہ ہے :-

سے مرآۃ السلاطین ترجمہ اردو سیر المتاخرین جلد دوم ۱۵۱، ۱۵۲ ایضاً ۲۰۰، سیر المتاخرین کا ایک قلمی نسخہ مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا کتب خانہ مشرقیہ بانکی پور میں موجود ہے، شاہ عظیم اللہ صاحب اور شاہ غلام علی صاحب کے حالات میں نے اس نسخہ میں بھی دیکھے، مطبوعہ نسخوں میں جو حالات لکھے ہیں، ان سے ذرا فرق نہیں، ۱۵۳، ۱۵۴ تا ۱۵۷، ۱۵۸ نواب بہادر نواب کاظم علی خان، برادر زادہ سید غلام حسین خان کے حقیقی نواسے تھے،

حمد و ثناء حضرت آفریدگارِ قلب و عظمت را چارہ نیست، بجز اقرار و اعتراف بہ عجز و بیچارگی۔
حمد و ثناء و تعظیم کے بعد مثنوی نے وجہ تصنیف مثنوی بیان کی ہے اور وہ یہ ہے:-

"اکثر اصحاب کا اقرار ہوا کہ ہم آخر الزمان سے نہایت غافل تھے صاحب اپنے جہ کھان کی ملاقات کا حال جو تھیں اپنے دادا سے بلا واسطہ، یا بہ واسطہ پدر و اعمام و شاہ غلام علی، غافل مقام معلوم ہوا ہے انعم کردار،

تمہ کے صفحہ اول میں ۶ سطریں ہیں، بقیہ صفحات میں ۱۲ اور ساری کتاب کا بالعموم یہی حال ہے، (فی صفحہ ۹ سطرین ہیں، مثنوی کے اشعار کی تعداد ۱۱۰۰ ہے، مثنوی کی ابتدا اس بیت سے ہوتی ہے،

بنام خدا سے کہ جان آفرید
ز میں آفرید و زمان آفرید،
حمد و ثناء کے بعد المہ کی مدح ہے، اہم دو از دہم کی مدح جیسا کہ مقتضائے مقام سے زیادہ تفصیل کے ساتھ کی ہے، اس کے بعد کا عنوان در بیان استدعائے ظہور ہے، اس کے چند اشعار یہ ہیں:-

بر انداز از رخ و بن کفر و گنہ	بر انداز گشتی مرغ نشین
بیا و بیا آب رفتہ بھو،	نہاں است اسلام را آبرو
نہ بودست احوال گاہے چنین	نہ بوی ز اسلام و نہ رنگ دین
نہاں است از بیچ جانب امید	نہالت بحد نہایت رسید
نہ یار اسے صید و نیزوسے جنگ	اسیر بلا ییم در غار و جنگ

سب تصنیف میں لکھے ہیں:-

عطا گشتہ از حضرت کبریا،	مرا طبع موزون ز عہد صبا
دو مسترخ بہ پہلو سے ہم می نشاند	بہم گاہ گاہ گہ گہ گری فشانہ

گوش دلم ہاتھ داد پت،	فرام جو آمد غزلہا سے چند
ز گفتار بہیودہ مقصود پست،	کر دین کا رکردن ترا غیور
گہر بائے ناسفتہ را ستن است	میسر گرت فرصت گفتن است
چرا و فرے را نہ امل کنی،	چرا ذکر تازہ نہ انشا کنی
سودت نصیبے فلک پایہ	کہ ناگہ بزرگے گراں مایہ

۱۱ حضرت شاد مرحوم حیات فرہ میں تحریر فرماتے ہیں: سید عالم شاہ عظیم اللہ دہلی میں فقیر ہو کر اور یہ کہ کرب جہ تک حضرت امام مدعا

غلام علی شاہ عاشق درون شہانہ مراد مہمون

شاہ غلام علی نے مصنف سے کہا کہ تم اپنے اجداد کا حال کیوں نہیں لکھتے کہ تمہارے اور تمہارے خاندان کے افتخار کا سبب ہو، اور لوگوں کو ہدایت بھی نصیب ہو، اس کے بعد اصل قصہ شروع ہوتا ہے:-

(بقیہ حاشیہ منشا) کی زیارت نہ کر لوں گا پٹ کر نہ آؤں گا، کسی طرف نکل گئے تھے، تقریباً ۴۰ برس بعد پٹے میں آیا یہ بیان بالکل واقعہ کے خلاف ہے، مصنف نے کہیں نہیں لکھا کہ شاہ عظیم الشان صاحب کو ہام آخر الزمان کی زیارت نصیب ہوئی تھی، محوم ہوتا ہے، کہ شاہ مرحوم نے منوئی کو سزا دے محض سرسری طور پر کیا تھا، اس منوئی کے حوالے سے جو کچھ انہوں نے لکھا ہے، اس کو کم از کم نصحت اس منوئی میں موجود نہیں۔

صلی شاہ غلام علی صاحب کے منشی میر تقی محمد صاحب شاہ بشارۃ الامتہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:-

”ایک دفعہ میں حسین آباد جانے لگا تو جناب عالی نواب مہابت جنگ بہادر میں وقت پڑا میں تھے، میں رخصت ہو غالب ہوا، جناب عالی نے اجازت دی، اور یہ فرمایا، آسائیں دیوہرہ، تم گوراستے میں آئے، حضرت شاہ غلام علی صاحب کو میرا سلام کہنا، اور اشتیاق ملاقات کا پیغام دینا، میں نے پیغام حضرت کو پہنچایا، تو شاہ صاحب نے ارشاد کیا بھئی، فقیر معنی باب الا مہدی جب میں پٹ آیا اور جناب عالی سے حضرت شاہ صاحب کا جواب عرض کیا تو فرمایا، اے غلام علی، باب الفقیر اس واقعے کے تیسرے دن جناب عالی آسائیں دیوہرہ خود روانہ ہو گئے، چونکہ مہلوں کی فوج قرب وجوار میں تھی، پانچزار فوج جناب عالی کے ہمراہ گئی، آسائیں دیوہرہ جب در کوں باقی رہ گیا، حکم دیا کہ کل فوج سپہیں قیام کرے، جناب عالی اپنے ہمراہ چند رفقاء و چند خدمت گارے کر پاکی پر خانقاہ پہنچے، یہ دیکھ کر حضرت شاہ غلام علی صاحب کو بہت رنج ہوا، اور فرمایا تم فوج کیوں چھوڑ آئے، کیا فقیر کو اس لائق نہ سمجھا، کہ تمہاری فوج کی نمان داری کرے آخر کل فوج کو بہانہ پڑا، اٹھ دن سب کو نمان رکھا، بوقت رخصت سب کو جوڑے دئے۔“

حیات فریاد حاشیہ ص ۳۶ و ۳۷ بشارۃ الامتہ میں یہ واقعہ درج نہیں اسے یا تو محض شاہ کے تخیل کی

کڑی تلمذ ساز بیان سمجھے، یا یہ کہنے کو بڑھاپے میں حضرت شاہ کا حافظہ قابل اعتبار نہیں رہا تھا، انہیں شاہ

غلام علی کے متعلق حضرت شاہ مرحوم حیات فریاد کے ص ۳۶ پر لکھتے ہیں:-

”شاہ غلام علی صاحب کا ذکر سیر المتاخرین میں طبقہ مشائخ عظام صوبہ بہار میں بھی کیا ہے، اور لکھ کر کہ صاحب نوب و نشان تھے، سیر المتاخرین میں مرت ایک جگہ شاہ غلام علی کا نام آیا ہے، فارسی عبارت کا ترجمہ یہ ہے:-

”اکثر لوگ بانام و نشان اور صاحب اسباب مشخت ہوئے ہیں، مگر ان کی کیفیت مورخ کو واضح نہیں کہ اسکو

درج کتاب کرتا، ازان جہد چند لوگ یہ ہیں، شاہ غلام علی موضع دیوہرہ مغان پرگنہ اول اور شاہ بدیع الدین وغیرہ

رآۃ السلاطین جلد ۲ ص ۱۸۸ یا نام و نشان اور صاحب نوب و نشان میں جو فرق ہے، اس پر زور ڈالنے کی ضرورت نہیں

بنا ہر فقیر و بہ باطن امیر
عنان دل از غیر حق یافتہ
ز روشن روانی بہ عالم
حکایت ہمہ بے کم و بیش کرد
فزون می شدش عشق خود دہم
گریبان جانش گرفت آرزو

کہ اے نیک فرجام پاکیزہ دین
بکن فرق از رہبرن و رہنما
بود معیت از دہ گولہ ننگ و مار

معم زرد بند روشن ضمیر
ہدایت فیض پر یافتہ
مراجہ امجد پر را پیر
بیان قصہ والد خویش کرد
کہ چون شانزدہ سالہ شد والد
گریبان شد آن سال از عمر
کہ باید در اہم جاں ناخن
بہ گوش دل از غیب آہن
بہ دستہ فروختہ اگر خویش را
چوں مہدی ست ہائی دین

اہم آخر الزماں کی تلاش میں گھر سے باہر نکل کھڑے ہوئے،

بہ ناکامی ورنج و محنت گذشت
درای دشت گردید کوہے پیر
کہ می کرد از د طور نور قہر
بہر گوشہ مجلے از ملک
ہوا مشک بو خاک غبرہ شربت
منور ز نور خدا ہم چو نور
بہ طوبی رسانید اشجار سر
کہ بد صاحب الامر اسیر گاہ
تو گفتی کہے پایے اورا بہت
کہ از دے گذشتن بودا خیر
بہ حکم قضا و سوسے کوہ کرد
بہ قہر سیم و بہ عزم صہب
یاد می نہ کی تو ہمیں جان دہد و نک
گذشتہ بہ انواع رنج و تعب

زمانے درازے بہ صحرادشت
کہ ناگہ ز فضل خداے مجید
چو گویم از ان کوہ رخت اس
کشیدہ ہر برتری از فک
روان چشمہ ز جوے بہشت
پرافشان ملک دروچوں طو
جانش گرفتہ ز بر جد بہر
بہ کیوان کشیدہ سر عز و جاہ
چنان حب آن کوہ درد دل شست
منوران قدر جذب دل کوہ ہا
بہ ناچار می آن مرد صحرانورد
بر آمد بر آن کوہ ہم چوں یکم
میرفیش الدنہ دل میں طحان لی کہ اگر نصیب
در ان کوہ عالی سہ روز و شب

ہے ان شعریں مصنف نے اپنے والد اور جد کلمان دونوں کے نام کی رعایت کی ہے۔

وہم کہ وہ دیر پاسے پر آبلہ
نہی رفت ہے نہ از وہ بہ مرستہ
نہ بود شش بہ ماکول و مشروب ہر
یکے آستین سعادت نشن

نہ بود ویران گوہ کا شاندہ
نہ سکتے نہ ایوان دے نہ نہ
بہ یک گوشہ کو بہنما و تخت
بہ ہالائے آن سایہ بہ درخت
وے بود تخت از حجر ساختہ
نہ از چوب و از عمارت پرہ ختم
میان فصاحت و چہ چہ حور
کہ بود آب و از شراب شور

میر فیض اللہ نے فرلو کیا، اور تخت پر بیٹھ گئے، اور دن بھوکے پیاسے وہیں رہے، آئیں سر پہ دن ایک شخص
جو اپنی شکل سے سرب معلوم ہوتا تھا، ان کے سہمے روٹی کا ایک ٹکڑا لیا، لیکن انھوں نے نہ کھا، وہ کی روز
تک لایا کیا، لیکن یہ نہ کھاتے، توین روز امام آخر الزمان خود تشریف لائے۔

بروز ہفتم بحج دولت و امید
امام آخر الزمان نے ان کا نام لے کر انھیں مخاطب کیا، ان کی بیعت قبول کی اور انھیں تعلیم فرمائے
میر صاحب ۲۰ برس کی عمر تک وہیں مقیم رہے،

چوں باغیب دال عشق زریذ بود
تو شے غیب اندر شش دیدہ بود
نہ نے دراز سے بہ این حال رفت
ز عمر سبک سیر سی سال رفت
میر صاحب نے یہ اسے سہمے کی کہ کوئی کتاب عنایت ہوئی، ان کی یہ خواہش پوری ہوئی،
بطور کتاب از امام مسم
کہ او کتاب است با او کتاب
و سہمے اس نہ دانست کہ
نہخت ہمایوں بہست آدم
کہ ادب کتاب است با او کتاب
کہ اندیش فرمود و تصنیف چیت

ان کے بعد امام عاصی نے حکم دیا کہ اب گھر بلاؤ اور عقد کر لو، یہ بھی کہا کہ تمہیں تین اولاد بن ہوگی
اور ایک لڑکا تمہارا پیر و مولیٰ ہوگا، انھوں نے عرض کیا کہ مجھے ہمیں رہنے دیجئے، مجھے لڑکی کون دے گا، ارشاد
ہوا کہ اسکی فکر نہ کرو، کسی کو اس کا ابھار دیا جائے گا، گھر پہونچے، تو کسی نے پہچانا نہیں، بطور امتحان ان
کی پرورش کرنے والی کنبہاؤں میں ان سے سوالات کئے، صحیح جواب دینے پر ان نے اندر بلوایا، انھوں
نے شہر کی خواہش نہ کر کی، ان نے کہا کہ پہلے فقیروں کے کپڑے تو اتارو، انھوں نے غدر کیا کہ یہ ناممکن ہے

اسے مصنف نے کہیں بیان کیا، کہ یہ کتاب میر فیض اللہ نے لکھی دی اور اس کا کیا حشر ہوا۔

اس زمانے میں یہاں سے اپنی لڑکی نذر امام کر دی تھی، اسے القا ہوا کہ اسکی شادی میر تقی میر سے کر دو، اس نے حکم کی تعمیل کی، نمونے دن بی بی کے ساتھ رہ کر بچہ گھر چھوڑ کر چلے گئے، ان کی غیر موجودگی میں میر تقی میر نے مولد ہرے، امام صاحب کے حکم سے پھر واپس آئے، اس بار میر تقی میر اللہ پیدا ہوئے، تیسری بار چونکہ بچہ ہوئے تو آٹھ نو برس تک باہر رہے، اب کی لڑکی ہوئی اس مرتبہ جو دہن سے رخصت ہوئے، تو میر تقی میر کی عمر اس سال سے بھی کم تھی، باوجود اتمنا یہ بھی ساتھ ہوئے، ان کی وجہ سے عرب سرا پہنچکر ٹھہر گئے۔

پئے۔ احکم در سراے عرب
سرد و سہ شب داشت آفتابم،
اس کے بعد میر تقی میر اللہ رخصت کر دیے گئے،
من آنجا روم در جوار امام،
بر دست خدا خضر تبار می گنہ

ش نمود و بیا سود شب،
تعبیلم و مقین من شاد کام،
نراین جا مرا باشش قیام مقدم،
ترا صاحب اندام ریاری گنہ

واپسی کے بعد میر تقی میر اللہ حمہ تن تخیل کمال میں مصروف ہو گئے، نہ ان کی یاد کرتے، کہتے ہیں پڑھتے، یہ کہنا نہیں سکتے کسی اور بات سے بالکل سروکار نہ تھا، بر خلاف ان کے میر تقی میر اللہ فیض و عرب میں طرف بالی تھے، مان نے دونوں میں یون کا نکاح کر دینا چاہا، بڑے بھائی نے تو انکار کر دیا لیکن چھوٹے بھائی نے تخیل حکم کی، میر تقی میر اللہ نے چند سال کے بعد انتقال کیا، افراط غم سے میر تقی میر اللہ دونوں بیمار رہے، مان نے منت، فی توشفا ہوئی، مصنف نے میر تقی میر اللہ صاحب کی بہت سی کزبتوں کا ذکر کیا ہے، سب کا بیان طوالت کا باعث ہو گیا، اس لئے میں بعض کو انداز کر دوں گا۔

ایک مرتبہ قبرستان میں مراقبہ کر رہے تھے، کہ کسی نے نشتر چھوڑ دیا، انھیں خبر بھی نہیں ہوئی، ایک شخص کی ہنسات زائل ہو رہی تھی، ان کی دعا سے وہ اچھی طرح دیکھنے لگا، ایک بار دریا سے تباہین زمین گل آئی تھی، وہاں جا کر چند گینچا، حضرت خضر بھی ان کے ساتھ نمازیں شریک ہو جاتے تھے، ایک دن خضر نے ان سے کہا کہ کچھ، لیکن ہو تو انگو، انھوں نے جواب دیا،

ندارم ز کس حاجتے جز امام
مرا صاحب الامر خضرہ است

نہ خواہم زد بگیر کسی بیچ کام
زہر مطلب و جہنم آگہ است

وہی سے پٹنے کی طرف روانہ ہوئے، راویں الہ ابا د پڑا، وہاں ٹھہر گئے، اور وہیں شاد نام علی صاحب ان کے مرید ہوئے،

لے مصنف نے نہیں بنا باکد پس باہم نہیں۔

در آن جای کے ز آشنایان ما،
جوانے عزیزے سعادت نشان

کہ بودیم با ہم دگر از صبا
غلام علی نام آن نوجوان

ز عہد صبا ہمدم و ہم مقام
ہم آہن و ہم کتب و ہم شام

شاہ غلام علی صاحب کو سچے درویش کی تلاش تھی، جہاں سننے کہ کوئی فقیر ملاقات کے لئے جاتے لیکن کسی سے ان کی تشفی نہ ہوتی، ایک فقیر نے ان سے کہا کہ تمہارا اہلسریدہ آنے والا ہے، یہ الہ آباد میں انتظار کرتے رہو، وہ یہ سراسر کی طرف سے گزرے، وہاں شاہ عظیم اللہ صاحب تھے، انہیں دیکھ کر شاہ صاحب نے سیدم میں سبقت کی، انہیں حیرت ہوئی کہ ایک اجنبی نے کیوں سلام کیا، شاہ صاحب نے کہا کہ تمہاری پیشانی سے آئینگی کی علامت نمایاں ہے، شاہ غلام علی نے منصف سے کہا کہ شاہ عظیم اللہ صاحب مجھ پر اتنا رعب بیٹھا کہ رفتار و گشت کی قوت سب ہو گئی، بہ نسل اپنا حال بیان کیا، کہ مجھے سچے درویش کی تلاش ہے۔

ملکتم ندیم بغیر از دروغ،
کہ وہ چچ آب و یک چیم دروغ

شاہ عظیم اللہ صاحب نے جواب دیا، کہ سب بڑے نہیں اچھے بھی ہیں، شاہ غلام علی نے شاہ عظیم اللہ صاحب کی ہدایت پر عمل کیا، اور حضرت علی گو خواب میں دیکھا، شاہ غلام علی نے شاہ عظیم اللہ صاحب کے ہاتھ پر محبت کی، ان کے ساتھ چلنے لگے، وہاں سے ان کا سانوت جاتا ہوا،

وہ آن سرے سید بہ سانوت رسید
در ان بقعہ از ہر روان کس شنید

شاہ غلام علی صاحب سید غلام حسین خان سے کچھ زیادہ عمر میں بڑے نہیں ہو سکتے، معصفت کا سال ولادت سن ۱۱۰۰ ہجری ہے،

عادت جنگ اور شاہ غلام علی کی جنگ میں بہت تفاوت تھا، اس بنا پر بھی حضرت شاہ مرحوم کا بیان کیا ہوا واقعہ غلط معلوم ہوتا ہے، شاہ مرحوم نے حیات فریاد میں شاہ غلام علی صاحب اور شاہ عظیم اللہ کی ملاقات کا ذکر کیا ہے، بہت سی باتیں جو انہوں نے لکھی ہیں، فتویٰ میں نہیں ملتی، مثلاً شاہ غلام علی کا منیر اور بہار کے سجادہ نشینوں کے پاس جانا اور ناکام رہنا، شاہ عظیم اللہ صاحب کا سرا میں ان کا نام لے کر نئی طب کرنا، کوٹھری میں کل بچانے کا حکم دینا، اور وہیں حالت غنودگی میں حضرت علی کو دیکھنا، ان کے علاوہ اور جزئی باتیں بھی مختلف ہیں، شاہ مرحوم نے لکھا ہے کہ شاہ عظیم اللہ صاحب اور شاہ غلام علی ٹکے سرنگے پاؤں عظیم آباد پہنچے، صدر دروازے پر سنسروں نے روکا، شاہ غلام کے بتانے پر عادت علی خان دروازے پر آئے، اور باپ کو اندر لے گئے، وہاں ایک وسیع کمران کے لئے مخصوص تھا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ مجھے آرام دینا منظور ہے، تو مختصری کوٹھری دیدہ، شاہ عظیم اللہ صاحب شاہ غلام علی کو لے کر اپنے بیٹے کے پاس ضرور گئے، لیکن اس کے علاوہ جو کچھ لکھا ہے، وہ فتویٰ میں نہیں، شاہ مرحوم نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ حسین آباد میں ہوا، اور عادت علی خان کے قتل کی خبر مشہور ہوئی، تو انہوں نے اس واقعے کا تعلق صدر جنگ کر نہیں بلکہ مرثیوں سے بتایا ہے، فتویٰ میں جو کچھ ہے اور پر مندرج ہے،

کہ گردید از گردش چرخ بیز
ہدایت علی خان دریاں جا اسیر
امیر کہ آمد بجایش نشست
رو دخل اغیار محکم بہ بست
دویدند از بار ستمس بہان
زا ولاد و احباب از پیر والی

شاہِ عظیم اللہ صاحب نے کہا کہ یہ خبر صحیح نہیں ان کے کم کے مطابق شاہِ عظیم علی دریا کے کنارے گئے، اور وہاں وہاں سے قاموس قدرت پر تھی۔ دیر تک انتظار کرنے کے بعد انھیں ایک شہر سوار لشکر آیا جس نے یہ اطلاع دی کہ ہدایت علی خان آزاد ہیں، اور صندریک واپس چلے گئے ہیں۔

شاہِ عظیم اللہ صاحب کی ایک کراست یہ بیان کی ہے کہ چوروں کا ہنر بہت بڑا ہوتا تھا، اور لوگ راتوں کو مکانوں کی حفاظت کیا کرتے تھے، شاہِ صاحب نے ایک دن کہا کہ کوئی پاسبانی نہ کرے، اور خود شاہِ عظیم کی گود میں پاؤں رکھ کر سو گئے، شاہِ عظیم علی کی زبان پر روایت ہے کہ:

زخوابیدگان ہر کہ چنے کسود
عیاں پیکر شش در نذر می نمود
بچشم خود این واقعہ دیدہ ام
نہ از دیگران قصہ شنیدہ ام

، ار جب کو شاہِ عظیم اللہ صاحب کے بیٹے کہیں سفر کو روانہ ہوئے، انھوں نے اپنی دوست کی پیشین گوئی کی، اس لشکر کو بیمار ہوئے، بیماری کو دس دن گزرے تھے کہ دو آدمی عربی نامہ سرور کے منہ دست کی لباس پہنے، ہم اندام، ہم قامت، ہم قدم، ان کے پاس آئے، تھوڑی دیر بعد موش نیٹھے اور خدمت ہو گئے، لوگ ان کے پیچھے دوڑے لیکن کسی کو ان کو پہتہ نہ پایا کہ کون تھے، اور کہ سر غالب ہو گئے، بعد اعلیٰ ان سبقت نے دریا کیا کہ یہ کون لوگ تھے جواب دیا کہ نہیں بتا سکتا، اسی شب کو انتقال کیا۔

۱۱۰۰ کے دخت والی روایت جو شاہِ مرحوم نے بیان کی ہے، فتویٰ میں موجود ہے، حاشیہ ص ۲۲، دیکھیں اس کے ذیلی بات سے آٹھ دسے روایت فتویٰ میں نہیں، ۱۱۰۰ شاہِ مرحوم نے لکھا ہے کہ مرنے سے قبل ہدایت کی تھی کہ جب ہم سب وہ نشین میر دہا، نہ آئیں دفن نہ کرنا، خواب میں ان دونوں کو آپ نے مرنے کی اطلاع دیدی تھی، یہ بیان فتویٰ کے خلاف ہے، فتویٰ میں کہ ہے کہ دو دوستوں کو جن میں سے ایک نیر کا تھا خراب میں اپنے مرنے کی خبر دیدی تھی، چنانچہ یہ دونوں وقت پر عظیم آباد پہنچ گئے، معصفت نے سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ شاہِ عظیم اللہ صاحب ۱۱۰۰ میں عظیم آباد آئے، اور ماہ شعبان ۱۱۰۰ میں ان کا انتقال ہوا، ۱۱۰۰ (سید ریاست علی صاحب نے سال و ذات ۱۱۰۰ لکھا ہے ممکن ہے یہی صحیح ہو، اس وقت میں

نہارسی نسخہ پیش نظر نہیں) ۱۱۰۰ شاہِ مرحوم نے لکھا ہے کہ جب عظیم آباد میں مرثون کے محلے کو اندیشہ تھا، تو ہدایت علی خان نے بی بی بچوں کو اپنے والد کے ساتھ حسین آباد بھیج دیا تھا، یہ بیان بالکل واقعے کے خلاف ہے، شاہِ عظیم اللہ صاحب نے باوجود اس کے کہ ہدایت علی خان کا امرار تھا، کہ گنگا پار ہے جائیں، شہر چھوڑنے سے انکار کر دیا تھا، اور یہ پیشین گوئی بھی کی تھی کہ جو بلا آنے والی ہے، اس کا اس شہر میں اثر بھی نہیں پڑے گا، مرآۃ السعدین جلد ۲ ص ۱۵۲

مصطفیٰ نے شاہ غلام علی کے زہد و تقویٰ کی بڑی تعریف کی ہے۔ اس میں چھ رسات یعنی گوشت، مہی، روغن، نمک سے پرہیز کرتے، اکثر روزے رکھتے، کھانا کم کھاتے، بولتے کم بولتے، درنہ موش زیادہ رشتہ تھے ان کے متعلق لکھا ہے :-

مرا از
 بدائی نہ در دودہ انداز قی
 الی الان باہم بسر بردہ ایم
 کہ
 پس اندازدہ شدہ نو در مال خود
 امیں و حبیبیم با آن عزیز
 آخر میں غلو گنہ کی دعا کی ہے آخر کے دو شعر یہ ہیں :-

بر و نہ در دودہ بنیہ خسیہ
 ہمیں مصرع آخر این مقال
 بجنا بحسب بنی و عسی
 برابر ہمال است چون بشمری

خاتمہ نوشتہ کا مقب :- ہذا کتاب بشارة الامامة حسب فرمان واجب الاذعان مرادى غریبان مؤمنین
 جناب نواب سید ولایت علی خان صاحب قبلہ لازالت شمس اقبالکم و دامت انصا لکم و نوالکم عبد اللہ لیل قد
 حسین فرحت حسین آدس سکن محمد لودنی کمرہ من اعدا شمر مشہ بہ تارخ چہ در ہم شمرہ ہجہ اثانی سنہ ۱۲۰۵ تحریر فرمود
 جہ تیغ ہم رہا رہی الشانی کن ب ہذا از مقابہ وضحت فراغت یافت سید ولایت علی خان
 زہد سید ولایت علی خان کے دستخط کے ساتھ ان کی مہر ہے

کتبہ سید صاحبی میں، مثلاً
 غلط :- بنامہ دہر صفحہ روزگار
 زرافشاں زخویر شیدانوار ہار
 صحیح :- ہم دکر دہر صفحہ روزگار
 زرافشاں نہرا نوار ہار

(تجلیہ حاشیہ ص)

سید ریاست علی صاحب ندوی نے سال گذشتہ کے بہارِ نبوی میں شاہِ عظیم اللہ صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ وہ ابتدا میں اعظم شاہ
 کی فوج میں کسی اعلیٰ منہ پرستے (نہیم بہارِ نبوی ص ۱۲۸) اس دعویٰ کا کوئی ثبوت اس وقت تک میری نظر سے نہیں گذرا،
 بشارۃ اللہ، ہمیں سید غلام حسین خان نے اپنے جہ کمان کے جو حالات لکھے ہیں، وہ شاہی ملازمت کے منافی ہیں،
 ۱۵۲۵ھ سنہ

لے تذکرہ ریاض وفاق سے تذکرہ عشقِ عظیم آبادی

نماز ہے۔ یزدت دادہ روشن گھا
 صحیح ہے۔ کہ ہر دفتر فیض عامش گواہ
 غلط ہے۔ ضیاء دو عالم امام جلی،
 صحیح ہے۔ ضیاء جہانست جان نبی،

یہ مضمین کا تب کی مہین معلوم ہوتی ہیں کہیں کہیں حواشی بھی ہیں، جو غالباً شاد مہجور کے لکھے ہوئے ہیں
 ادا وہ تھا کہ سید غلام حسین خان کے دیوان فارسی کے متعلق بھی تفصیل کے ساتھ لکھی جائے لیکن اس کے لئے میر
 پاس کافی وقت نہیں، یہاں پر ان کی شاعری کے بارے میں صرف اسی قدر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کا
 شخص وفات تھا، اور غالباً خزین کے شاگرد تھے، دیوان میں ان سے استعارے کا اعتراف ہے، شاعر کی شخصیت
 سے صرف ایک تذکرے میں ان کا حال درج ہے، اور ایک تذکرہ نگار نے ان کا نام ضمناً لیا ہے، تو اس کے ساتھ
 ان کا شخص بھی دیا ہے، چند اشعار ملاحظہ ہوں:-

شمع تھی تو برا فروخت طور را،
 کا شفتہ ساخت طرہ مشکیں حور را
 از نالہ می و مد دل من با بگ صورا
 دل جلوہ زار حسن تو شد این صورا
 آگہ ز خود نہ گشتم آیا چہ بود ما را
 انجاسے روزگار اند بگردیو و ما را

آراست نور حسن تو بزم لہور را
 یار نسیم کوے ترا در گروہ چہ بود
 در شور عشق سینہ بیابان محشر است
 آخر شب امید و فراق بحر دمید
 حق جوہ ہاے خود را در مانو و ما را
 مسلم ز دست کا فر آسائے نہ بند

نگاہت بادہ می ریزد بہ سان غم پرست را
 دل دوزخ شہر ارم قبہ شد آتش پرست را
 در دل تنگم فرو د آگخ این ویرانہ شہر
 آتش گزہ بہت در دل غیرت پرانہ شہر
 آشنائی با خدا خوانی ز خود ہنگامہ شہر
 در گذر از خود بر لستہ خوشیستن افسانہ شہر
 نقد دین و دل بہت آہ زہ بیجا نہ شہر
 عقل را خود از موزی حایا و بود از شہر
 چوں شد می صد چاک اسے ل زلفا و انہ شہر

حبہ منتہاست از میخانہ چشم تو مست را
 سرا فرازم ز فیض داغ عشق اشعار شوخ
 جاے در بنیم چو مردم ساز و صاحبانہ شو
 خام سوزی در سلوک عشق نگہ ساکت
 خود پرستی بت پرستت کرد اسے مرا
 سر گذشتہ روزان رفتہ دارد
 داستان خورشید میا گریہ خواہی خرید
 ہوشیاری را شعر غیر از جگر خواری نہ بود
 تین مژگن گر در آوردت نہ پا از جامود

جام دل چوں گشت لبریز از مے و مدت وفا

رہ نورد بے خودی از فیض این سپیمانہ شو (ندیم ستمبر ۱۹۳۷ء)

دیوان نوعی

نوعی نہیں، دیوان نوعی کا تعارف مد نظر ہے، اس لئے اس کے مفصل حالات زندگی اس مقالے میں درج نہیں کیے اور اس کے معاصر نقی اوحدی نے اپنے تذکرے (نسخۂ خدابخش) میں جو کچھ اس کی نسبت لکھا ہے، اس کے درج کرنے پر اکتفا کیا جائے گا :

”نہال گلشن‘ تراکت و جوانی، نخل حدیقہ لطافت و نکتہ دانی، سوار میدان رفیع و وسیع بلاغت و معانی، الملع الزمان، مولانا محمد صفائی (گذا) نوعی خبوشای، الحق جوانی بود در غایت تراکت طبیعت و علو ہمت و صفای ذہن و اصابت خاطر نہایت دقت خیال۔ اشعار او اکثر از تازہ تازہ تراست وصیت از نغمات قانون عشق بلند آوازہ تر۔ مدتھا در ہند بودہ و ملازمت شاہزادہ دانیال میکرده باقسام سخن توانا و بانواع حقایق دانا شدہ،‘ طبعی درنہاد علو و دینی در نہایت سمو داشتہ۔ وفاتش در برہانپور است در سنہ تسع عشر و الف۔ ساقی نامہ و مشوی‘ بسوز و گداز‘ نام گفتہ، دیوانش دو ہزار بیت بنظر رسیدہ۔“

نقی اوحدی نے نوعی کے جو اشعار منتخب کیے ہیں ان میں سے بعض درج ذیل ہیں :

رویت ز فیض بادہ چو گل در چمن شکفت ۶۵ می باغبان گل شد و گل بہرمن شکفت
بال فرشتہ محرم معراج عشق نیست ۸۸ خواہد برید عقل کہ این رہ پیا رود
فرصت نداد سرعت شوقم کہ در رخت ۸۸ خونی چکد ز ناحن و خاری پیا رود

۱۔ عبارت عموماً مطابق اصل، شہر کی صورت میں کذا لازماً نہیں لکھا گیا۔

غم نوعی نہ ز بسیاری رنج و الم است ۷۷ غم از بست کہ در حوصہ گنج پر بست
 ما اُمّیم و ملت ما آرزوی دوست ۷۴ باد صبا پیغمبر و پیغام بوی دوست
 اے صبح برفروز کہ از بہر شعاۃ ۱۱۱ امشب چراغ مردہ بسد خانہ بردہ ہم
 بخور بجرہ سوز آہ مشکبار من است ۷۵ گلاب شبہ شکن اشک بیقرار من است
 فطرۃ بر خاک دل از آب ناک انداختم ۱۱۸ تخم پاکی یافتم در جای پاک انداختم
 ہر ترطیب^۱ دماغ از گلبنی چیدم گلی ۱۱۸^۲ بادم آمد حسرت بلبل بخاک انداختم
 فانی بٹہلی نشود سایل دیدار پروانہ بہتاب تسلی نتوان یافت
 بقدر وسع نظر جلوہ میکند دیدار چو آبنہ ہمہ تن دید شو تماشا کن

دیوان نوعی کا جو نسخہ کتابخانہ خدابخش میں ہے، وہ فی الحال ۱۲۸ اوراق کا ہے، ورق ۷۱ کے بعد بعض اوراق غائب ہیں۔ اس کا مطر ۱۲ سطری ہے، لیکن کم صفحات ہیں، جن میں ۱۲ اشعار ملتے ہیں۔ اشعار کی مجموعی تعداد کم و بیش ۲۶۰۰ ہے۔ یہ نسخہ ناقص نہ ہوتا، جب بھی نوعی کے کل اشعار پر حاوی نہ ہوتا۔ تذکرۃ نفی اوحدی کے جو اشعار میں نے اوپر نقل کیے ہیں، ان میں سے جو بالکل آخر میں ہیں، اس نسخے میں نہیں ہیں اور مثنوی «سوز و گداز» بھی جس کا ذکر نفی اوحدی نے کیا ہے، اس سے غیر حاضر ہے۔ اس کی کتابت سنہ ۱۱۹۱ھ کی ہے، اور اس میں اغلاط کتابت بکثرت ہیں۔

دیوان کا آغاز قصاید (۲۳ ورق الف) سے ہوتا ہے۔ نعت و منقبت اور اکبر و دانیال کی مدح کے قصاید ہیں۔ بعض قصاید کا ظاہر کونی خاص موضوع نہیں۔ ذیل میں قصاید کے چند اشعار درج کئے جاتے ہیں۔ قصیدے اور دوسرے اصناف سخن کے اشعار کا انتخاب مختلف نقطہ ہائے نظر سے کیا گیا ہے۔

کربلائی^۱ عشقم و لب^۲ تشہ سرنابای من ۱ صد حین کشتہ در ہر گوشہ صحرای من
 خورشید برق شمشعہ منقبت شگفت ۵ ہاں خصم کور حوصلہ خود را بخواب زن
 طوفان آرمیدہ حشر غنودہ را ۶ از ترکناز بر محک آفتاب زن

۱ - دیوان : ابروی

۲ - دیوان : ترتیب

۳ - رویت الفح سر بہ الفح تک دیوان کر اوراق کر شمار۔

۴ - اشعار عموماً اسی طرح نقل کر دیے گئے ہیں۔ جس طرح قلمی نسخہ میں ہیں۔

۵ - قصیدۃ اول کی بیت اول۔

وئی دل ز جاجفشان لخت لخت گشت ۷ معمار خنده بر لب خویش جواب زن
 زین نغمهای خارج و زین ترهات سرد ۸ خواهم لب فسوس بشنوم در آور
 چند از غبار گلخن ظلمت مرشت هند ۸ آب سیه بدیده روشن در آورم
 موسی که از میان آتش وصال یافت ۱۵ شد رهنمای حضرت شاه اکبر آفتاب
 ز بینفاوتی دل خوشم که در یک دم ۲۰ هزار بار شکفت و هزار بار گرفت
 گوهر طراز افسر و پیرایه ساز تخت ۲۳ شهزاده دانیال شهنشاه اکبر
 فصاید کی بعد ترجیع بند اور ترکیب بند ہیں (نا ورق ۴۲) ، ان کے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں :

کوی تو پشت در پشت است ۲۴	روی تو بہار در بہار است
من بابل آن گلم کہ بوبش ۲۶	آسیب دماغ ^۱ بر نقاید
باد ^۲ خاک فسوس ^۳ بر سر کوہ ۲۸	خاک دست دروغ برہم زد
نو غروس اجل ترنج فریب ۲۸	چید و بر فیلسوف اعظم زد
اے فلاطون وقت و عیسیٰ عہد ۲۸	خامہ بر خم نبل ماتم زد
کج معنی بخاک شد اند ۲۸	روز بازار خاکشورانت
عرش و فرشتہ خونچکان امروز ۲۸	سوگ حکمت خدای یونانت
یہ وجودت عیار جوہر من ۲۸	بر تمیز زمانہ تاوانست
ذکر او از وجود جملہ بہت ۲۸	مرگ او کولہ بار بارانت
فہم خلق کج این سخن خصمان ۲۸	خفقان مرگ راست طبعانت
معرفت مرد چہل کافر زاد ۲۹	صد خلافت بیک علاکوداد
مالک الملک علم و حکمت رفت ۲۹	عدل سالار چار ملت رفت
چہ سرایم بجز نوای فسوس ۲۹	کہ ہمیں ماند و بر حکایت رفت
منشین ای نیاز سایہ پرست ۳۰	کان دلارای نازنین بگذشت
صاحب ارشاد عقل ثانی مرد ۳۰	حکمت اسناد اولین بگذشت
محرم آگاہ بارگاہ یقین ۳۰	خلعت آرای دین ہمام الدین
بر وجودت من و سخن چہ کم ۳۱	ای رسول من و خدای سخن

۱۔ دماغ = پیس ۲۔ یہ اور اس کر بعد کر ۱۱ شعر مرثیہ ہمام الدین کر ہیں ۔

۳۔ فسوس = رنج و دیوانہ و می کش جگہ آیا مر۔ غالب تر قاطع برمانہ میں اس سر انکار کیا مر کہ فسوس =

چون جام تخت دور اول	۳۴	جلاد	خمار	بیکسانیم
ماشعہ شمع نیم بسمل	۳۴	فانوس	مزار	بیکسانیم
اہم اشکستہ شد ہمہ بتخانہ شد خراب	۳۶	زین ترکتاز غم	کہ ہندوستان فتاد	
بر نقش چہنہ ^۱ کہ پرینخانہ زاد اوست	۳۷	گو تا کنم سپند کواکب نثار کو		
میدان کرنگ شہمہ شہدیزنوحہ شد	۳۷	آن شہسوار معرکہ کارزار کو		
تا آن گل شکفتہ شہد شراب شد	۳۷	دیرو چمن جو خانہ عاشق خراب شد		
از حسن عہد شاہ جہاں دانیال حیف	۳۸	در روزگار یوسف مصر جمال حیف		
روز و شب دو مملکت از غم سیاه شد	۳۹	آن آفتاب دہلی و ماہ دکن چہ شد		
صفیر ^۲ بابل و باد قفس گل آمیز است	۴۰	کہ عہد خسرو شہزادہ پرویز است		
ز شاہراہ طلب قاصد نگاہ رسید	۴۱	کہ نور چشم جہانگیر پادشاہ رسید		

فطعات ۲ ہیں (نا ۴۳ ب) پہلے کے دو شعر یہ ہیں :

ایا نسیم چمن مولد الہ آباد	۴۲	کہ پاسپان بہشتی دراز دار بہار	
فروغ تیغ ظفر دانیال اکبر شاہ	۴۲	کہ ہست سایہ او بر من آفتاب نثار	

دوسرے قطعے کے ابتدائی دو شعر درج ذیل ہیں :

نوعی شنیدہ ام کہ دگر توبہ کردہ	۴۲	یک توبہ درست دریں روز گار نیست	
ناچند بشکنیم و تو بازش کنی درست		ابن توبہ ناشپانی ^۳ و سیب و انار نیست	
مثنوی (۴۳-ب تا ۵۷ الف) کے بکثرت اشعار میں ساقی سے خطاب ہے ، اس میں خانہاناں کی مدح بھی ہے :			

نوبی اولین ^۴ پیر میخانہا	۴۳	یاد تو شہگیر پیمانہا	
گل و باد افشاگر راز تست	۴۳	شب و روز زہر و ہم ساز تست	
خے را کہ بر موج باشد گذر	۴۴	کجا یابد از قعر دریا خبر	
فصبح عرب چون در آمد بگفت	۴۴	بجز ماعرفناک درے نفت	
کیم من کہ با این تنک مایگی	۴۴	بحمد افگم طرح ہمابگی	

۱۔ یہ اور اس کر بعد کر ۵ شعر مرتبہ دانیال کر میں ۔

۲۔ یہ صدروستانی لفظ چہنہ = چوہہ تو نہیں ؟

۳۔ یہ اور اس کر بعد کا شعر مدح پرویز میں ہو ۔

۴۔ لفظ ناشپانی دیوان نوعی سر قبل کسی کتاب میں میری نظر سے نہیں گذرا

۵۔ بیت اول ۔

دلیوانه یزدان ستایی کنم	۴۴	بمیخانه ظرف آزمایی کنم
مرا این کلین است جادو فریب	۴۴	به از کاغذ بال بازو فریب
لب خشک نوعی که مخمور باد	۴۶	جو ساغر بآن دست محشور باد
بده تا چمن را چراغان کنم	۴۷	شب نیرۀ باغ زانغان کنم
کسی کش پدر کشنگی باغم است	۴۷	اگر خون غم رانی شد کم است
بیا ساقی ای نو بهار هوس	۴۸	گفت در چمنها گل پیشرس
بهار آمد و دشت و گلشن شکفت	۴۸	دمیدن دمید و شکفتن شکفت
یک مرغ بیمار ناز کدلم	۴۸	بتحریر یک یاد صبا بمعلم
غسل گل این جا دویی چشم بند	۴۸	رسانیده از چشم دردم گزند
ز چشم ترم با دل درد ناکی	۴۸	نظر لغت لغت و نفس چاک چاک
نظر گاه ارباب پیش توئی	۴۸	تماشاگاه آفرینش توئی
تو داری سواد خط سر نوشت	۴۹	تو خوانی عملنامه خوب و زشت
بگردان زره عمر بگذشته را	۵۰	جو شاه نجف روز بگذشته را
معنی ز پیشینیان یاد کن	۵۱	بیک پیشرو روحشان شاد کن
بمن ده که مست و گل افشان روم	۵۲	ره مدحت خانانان برم
الهی تو این بکر بیعیب را	۵۴	که آینه شد صورت غیب را
ز حسن قبولش حسد دور دار	۵۴	ز نیک اختران چشم بد دور دار
ز ظلمات بندم غرض کوی تست	۵۴	که آب رح خضر در جوی تست
بریں در که جولانگه خواهش است	۵۴	هماغوش بیت الله خواهش است
که آمد که خارش گلستان نشد	۵۴	خوی خجلش آب حیوان نشد
بخرمن که بایک جهان آرزو	۵۴	گل خواهش ماند بی رنگ و بو
بگفتار دانای والا سخن	۵۴	که این بیت زد قرعه بر نام من
همانا که بودم بده سالگی	۵۴	همان یاس با من بدلالگی
جفا شد خس دیده فطرتم	۵۴	ادب شد نقاب رخ دولتم
دل دیر و طبع چمن داغ شد	۵۴	که تاریخ این باده ^۱ و باغ شد

۱- بگذشته رونویس مصرعون میں ایک می معنی میں مراد نو ابطال جمل -
 ۲- باده و باغ = ۱۰۲۱

بدولت کہ از همگان کہتم ۵۵ بفطرت ز ہفت آسمان برترم
 خدایا ازین قوم نااہل دل ۵۶ کہ بوذر زبانند و بوجہل دل
 مصون دار این نازہ ایات را ۵۶ کہ شرمندہ انجیل و نورات را
 معنی دزیں برگریز سخن ۵۶ تو ہی مرغ بلبل نمیز سخن
 کزیں دیر دلگیر نا داکشای ۵۷ بمیخانہ^۱ وحدت نمایی کنم
 غزلیں ورق ۵۸ الف سے شروع ہوتی ہیں -

سایہ گل پرتواندار رخ بستان^۲ ما ۵۸ سایہ گل نا بود خال رخ بستان^۳ ما
 حسن عہد گل گذشت و در مشام دل نمائد ۵۸ بوی گل چون یوسف حبیبوس در زندان ما
 حال دل نوعی ندانم، آنقدر دانم کہ دوش ۵۸ پیرہن پروانہ شد بر سینہ سوزان ما
 بہار آفرینش چشمہ سار دانش و ینش ۵۹ کہ فیض خرمن آرایں دہد حاصل نباتان را
 زہ^۴ بادر نرا کم کل شد از بے میفرستادم ۵۹ ازین کجیل الجواہر سرمہ چشم صفاہاں را
 مشاطہ حسن تو ہماں حسن تو اولی^۵ ۵۹ کس زحمت دہقان ندہد باغ ارم را
 شیرازہ اگر نازہ کنم جلد سخن را ۵۹ زنبیل در آب افکنم انجیل کہن را
 دلم عدوی تسلیت در طلب ورنہ ۶۵ ہر چہ در نگرم گویدم کہ جا اینجاست
 بر خار رہ ترانہ زن ای مرغ^۶ کین گلیست ۶۶ کز پای شیخ و ناصیہ برہمن شکفت
 نوعی گلے بلبل دہلی چمن فرست ۶۶ زین نونہال ناطقہ کز طبع من شکفت
 بادہ میخواہم بکشت ماہتابم کار نیست ۶۷ ہیج ماہ چارہ چون ساغر سرشار نیست
 معاشران نسب خورد می زمن پر سید ۶۷ خمیر مایہ اجزای آفتاب دل است
 بلبل بنالہ فصل گل از دست داد حیف ۶۹ کز یار گشت موسم ہجران خبرنداشت
 ہر جسم کہ روحش نو پذیرای عروجیست ۶۹ این معجزہ قاطع برہان حکیم است
 قسم پیادہ کہ مارا بتویہ دل بند است ۷۰ شکست تویہ مارا پیادہ پیونداست
 شمار آبلہ پا و ریگ رہ کردیم ۷۰ ولی شمارہ منزل ندانمی چند است
 چہ قسمت است کہ دشمن بوصل قانع نیست ۷۰ ازاں نگار کہ نوعی بہجر خرمند است

۱- میخانہ : بمیخانہ وحدت نمایی

۲- پہل غزل کی بیت ۱، علی گڑھ یونیورسٹی کمر دو نسخوں (منہ ۱۷/۲، سبجان ۸۷) میں پہلا مصرعہ
 سایہ گل الخ

۳- صریحاً غلط، علی گڑھ کمر دونوں نسخوں میں : قطعہ نام تو بادا خطبہ دیوان ما

۴- سبجان : رہ باد از سرائکم گل شدارہ الخ

- خونم بر هر شست و نشاطم بغم سرشت ۷۱
 گرم رو را خار اگر باشند در ره رنجه نیست ۷۱
 ز بس غریبی و خواری و بی کسی که کشید ۷۲
 بار شیفته برگ و ساز خانه ماست ۷۲
 فصل گل یگانست و از مرغان نوایی برنخواست ۷۳
 غایت فسرده طبعی بین که صدره برقی حسن ۷۳
 صد بیابان در ره دیرو حرم پسموده شد ۷۳
 بوی گل خضر ره گزار شد نوعی بیا ۷۳
 صد خانه لب لب همه از جلوه خورشید ۷۵
 رحمت مهری ما مکش ای کعبه طلب ۷۷
 نائب نشود، محرم اسرار زبانم ۷۷
 صبح است و از ترشح باران هوا خوش است ۷۸
 دود دماغ مندرسه خندم کز و دماغ ۷۸
 بزم آرمیده باده گوارا حواس جمع ۷۸
 آسمان سخت و نفس بی اثر و بهجت ملول ۷۸
 کمربا لعل کند باده بگلگونه فیض ۷۸
 بخشم از میرو شادم که باز از نار میآید ۸۰
 بهر گلشن که چون ابر بهاری سایه اندازد ۸۰
 دیده تاریک و دلم تیره شد اے صبح مراد ۸۰
 باغبان تخم گلی تعبیه کن در گلریز ۸۲
 سراز نلاطم شوقم و بال دوش آمد ۸۳
 یزعم محاسب این کیست گرمیخانه میآید ۸۳
 تا نگارین خیمه هم چون لاله بر صحرا زدی ۸۳
 آمد بهار و باده بگلگشت جام شد ۸۵
 خمار باده که از توبه ام پشیمان کرد ۸۵
- کیغینی که طبع گل و باد شاد اوست ۷۱
 میخرامد بر حریر آنرا که در با آتش است ۷۱
 ندید کشته نوعی که چشم زاغ بسوخت ۷۲
 خراش فریفته رنگ عاشقانه ماست ۷۲
 خم ز جوش افتاد و از مثاق صدایی بر نخاست ۷۳
 در جهان آتش زد و دود ز جایی برنخواست ۷۳
 کز زمین خاری با استقبال بایی برنخواست ۷۳
 هیچ راهی طی نشد تا رهنمایی برنخواست ۷۳
 یک ذره افروخته در خانه مانیت ۷۵
 آخرین منزل تو اول سر منزل ماست ۷۷
 ام بجگر یزد و خاکم بدهاں ریخت ۷۷
 این وقت صبح خوش که از و وقت ما خوش است ۷۸
 رفتم که عطر گل بی ما خوبا خوش است ۷۸
 زین گونه جرم داور روز جزا خوش است ۷۸
 همه آهنگر این آهن سردیم عبث ۷۸
 باز نوعی چو می ناب و چو دردیم عبث ۷۸
 نظر از دیده چون پرواز گیرد باز میآید ۸۰
 نومی مرغ و بوی گل با انداز میآید ۸۰
 برده بردار و برافروز شبستانی چند ۸۰
 که جز این آب و هوا نشو و نما نتوان کرد ۸۲
 فتاد خشت سرخم چو می بجوش آمد ۸۳
 سیو بر دوش و می بر کف جوانمردانه میآید ۸۳
 در نگارستان چشم رنگ و بو نایاب شد ۸۳
 زهد کرا نه کرد و گلستان خرام شد ۸۵
 خوشم که توبه من نرخ باده ارزان کرد ۸۵

- ۸۵ چو دزد شب که نیاید بروز خانه برون
 ۸۵ ر ناقصی و اهل کمالی مراد یافت
 ۸۶ در گشاد اشک و توانگر دلان حسن
 ۸۷ خاشاک فروشان نسب گل چه شناسند
 ۸۷ ره یکی پرده یکی نغمه شناسا چه دویست
 ۸۷ آن قلاطون خرد پرور اسکندر عهد
 ۸۸ برا بعشق چه خویشی و آشنایی بود
 ۸۹ زاهد بهشت جوید و نوعی وصال دوست
 ۹۱ نگاه العطش افشان گدای آن دست است
 ۹۱ کعبه در پی ماند و پیشم صد جهان آوارگی
 ۹۲ دل چنگیز پذیرد بقصاصش هیات
 ۹۳ نوعی از دیده و دل این همه نومید باش
 ۹۴ گل به تو چه ارزد زمی ناب چه خیزد
 ۹۵ لب رموز محبت نصیب گوش مباد
 ۹۶ سرت گرم کدامین نشاء در کار چمن کردی
 ۹۷ بکوی او قدم فرسای کن در هر قدم جشی
 ۹۸ زبس مباحثه درس اختلاط عوام
 ۹۹ اشکم بخاک کشور ایران که میرد
 ۹۹ وز عرش سای ناصیه شوق سجده
 ۱۰۳ ز گرمی قدم شوق سنگ بگدازد
 ۱۰۳ به قبول عامه رد خلاق زی از کس مرنج
 ۱۰۵ برب فسوس موجه آب خرا حرام
 ۱۰۸ میاید از طرف چمن می در سرو گل در بغل
 ۱۱۰ تک شرابم و از باده کهن مستم
 ۱۱۰ یار و گل چو کهن بر دهای روی تواند
- خممار خانیکم شرمسار مستان کرد
 نوعی مرید حافظ شیرین کلام شد
 یحیی وفا بر آن در نایاب بسته اند
 نسابه والا گهران مرغ چمن شد
 هر جرس لحنی^۲ و نافوس نوایی دارد
 که بعد روشنی آئینه رای دارد
 محبت من و دل با بتان خدایی بود
 هر کس بقدر حوصله امیدوار شد
 که جام و خمکده بخش شراب کوثر شد
 هر چه با من کرد نوعی مطالب نایاب کرد
 خون نوعی دیت خون سیاوش آید
 کاب نایاب ز جو رفته بجو خواهد شد
 در ساغر آتش فکن از آب چه خیزد
 خموش باد زبان و سخن خموش مباد
 که از گل ناله میخیزد ز بلبل ناز میآید
 که خار این گلستان زحمت پا بر نمیآید
 بدان رسید که ربط از کلام ما افتد
 از هند تخم گل خراسان که میرد
 بر آستان شاه خراسان که میرد
 تمام خار ره کعبه گو مقلان باش
 صلح کل کن ورنه دایم با خدا در جنگ باش
 بر دیده شکر مقدم آب بهار فرض
 اشعار نوعی بر زبان دیوان بلبل در بغل
 نو فکر حوصله خویش کن که من مستم
 زتار و بود خس و خار هر چمن مستم

- گل از غبار حسرت و چشم از خمار دهر ۱۱۱
 دیر است که مبتلای خویشم ۱۱۳
 ما بسواد علم مدامش زمانه ایم ۱۱۴
 خدا ز ما نیاید و کم خدمتی ز خلق ۱۱۴
 چند ماند جرس مطرب محفل باشم ۱۱۴
 نوعیم بوقلمون زاد بختی که شوق ۱۱۴
 نه سرو غم سراپم نه ز روزگار گویم ۱۱۷
 از سخن بس که رواج گل و بلبل دارم ۱۱۸
 نوعیم من عجمی مادح سلطان عرب ۱۱۸
 در دم مردن و لاطون این دو حرفم گفت و رفت ۱۱۸
 وجد و منع باده صوفی این چه کافر نعمت است ۱۱۸
 مین در آینه رخ بی رضای دیده من ۱۱۹
 هر ذره ام ز عشق تو در خون شناور است ۱۲۰
 نحو تو نشد دیده اسیر هوس اولی ۸۷
 یوسفی کو که بیعانه حسنش نوعی ۸۳
 ابرو باران کعبه سرات است و سحوم ۸۷
 غم رهبر بخور است گمشده کاندو ده عشق ۸۷
 بخت نکو چه کار کند با سرشت بد ۸۸
 زان پیش که صبح از شب امید بر آید ۹۱
 در سایه بیدار بچین زلف و رخ آبی ۹۱
 قبول عشق داری مستعد فیض شو نوعی ۹۲
 سیوی باده سلامت که زینت دوش است ۹۵
 جرس بناله عثانگیر میر قافله بود ۹۵
 عامه اول قدم و قرب حرم وای خواص ۹۷
 ای باد سحر شمع خرد برنوی از تو ۱۰۲
 گل از تو رنگ پذیرد می از تو نشا برد ۱۰۲
 من بلبل موسم خزانم ۱۰۳
 نوعی بناره دلی احباب شسته ایم
 معشوق غلط نمای خویشم
 مفلس شریک مایه این کارخانه ایم
 اهل ما وایک به اهل زمانه ایم
 پنبه در گوش نه از زمزمه دل باشم
 شمع ویرانه و پروانه محفل باشم
 یکدام دل نشینم یکدام یار گویم
 هند را غیرت شیراز و خراسان کردم
 کز سخن سرزنش اخطل و حسان کردم
 حیف دانا مردن و افسوس نادان زیستن
 منکر می بودن و همرنگ مستان زیستن
 کدام آینه دارد صفای دیده من
 شوقم نهفته در همه اجزا گریستن
 این مرغ پراکنده نظر در قفس اولی
 یک جبارا بتوان داد و بها نتوان کرد
 دیر آباد که جوش آب و هوایی دارد
 هر سر خاک نزاع کف پایی دارد
 کز باد شرطه کشتی ما بر قفا رود
 بگشا ذهن شبیه که خورشید بر آید
 سنبل دمد از سایه گل بید بر آید
 که این دولت با استقبال استعداد میاید
 سری که مایه درد است گو بگوش میاد
 که باز مانده از کاروان بیاساید
 که پس از طی مراتب ره دوری دارند
 گل کرد چراغ دل دیوانه برافروز
 بجای صد گل و صد باده یک گاه بس است
 خون در جگر و نشسته خاموش

ازین دست نبی ای کلک معنی ۱۰۵ جو مار گنج در و برانه میرقص
 نوعی منم آن مرغ خزانده که درباغ ۱۰۹ جز اخت جگر زیور مفار نبینم
 بخت اگر اینست و حسن تربیت با بخت این ۱۱۱ گر نسیم گل شوم با خزان میازدم
 یا که دست و دماغی بکشت باغ بریم ۱۱۲ نو گل بجین و من از گل نسیم بر چیم
 باز عشق آمد و نهاده غمی در پیشم ۱۱۲ غم بسی مفتهم و عمر کمی در پیشم
 انا الحق گویم و امشب ز خونین فرقه فانوسی ۱۱۲ پی روشندان دوستی بر دار میبندم
 ز بس آتش نگاهم در تماشای چمن خلقی ۱۱۲ نظر بر گل همی بندند و من در خار میبندم
 صدره بمنع و طوبیه طفلان شیر دوست
 ما غنچه بی بوی گلستان خیالیم ۱۱۴ خونبار کرده ایم و ز می باز بسته ایم
 که شعله سرخوش خراباتم و گاهی ۱۱۶ خاکستر آتشکده سینه خویشم

رباعیات (ورق ۲۱ ب تا آخر) ۶۹ هجری، آن میں سے ایک یہ ہے :

سودای تو دشمن سر و سامان است ۲۱ غارتگر کلبه گدا مہمانست
 چشم من و موج حسن و طاقت ہیبت در خانه مور شبمی طوفانست
 چند مصرع اور مفردات و مرکبات مستعمله نوعی :

دماغ آرا، روح جسم اندا، لخت زحل پیم، ناتمام اقبال بخت نارسا ادبار عشق،
 بخت مستی، خجالت بد معنی غفلت چو بر دل بگذرد ۲، خواری تو عزت و فخر تو ننگ آرای من،
 طبع قیراندا، فطرت آباد، شعله گداز ۳، در مانده نواز، خنده گل غنچه نشین،
 سجاده طراز ۴، چند بر گلبن ایمن نشود نغمه طراز، خار گداز، تفرقه آباد غم، بختور، عمل
 قدر ترا ناله کشش (گدا) و بس قرن، اکیر ناب، لب حاضر جواب ۵، مستوفی محاسبه گو،
 پیچ و تاب زن، اکیر شوق بر دل ناگامیاب زن ۶، خسار نماب، گلپانگ بازگشت بعد
 شاپ زن، در چشمه ساز عین دعای کلاب زن، نقطهای شک ۸، شبنم توسن، مسانه رنگ
 و موی درین خارسان بجوی ۹، خمستان، سرمایہ کمال ز نابخردان بخواه، تنور (بی نشدند)،
 گنگانه، ور بدلی نبرد بشیر زیان بخواه، تو قوت نیمخام ازین دیگران بخواه، جز بانگ شیر از
 نی این نبستان بخواه، شوراب، تو چون الوای شفاعت نهی بهچہ جنگ ۱۱، غبار راحت شبنم
 طراز باغ والگ، نقش مانی (و) ارزنگ ۱۲، دارده، وزین غذای گوارنده عافیت ناہار،
 نمکزار، خیال تفرقه کرد و حواس تجربه کار ۱۳، استکیار بریشم، طلای دست افشار ۱۴،
 خرد رواجده فطرت آزما طبعا، گلابخانه، ز شہجراغ خرد پر نمکیند بازار، ترہات بیموقع،

همخواه حسن یوسف و همبستر آفتاب ۱۵، کوثر خیز، چمنزاد، ارشاد نامه تو نکو محضر
 آفتاب ۱۶، شماعنگر، نسیا نکده خیال ۱۷، شدر، هفتخون، در مستی سرفشان قنادم
 خوششماسی، عظیم شان (بجای عظیم الشان) بنان، بابلان اختران مغال (توفای یکی بعد دیگری، ایطای
 جلی) ۱۸، خمکن، رموز دان ۱۹، که دود آهم خاصیت بهار گرفت، اعتبار گرفت، غبار گرفت ۲۰
 درون صداع و بیرون عطسه شمار گرفت، جهان مدار گرفت، اشتباه گرفت ۲۱، شمار گرفت
 (فاعل «چرخ»)، نکتزای فلاطون کد هزار گرفت، حقایق شناس، حکمت سنج، شعله بر
 ایمن بگشتم ۲۲، فیض پذیر، سیلی خور ۲۳، کس نیست که در شکست کس نیست ۲۵، ای
 دل دمه عمر نتجن (فتحه ح) بالش، اجلکده ۲۸، جراحستان، آه مردم سموم بحر و بر است ۲۹،
 مریضگاه، خاطر آرای اهل فطرت رفت، نپانچه زار، محک آراء، همکسوت، صراف نفوذ
 کمبیاریم، شب نشین، خامکار، تخته مشق، نیند قافیه رسید، داد خود را برو نمای سخن ۳۰،
 پوینده ۳۱، هوای بر شکل، شراب پرتگال^۱، غوط خوردن، ترتیب آموز، مطالب صوری ۳۳،
 گلاب آل، باد شیکیر، حسن اعتدال، هموناق ۳۴، اندوهگسار، لب نو به ما شکن ۳۵،
 باده نیرس، مفتاح گره گشای عالم ۳۶، جان درخفقان سرائی عالم، نه دائره بقای عالم، در
 زخمه تنگنای عالم، مسندگه کبریا عالم، خاک سیاه حامله آفتاب شد ۳۸، گل خوشبو، بهر
 خمیر مایه آتش شرر نماند، شاه سیاوش فر، ماقهر مان ملک ستان مصیبتیم، همیشه سنبلی
 فتراک او دل آویز است ۴۰، عکس پذیر، فراسیاب، خدیو عهد و ولید مملکت پرویز ۴۱،
 جگر گوشه، همقلاده، که استخوان شیدان چو ارغوان بشکفت زبان خامه چو منقار بابلان
 بشکفت ۴۲، بگرد حقه آن بوسگاه در غلطی، همگفتار، گوش عروس ناطقه را گوشوار نیست ۴۳
 دشمن خانگی ۴۵، دشمن خانه زاد بشخون زن، آذر قافیه اخگر ۴۶، هشیار دل ۴۷، بیدار دل،
 فروزیه رویت چو گل در چمن ۴۸، نگبندان ۴۹، دخمه کافر، خضر (حرکت ض) همآورد،
 غم آباد، پشت طراوت سرشت، نرخت نهاد، عیقل پریان ۵۴، نه جرعه، سجه ناشمار ۵۵،
 که آیین او شد دروغ و فسوس، زیستان بی شیر شرمنده تر، نه حد رسایی نه یاری
 دخل، بلبل نوا، شورابه، امتداد ۵۸، کج نفمگی، منشور شاهی، یوسف نگاه، آستین نشین،
 گستن رابطه ابیک زن ۵۹، همزاد بهار است خزان در چمن ما، شاهد اسرایی ۶۰، نقش
 پذیرفتن، خورد رایی، قفس آرای، زهر خند، گوش بشارت نیونش ۶۱، بخت تغافل فروش،

۱- شراب پرتگال کی قدیمتر سند شاید می مل سکر -

فقط سال، برزاغ (تشدید را) ۶۲، ظلمت سوز، نا فلک مشاطگی کرد و هنر پروانگی،
تپیدنهای دل، تاشد آشنور کمجوساگان بیشه ما، محلب ۶۳، زان ترانی معشوق گو شمال طلب ۶۳،
هیج مرهم روشناس زخم مادر زاد نیست ۶۴، ترا که مطلع نوعی کتابه طبیعت، رسوایی
بلبلانہ نگہانی براز است ۶۵، بلبل سواد خوان شد و قمری الف شناس ۶۶ ز راه روزنه برپیشگاه
میکنده ناز، رُبن کاک شمع جلوه که در انجمن شکفت، جولان ده، ستاره سوخته، مستدر
طبت ۶۷، ترهات ندیم، روایت کن کتاب دل، صاحب (کسره با) دل، مرا که عربده با
خضم بددل افتاده است ۶۸، ارباب خرد، تغاین، صنمخانه، طرب آباد ۶۹، دایره نه فلک،
میر منزل، این باد بان خفته ز طوفان خبر نداشت، شکر خواب ۷۰، گسته تار حیات و یک
نفس بند است، جلوه زار، خار بست، جلوه اندود، آتش آلوده، زود مست، ترانه زدن ۷۱،
خایل آباد دل، طراوتکده، یوسف خراب زمزمه نوشیاد اوست، چمنستان، موجه،
دماغ سوخته، چین پیشانیم از سجد، دروازه شکفت، نوشبادی بر نیامد الصلایی بر فحاست ۷۳،
اشک تلخ از نظرم راه تماشا برداشت، نغمه ژوئیده، پشت کتاب، سیلی خور، ستاره سوخته
سایه کلاه من است ۷۴، تعبیر، کتابخانه، که توبه قطارن عهد بیدار من است ۷۵، هر چه
در نگریم در شکست کار من است، آینه خورشید نما، عکس پذیر، زان نشا که گل تعبیه در
باد صبا داشت، آینه نما بود و جبینی زقفا داشت، آنکه دردیده و دل میبکنم جولان کیست
پروانه که بکشیبه مہمان آتش ست، دست فرسود تما، تنک حوصله، وصل یک ساعت و دوری
صد ساله بکیست، آشوبگه ۷۷، چار بالش، طرب در طرب، ملامتکده، چو صبح مفلسم از برگ
ساز عیش نفور، برهمنان (سکون را) صنمخانه، تماشا کده، همسابق ۷۸، صورتکده، شاه دانیال
جگر گوشه خورشید جمال، در عدن (تشدید را) تربیت گرفتن، قدح (کسره ح) آشنا،
ما زدن کمتر و همکسوت مردیم عبت، برده دلی، نامه سیاه، تہمتن (حرکت ها) ۷۹، صبحگاه،
نزل دیدار، دماز ۸۰، هیزم و طارم قافیه انجم، اهل تظلم، ارباب تحکم، شعله اثر ۸۱،
کبک، دریوزه گر ۸۱، ادبار مادر زاد ۸۲، گل کاغذ، شوراب ۸۳، نزهت آباد، تلاطم
شوق، نازگی پذیرد، سونش ۸۴، ظلمتکده، آفتاب گل دستار پزولیده شود، دخمه ۸۵، ناخدا،
باغ دبستان، خمار خانگیم شرمسار مستان کرد، هند جگر خوار ۸۶، اکدکوب آرزو، طرب آباد،
صندل پیشانی، شراب یکدمه، کوشمه بر جگر و عشه بر دل آریند، بلاکش،

خلوتی مرحله پویان، قطب محیط محبت، گوهر شبناب، خمکده ۸۷، سامعه افروز، قطره پذیر، محکمه داور عشق، غاشیه دار، سومنات ۸۸، کو نقش خطا عزل شو از دیده فریبی شفاعت طلب، رونق پذیرفتن چارده (های مخفی)، که در شکجه بازوی نارسایی بود، کجایی شراب و عشق بدرکشتگی بهم دارند، غریب به دل و دستم گرامنی ساقی، قدم نوسفران عرض منازل نبرد ۸۹، صبح خیوان چون بشخون بر سر خواب آورند ۹۰، مالک (سکون ک) رقاب، نصیب آباد، کلبه ویرانه بنیادم پشت آباد بود، پیر ما کاندل دوا می درد دل استاد بود، عافیت پیرای عمر، کیمیای احمر ۹۱، که اشک تلخ مزاحم دماغ پرور شد، سیاوش (قافیه) ۹۲، قطره زان، گبا (قافیه) ۹۳، میکده بو، پذیرنده، وصل آباد ۹۴، همواتی، صبح ناخجسته، پریراده عشق، بیخ و بن، رهنمون ۹۵، غلغله وایوه فاصله قوافی، که گوش غیر پذیرای امن سروش مباد، نفس ناطقه، از غنوں، طریخانه ۹۶، مرهمکده فالوسی، خیمه کشیدن، نکمت غماز، دلکش بیفش مشوش آتش قوافی ۹۷، آمد شد ۹۸، باد ویران، فرده نشأر است این شراب از آب خضر، عطاپیشه، مهندسان چو زوایای طاق او هستند، حل تکه (نشیدل) ز بس که بی تو بشن تخم نیلوفر کارم، ملاح ۹۹، موجتیز، حادثه، انجمن افروز، باده نیمرس ۱۰۰، هر ذره ز اجرای جهان تابع کلیست، گنج باد آور، سوخته جان ۱۰۱، گلشن آباد منافق پیشه، دخل بیجا، مرد معنی نورانی ۱۰۲، والا فطرت ۱۰۳، بخت تا فرجام ۱۰۴، پای نشین، زن فطرت ۱۰۵، کامروا، کاهربا، همای حوصلگان را ز خون زاغ چه حظ ۱۰۴، چون پنبه بر جراحت ناسور در سماع، منصب پروانگی، خمکده پیما، طریناک ۱۰۷، درسگاه ۱۰۸، درفش کاویان ۱۱۰، غمنامه ۱۱۱، شکر خواب، طالع ناساز، تماشا زار ۱۱۲، طی مقامات معنوی ۱۱۳، طلسمخانه، گلین طراز، چون دست قبضه ضربت آنرا نشانه ایم ۱۱۴، چمنزاد، قافله سالار، زیارتکه، عافیت آباد، گرم جولان ۱۱۵، گریه فروش، بطلاق کسری و ویرانه دکن گرید، جنونخانه، بیرایه پذیر، گریه یاد تو بدی حوصله بخشای دلم، نایکی بوشم و بلپاه کتاب آرایم ۱۱۶، دل بشراب آرایم، تماشاگه، بیهوده بو، دامن افشانم و هم برمژه تاوان کردم ۱۱۸، ویس قرن، غریوان، بلبل شب زنده دار از ناله بیدار من ۱۱۹، غارتکه، میکده آشام، آمد شبنم بیالین سرمست لا ابالی ۱۲۰، ابر برشکالی، ماهی ز حلقه زلف صد هاله برحوالی، حسن لایزالی، این بیت خواند حالی، فقهای چار مذهب، نو کیسه ۱۲۱، فارس که ز عکس مژه فارس تیغ است، قافیه سنج، عزنامه، مشورایالت نشاط آباد، برهن، غم برداز ۱۲۲، ننگای روزن ۱۲۶، فراسیاب ۱۲۸ - ایر طرادبتار ۱۱۲، پویه بیهوده ۱۰۸،

خار و مو بر تن من بر سر چادر چه کند ۱۱۰، میوه نیم خام ۱۰۰، نقش درست ۱۱۶، صد اربعین
 بر آورد می در اباغ مردم ۱۱۰ چون خم (تشدید) بجوش آمده گرداب جنونم ۱۱۱، قصه و
 افانه ۱۰۰، دهقانی ۱۰۹، سالک اطوار جو لایکه ۱۰۹، غبن صد وعده ۱۱۰، هدیه
 ۱۰۰، رونق گذار ۱۰۲، آشوب ایام ۱۰۲، بعد مکان ۱۰۳، ناقص همت ۱۰۳، اشکم ستاره
 دوش بردوش، حریف عزلی از خویشین گریبان باش ۱۰۴، درد آشام ۱۰۴، منقبت لاله زار
 ۱۰۵، دم خمار (تشدید)، عشق و جنون سبیل مد عقل و خرد فدای گل ۱۰۷، بو که تو چون
 صبا شوی محرم پردهای گل ۱۷، شکسته رنگی ۸۲، شکرانه ۸۲، کفاره روز (ه) های ناداشتنی
 ۱۲۷، گلشن فیروزه ۸۷، ترکنازانه بغارتکده هوش آید ۹۲، استیلا غیبت ۱۲، سینه کباب
 ۱۱۴، در یوزه جلوه کشندی (فافیة ارجمندی) تازه رویی، پرستنده، بی نصیب، دهقان باغ، شویانیدن،

(فکرونظر، اکتوبر ۱۹۴۰ء)

دیوان ساحر کا کوروی

اس مقالے کی علت غائی ساحر کا کوروی نہیں، ان کے دیوان کے اُس نسخے کا تعارف کرانا ہے جو کتب خانہ خدابخش پٹنہ میں ہے اور جس کا اب تک اس کی کسی مطبوعہ فہرست میں ذکر نہیں آیا:

یہ نسخہ، اوراق کا ہے، آغاز دیوان ورق (الف) سے ہوتا ہے اور پہلا شعر وہی ہے جس سے نسخہ دہلی کی ابتدا ہوتی ہے۔ ن کا آخری شعر یہ ہے:

برتن غبارِ کوشش آلودہ پس از مرگ ساحر مجسم غریاں شاید کفن نداری

اس کے بعد عبارت ذیل ہے: ”تمت تمام شد دیوان شیخ غلام مینا متخلص بہ ساحر از دست حقیر شاہ علی بفرمایش شفیع محمد عنایت حسین قلمی شد فقط“ ورق ۱۷۲ الف، اس بنا پر مخلص کے بعد مرحوم، یا اس قبیل کا کوئی دوسرا لفظ نہیں، کہا جاسکتا ہے کہ ان کی کتابت ساحر کے دوران حیات میں ہوئی۔ کاتب اور صاحبِ فرمایش مجہول احوال ہیں، ان کے مطالعے سے کاتب کی غلط نویسی ظاہر ہے۔

ڈاکٹر امیر حسن عابدی کے مقالے ”ساحر کا کوروی“ میں ساحر کی وہ غزلیں نقل ہوئی ہیں جو غفانی، کلیم، صائب اور حنین کی غزلوں کے جواب میں کہی گئی تھیں، یہ غزلیں ان میں موجود ہیں۔ رج میں مرقوم ہے کہ ندین مصحفی اور واقف اور منظر کے تتبع میں غزلیں بھی ہیں، کسی نوری تخلص شاعر کی غزلوں سے متاثر ہو کر بھی دو غزلیں کہی ہیں، یہ سب غزلیں ان میں ہیں، ان کے مقطع درج ذیل ہیں:

عنان طند ۷ ع -

جواب آن غزل است اینکہ مصحفی فرمود
رفتن از نوازش بریں مصرع واقع
ناخن (ناخنم) ز بجگر مصرع منظر ساحر
مذاق جان شد شیریں زمصرع نوری
ساحر ز طرز مصرع نوری در آتش شمع

جلای جان منست اینکہ در کین منست
دلو بہار است کز دلوے جنوں میاید (۲۴)
قرہ جار و بکاش کوچہ (۲۵) از بود (۲۶)
کہ از تصور آن آب در دمان آید (۲۷)
امروز خوش بر آمدہ آفتاب من (۲۸)

ع کے کل اشعار جو نثر ساحر میں شامل ہیں ان سے غیر حاضر ہیں؛ اشعار ذیل بھی جو ظاہراً
غزل کے ہیں اور ع میں نہ یا کسی تذکرے سے منقول ہیں ان میں نہیں ہیں ۱۳۸
جدا الخ نوشتہ الخ، از نگاہ الخ؛ بچہ تقصیر الخ؛ دریں بہار الخ؛ ویشب الخ؛ بہ حجاب الخ
ریاض الفتنیہ مصنف مصحفی (زمانہ تصنیف ۱۲۶۱ تا ۱۲۳۱ھ) میں ساحر کے بہت سے اشعار ہیں!
میں نے ان میں سے چند کون میں تلاش کیا، کسی کو پایا، کسی کو نہ پایا۔ اس تذکرے
کے اشعار ذیل ان میں نہیں ہیں:

جواب آن غزلست اینکہ گفتہ است قتیل
ایں آن غزل دلکش نورست کہ فرمود
از غیرت نوای نے کلاب ہستندیم
ن کے کچھ اشعار درج ذیل ہیں:

مہ دشمنی سر نعشم نہ آشنائی ہست
آن نیست کہ از غز ستم شاد نگریم
آتش دمان خاک صفایان گداختند

این است اگر سوزنی خامہ ساحر
مر معلوم شد از شیوہ نالیدن ساحر
شب فراق تو از نالہ حسرتیں ساحر
ایں آن غزل شوخ حزن است کہ فرمود
ساحر چہ میں شرح گدازد دل حسرتیں

از شرم حریری نکلند کلاب دبیری (۳۰)
کہ فریاد حزن در کوہ آہن میبند کاری (۳۱)
شکستہ دل چرخ ستیزہ کار خدنگ (۳۲)
ایں نامہ سربستہ بدلدار فرستم (۳۳)
پیش از ظہور جلوہ جانانہ سوختم (۳۴)

۳۴ = یاد نہیں۔ مگر اس زمین میں غزل ان میں ہے۔ ۵۔ ان میں ایک دوسرا مقلع ہے۔

۳۵ = ساحر اضافی قیاسی، ۸۔ ان میں روایت سوختم خیال آتا ہے کہ کلباء حزن میں اس کی جگہ سوختیم ہے۔

ساحر بچن مصرع رنگین حسیں خواند
جواب آں غزل شوخ ساحر است گفت
نشد کہ در دل صیاد و اکند راہی
نہ ہمدی، نہ رفیقی، نہ پائے رفتاری
چراغِ انجمن غیر تا کجا باشی
چشمِ شوخ تو بہا داشت نگاہی گاہی
سالی آتشیں شفا جام پر از شراب کن
ساحر غزل گرم حسیں بسکہ دلم سوخت
کہیں کہیں نسخہ بدل بھی ہے، شعر ہے:

نیز نگ گلستانِ جہاں دیدنی نبود
مصرعِ آخر کا نسخہ بدل ' این گلشنِ خزاں زودہ گل چیدنی نبود'

از غنچہ صبا دم نذر گردہن اینست (۱۱)
سمند ناز ترا چشم من رکاب گرفتہ (۱۲)
و بالِ جہاں شدہ مارا صغیر کوتاہی (۱۳)
نشستہ ایچم غریب سببانہ در گزر گاہی (۱۴)
بحساکِ مرتد من ہم گذر کنی گاہی
آں ہم ازیم رقیباں سر راہی گاہی (۱۵)
آئینہ پیالہ را ساغرِ آفتاب کن (۱۶)
چوں شمعِ بابِ سوختہ آمد نفس ما (۱۷)

بر خاکِ فرشِ بوقلموں چیدنی نبود (۱۸)
گل چیدنی نبود

(تقریر ۱/۳-۲، ۱۹۶۷ء)

••

لے اس بین کی کوئی دوسری غزل دے ہیں نہیں۔

معارضہ حزین و آرزو

معارضہ حزین و آرزو : ۱۴۹ " سرکارِ شرین داریم کو تہنہ بستی و کلیات حزین کو
اسی نسخہ میں کھلی ہو جو مشرقیہ یوں ہے اور جو حزین کی نظر سے بھی گزر چکا ہے۔ لفظی اور معنی (مشرقیہ) میں
یہ شعر خفیف لفظی اختلاف کے ساتھ موجود ہے اور تعجب ہے کہ تقی و وحیدی کا ایک اور مصرع حزین کو
یہاں ہے :

خوشا روزیہ صحرای ہمدانی طی شود مارا فضا کی کعبہ مقصود زیر پی شود مارا
خوشا روزیکہ صحرای ہمدانی طی شود مارا عزال و ششوی دل خضر قرخ پی شود مارا
آرزوئی اپنی تذکری ہیں لکھا ہے کہ تقی و وحیدی کے تذکری میں حامیان حزین نے شعر محلوک اس لیے
کیا کہ حزین پر سرقہ کا الزام نہ آئے۔

تنبیہ الغافلین کا دیباچہ ریاض الشعرا میں مندرج ہے "جناب فصاحت آب شعرا و اوج
نکتہ پردازی .. بقیتہ السلف حجتہ الخلف .. خاتم متاخرین شیخ محمد علی خیریں کہ تخمیناً از مدت
دو سال .. وارد ہندوستان .. گردیدہ و از طنطنہ شاعریش گوش اکابر و اصاغر پر گشتہ اتفاقاً
افتاد (؟) و استفادہ دست بہم داد لیکن در بعض اشعار کہ بسبب قصور فہم بمعانی آن ترسیدہ
.. نزدیک و دادہ تاچار در تحریر آن را بروی قلم .. خود کشادہ و تیز پارہ از مصالح شعور کہ از نا
رسائی ہم خویش نارسانہ میدہ گاہی مانند ک تغیر و تبدل گردانیدہ .. پس اس را از عالم خطای
بزرگان گرفتار کردہ واقعہ خطای بزرگیست تصور نباید فرمود بل کہ برای غلط خود کہ دستمایہ
اہل ہندست مستندی پیدا نمود .."

معارضہ حزین و آرزو: ص ۳۵ و ۳۶ ڈاکٹر منور سہاگے، انور فی
 جھو کشمیریاں نوشتہ حزین کو کچھ اشعار خندہ گل مصنفہ عبد الباری رحوم
 کو حوالہ سے نقل کیے ہیں۔ کلیات حزین کو کسی نسخہ میں فی دیکھو ہیں اودان میں لعین
 ایہ بھی ہیں جو خود حزین کی نظر سے گزر چکے ہیں، لیکن کسی میں ایک شعر بھی اہل کشمیر
 کی بھو میں نہیں۔ اس کو یہ معنی نہیں کہ کشمیریوں کی بھو کہی ہی نہ تھی صاحب مخزن
 الغرائب کا قول ہے: "مردم کشمیر را نیز بھو کی رکیک کردہ این قوم بہ شیخ در
 افت دند و ملا ساطع وغیرہ را بر آں داشتند کہ بجای شیخ بگویند" اشعار
 زیر بحث اور اشعار کو ساتھ تذکرہ روز روشن (تیرھویں صدی ہجری کی اواخر کی تصنیف)
 میں موجود ہیں اودان کی جواب میں گو بند رام، زیرک کشمیری لکھنوی نے جو قطعہ
 لکھا تھا وہ بھی ہے۔ روز روشن میں "قطعہ" حزین کو ۱۲ شعر ہیں لیکن بہ مراحت
 مصنف مکمل قطعہ درج نہیں۔ یہ اشعار ڈاکٹر منور سہاگے کی کتاب میں نہیں؛
 شرح قومی شنواز من کہ ندارد نسب ۱ ادب و شرم و جفا غیرت از ایشان مطلب
 کس ندیدہ بوطن مردم کشمیری را ۴ در جہاں چون صف سورا ندردان ^{طلب}
 بیک جہہ در اندشتاں بدمشق ۶ نزد ایشان دو قدم رفا بود تا، کلب
 بی سبب نیست اگر دوستی اظہار کنند بعد اوت چو در آئند جو سبب

در محبت چو ذباب و مبروت ز نور ۱۰ به ستودن چو غراب و به نجات
 نگر گشته از تن زارت چو سپش خوں پر غریب و در بر انداز گشت ایمان چو بعید و چو
 کفش و پاپاشه مانند سیکو از بجز ۱۰ دنگ و محامه تنالی بر و انداز
 تانیز از دنیای دنی کشمیری ۱۱ کاش این فحش سترکان بد و ابلیس
 روز روشن میرا ز یک کو جوابی قتل و کتل اشعار نمایی ۱۲ مفرح و اسرار میرا
 سو معین در ج ذیلی میانی

شمار یک بدست سخن از طبع روان ۱ تاخت چون قدسی و طاهر از جلال
 و است خفا کشمیر شد و سکا نشین ۲ که حبیب است و غریب از کج و تاب
 آدم آنت که گوید بهشت و غلبان ۳ هر چه آید بدل از معنی و فوعلش بر لب
 نه که چون برآمد بجهولی فرومایه فصولی ۴ که نه از غلغله خوشش بهره بود و
 شیخ شیطانی که نرسید نام و خطا بهشت آید ۵ در سخن یافت درین جزو زمان نامند
 قلبان چون ندید ساق عو و ساق ۶ میهمان جفته زنانه بخوابش هر شد
 همچو پیکان بدش غیر دل آزاری نیست ۷ چون کمان خم نشود پیش کسی
 خانه اسن فی فلک هست و نه بر روی زمین ۸ سر بر خانه بر انداز چو راس
 ساکن دیر شد و زار تخت خانه ۹ غور کن بپودن او را به بنارس
 کیمت در شیطنت او شیخ بگو استاد ۱۰ که غزالی بود پیش تو طفل مگر
 فتنه بازاد به ایران ز وجودت شاید ۱۱ مادرت ام جفا کش شده چون
 چون تو موزی بر در راه دگر ره توطن ۱۲ روی سوراخ ندید است دوباره
 مرف بد جز زبان و لعل بد کو آید ۱۳ بد اگر در حق نیکان تو بگوی چه شب
 صاحب روز روشن فی یه نہیں بتایا که خرب و وزیرک کی اشعار انجمن کمال ملی
 یہ کتاب بڑی مدتک قاضی محمد صادق خان اختر کی آفتاب عالم تاب پر مبنی ہے اور

پانچامہ = از ارباب رھویں صدی ہجری میں ایرانیوں کی زبان پر نہ تھا۔

(معاصر حصہ ۱، ۲)

دیوان فغفور

۳ دیوان فغفور (کام)، آخری غزل حرف د او کی، ناقص الاخر -
 ان زمیون میں غزل: آتش است (روایت) بلبیت (است) ردیف: مدعا (ق)؛
 اینهاست، سبو (ق) کنند، گریستن ردیف: ناب (ق)، شسته ایم - بر که غرقین بخود بینی
 نازد مستحق آفرین خود نشد؛ مجنونم و دالم دلی چون سنگ طفلان در لبتی ہم سر ز جانان
 در سر و ہم سوزش جان در لعل (م) اشعار، بیدستی نیل این میفر د شتم، بزاعنا چون
 فداش (ق) میفر د شتم - (معاصر حصہ ۱۸)

مثنوی مجہول الاسم

(۵) اس مثنوی مجہول الاسم کا موضوع تصوف ہے، اس میں بامیں تیس سو اشعار
ہیں اور اول و آخر کے اشعار اودہ شعر حسب سے مصنف کا تخلص کا حال کھلتا ہے۔
علی الترتیب درج ذیل ہیں۔

الہی آتش عشق خود را فرور
ز سوزش آن تو ہم غیر بر سوز لا کزرا
پس از خانی شدن یا بی خود را
کہ بیرنگ است از رنگ آنسکارا

بیابی نام من بیرنگ اے یار نشان من شدہ از رنگ انظار

کہ خاک پاک نفرا صرمہ لبازم، رسیدم زیر قدم مرشد راہ، کہ آن سیشہ از بیدایش
تن، لب و دندان چینی تن و توش دارد، جو کاف آمد مراد از کلمۃ الحق، بہر روی
کہ یعنی سو و سیر، کہ در دیسی است قافیہ شرع بحکم قافیہ الفوائد معصوم اکمال
عرفان میں اے مرد دانا، شنو اے اصل ہر اجرام و اجسام کما حق و کما ہی قافیہ
لگفتند سرد و با خود از تعجب چه باشد حال و احوال آن شب اے رب جو جام
ہست ہم طلب است و مطالب ز وحدت و فہود ہر جہا است نہ لغالان چہ
قدرت حق عیاں است، بخود و خود قافیہ ہمیں، انعام را شہی و اشارتیں خود
ہست از ہر حال و احوال شنیدم اینا حکایت را از جابہ شرم بر دینا لیشہ منتلا
ز جوئے و تشنگی لاچار گشتند دوسری جگہ ناچار کھی آیا ہے، رہ مقصود مایاں
برگشاید، بیاشامید آب خون و شراب شہر، رخسار کان مکرش حبیبان،
شہر و جہرق چند کہ راجہ آن مکان آنمود و آمد، دگر بارہ الف خود را تو ارقا
دگر جی گئی، کعبہ دل بیابی خود عیاں از تو مفصل، بقدم اولین بین عین نماہیت
کہ بعد از من در اشت ما گیر، پی تا لا شہا شاہی کس فتا و ندر بکن امر ز سر محل
اول قافیہ دل، شہر و بحر قافیہ، ز قلب و روح دسر و خفی و انفی، پسرک،
نہام ارکان سلطانی رسیدند، بروز ہفتین آن صاحب محل ہمیش شاہ آمد و گفت

از عقل مکان هفتی از دوست بیبر،

که ما را هفتین نشت است است یار که هستم خاک بره پیران شطار
که جد شاه ابوالحسن است نامی گرفته مرثرا اکل متامی

که حضرت شاه اله بخش است نامش بگوده ملکیش آرام و مقامش

از حضرت گنج بخش آن شاه مرف بین سنی از صفات خویش موصوف

از حضرت پیر بخش او داد می بین چو گل از عین پیر خویش تلوین

ره شطار را نوری فزون شد چو خورشید وجودش ز منموش شد

چنان پیری که پیرستگیر است شب تا ریک را بدر منیر است

شده جوم که سید شرف الدین است شواسم با مسمی بین حمی است

زمر شد خود که اسم اعظمش را بیان کردیم در نظم خودش را

شنیدم یک خیال قلب دیدن دل خود را در حالت برگزیدن

غرض یک روز در درگاه رفتم بخاکش چشم را سرمه گر قسم -

که سید شرف الدین فخر نام آن شاه شده شان ولایت چون خور و ماه

که هر یک کس شد از آسیب جان شد آن کس زان جیبت از خود نمائی

زیر علم خویش گشته خود آسیب ز قدرت حق بین اظهار دم غیب

که فعل حسنه میکردند یکسر بین رنگ جهان والا یقین که بزرگ است از

مستین ظلم و علم قانیه ز مبلغ یک هزارش نقد زرد بود

(معاصر حصه ۱۸)

نصرت کا ایک آوارہ گرد شعر

۱ فارسی کی ایک غزل جو جس کے دو شعر فرط شہرت سے ہندوستان میں ضرب المثل کا درجہ رکھتے ہیں:

در بزم وصال تو بہ ہنگام تماشا نظارہ از جنبہ ان شرکاء گلہ دارہ
و اماں نگہ تنگ گل حسن تو بسیار گل چین بہار تو ز و اماں گلہ دارہ

ان اشعار کی اس سے زیادہ تعریف نہیں ہو سکتی کہ مرزا غالب سے ان کا جواب نہ ہو سکا۔ فرمائش کرنے والے کو کہنوں نے یہ شعر محض اس میں لکھا بھیج دیا تھا۔

ہرگز نہ تو ان گفتار میں قافیہ شعار بے جا ست برادر اگر ز ما گلہ دارہ

میرزا نے اس خیال کی توجیہ کی ہے کہ یہ اشعار مغربی کے ہیں، اور خود انھیں قدسی کی طرف منسوب کیا ہو۔ نور الفاتح (جلد پہلا، صفحہ ۸۱۹) میں پہلا شعر نسبتی کے نام درج ہے، لیکن قدسی اور نسبتی کے دیوان ان اشعار سے خالی ہیں۔ اس زمین میں بھی ان شاعروں کی غزلیں نہیں۔ مجمع الاسعار (مطبوعہ دہلی) میں پوری غزل موجود ہے، لیکن مقطع میں عشرتی تخلص ہے۔ اس تخلص کے ایک فارسی گو شاعر کا دیوان میری نظر سے گزرا ہے۔ اس میں یہ غزل نہیں۔ حدائق الشعراء میں ہے کہ یہ غزل نصرت کی ہے، اور غالباً یہ صحیح ہو نصرت تھے تو دہلوی لیکن عظیم آباد میں چوہدرہ خاک ہوئے۔ حدائق الشعراء میں ان کا مال اس درج ہے: "نصرت نصرتیہ شاہ صفویہ حالیہ دہلوی عظیم آبادی۔ از شاہ جهان آباد در سلطنت شاہ عالم در عظیم آباد سکونت ورزید و دور ہر پنجشنبہ محفل حال و قال می کرد و اس غزل از تصنیفاتش مشہور و قوالان می سرایند۔ یکی از مریدانش تالیرغ فاقش گفتہ:"

ز دار فناء سر شاہ نصرت بہار بتا کرد در حدیث

۲ لفظ شاہ کے وفات کی سلسلہ میں تاریخ کہی۔ اس سے قبل عظیم آباد آگئے ہوں گے۔ معاصر مادہ فردوسی صفحہ ۶۹ میں کا تب سلسلہ بگیا علی سے سلسلہ لکھدیا ہو۔ ۳ اس میں کچھ غلطی ہو، لیکن حدائق میں اسی طرح ہر حدائق سے عبارت نقل کرنے میں ممکن ہو کچھ الفاظ چھوٹ گئے ہیں فارسی عبارت کے بعد میری بیاض میں الفاظ ہیں: مریدان کی موت کے بعد محفل حال و قال منعقد کرتے ہیں۔ ظاہر ہو

جامی کا آوارہ گرد شعر

(۱) بس کہ در چشم دلم ہر لحظہ اے یارم توئی ہر کہ آمد در نظر از دور پندارم توئی
 آزادے آب حیات میں اس مطلع کے متعلق لکھا ہے: جب یہ شعر شاعر نے جلسے میں پڑھا تو ملا شیدا... نے کہا کہ اگر اس
 در نظر آید؟ "شاعر نے کہا "پندارم توئی" کا مطلع شیدا کے کسی معاصر کا نہیں، جامی کا ہے اور اس کا پہلا مصرعہ
 میں یوں ہے: "بس کہ در چشم دلم ہر لحظہ اے یارم توئی" کا شغلی۔ لطائف اللطائف (نسخہ کتب خانہ خدابخش) میں لکھتے ہیں
 کہ ایک شیخ زادے نے جامی کی غزل پر غزل کہی، انھیں جا کر سنائی اور ان کے مصرعہ اول پر معترض ہوا کہ "شاید خست با
 گاوے پیدا شود" جامی نے جواباً کہا "پندارم توئی" کا شغلی کہتے ہیں کہ اعتراض غلط ہے: فارسی میں "کہ" "ذوی العقول اور
 وحیہ" غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے۔

(شاعر، خاص نمبر ۱۹۵۹ء)

مجد عکری کی ایک مشہور رباعی

(۲) رطائف الطوائف میں ہے کہ مجد ہمگر نے خواجہ شمس الدین محمد (چوہنی) کے مرثیے میں فی البدیہہ رباعی کہی تھی، جس کی تعریف سعدی نے کی تھی۔ رباعی :

در ماتم شمس از فلک خون بجکید
شب جامہ سیاہ کرد در ماتم صبح

مہ چہرہ بکند زہرہ گیسو ہرید
برزد نفس سرود ز گریباں بدرید

کاشغری کا قول ہے کہ شعرا کے متاخرین کا اس پر اتفاق ہے کہ مرثیہ اکابر میں شاہی مہنر داری کی رباعی ذیل (مرثیہ مرزا بابا یوسف) کے سوا اس کا جواب نہیں :

در ماتم نو دہر بے شیون کرد
گل جیب تباہے ارغوانی بدرید

لالہ ہمہ خون دیدہ درد امن کرد
قمری نمد سیاہ در گردن کرد

(شاعر، خاص نمبر ۱۹۵۹ء)

کلیات انوری (نسخہ خدا بخش) کا صحیح سال کتابت

کتب خانہ خدا بخش کے فارسی مخطوطات کی توہینچی فہرست کی جلد ۱ صفحہ ۳۵

کلیات انوری کی اس نسخہ کا زمانہ کتابت جو اس کی آخری درجہ ہے، رجب سنہ ۱۰۰۰ ہے۔

بہت نگار نے اس کی ظاہری حالت سے نتیجہ نکالا ہے کہ سوہویں صدی کا ہے، مگر انہوں نے یہ نہیں بتایا
اس نسخہ نہ تھا، نسخہ یا سنہ ۱۰۰۰ تھا، یہ رائے ڈاکٹر عابد رضا بیدار کی ہے اور اس سے متفق ہوں۔

اس سلسلے میں یہ امر قابل توجہ ہے کہ ذال فارسی کو متعلق کاتب کا وہی مسلک ہے جو نویں صدی اور

۱۰۰۰ کا ایرانیوں کا ہے، یعنی یہ کہ باستان نامی الفاظ چند (مثل گذاشتن، پذیرفتن، آذر، وغیرہ) کل الفاظ
جوہر ذال سے لکھے جاتے تھے، دال سے لکھے جائیں۔ آٹھویں صدی تک کا کلیہ قاعدہ تھا کہ حرف ماقبل
اگر میم اور ساکن نہ ہو تو دال ہے، ورنہ ذال۔ اس قاعدہ کی مطابق شاد، بود، دید، برد (بفتہ، را)

اور (بفتہ، واد) وغیرہ ذال سے لکھے جاتے تھے۔ خود انوری کی ایک رباعی ہے جس میں ذال پر ختم ہونے
والہ فارسی الفاظ کا قافیہ دال پر ختم ہونے والا عربی لفظ آیا ہے اور انوری نے اس کا ذکر کیا ہے۔ یہ
رباعی کلیات کی نسخہ زیر بحث میں نہیں مگر کل دوسری قلمی اور مطبوعہ نسخوں میں جو میری نظر سے گزری ہیں، موجود ہے:

دست بسخا چون بد بفسا بشوز از بود تو در جہان جہانی افروز

کس چون تو بخنی نہ صحت و نہ خوابد بود کہ قافیہ دال شو، نہ صیغہ سالم جود

حافظ (ماہ ۸) ذی قوام الدین محمد (سال قتل) بقول قزوینی حاشیہ: دیوان مرتبہ قزوینی و قاسم غنی

۶۴۰ء کی موت کی تاریخ ”امید جود“ سے نکالی ہے:

تا کس امید جود ندارد دگر ز کس آمد حروف سال و فاش امید جود“ ص ۳۶۶

اس کے ۶۴۰ء اسی صورت میں نکل سکتا ہے کہ امید کا حرف آخر ذال بجمہ ہے، دال پہلے ہو تو اس سے صرف ۶۴۰ مستخرج
ہوگا۔ حافظ کریمیاں اس شعر کا وجود اس پر دلالت کرتا ہے کہ نسخہ زیر بحث کم سے کم حافظ کے بعد کا ہے۔

(خدا بخش جرنل ۲۷۷، ۱۹۷۷ء)

دیوان حافظ نسخہ مغلیہ (خدا بخش لاہوری) کے بارے میں خدا بخش فہرست نگار کے ایک اندراج کی تصحیح

فہرست توضیحی مخطوطات فارسی جلد اول (انگریزی) نمبر ۱۵۱ صفحہ ۲۳۱ پر دیوان حافظ کے شاہی نسخہ کی تفصیل مذکور ہے، جس پر ہمایون اور جہانگیر کی خود نوشت تحریریں ہیں۔ فہرست نگار نے ریو صفحہ ۲۳۸ کے حوالہ سے حافظہ کرسن وفات ۷۹۲ھ کی دلیل میں مندرجہ ذیل قطعہ تالیف پیش کیا ہے:

بسال با و ضاد و دال ابجد ز روز، ہجرت میمون محمد

بسوی جنت اعلیٰ روان شد فرید عہد شمس الدین محمد

اس قطعہ سے (ب + ض + د) ۸۰۶ مستخرج ہوتی ہیں۔ ریو نے بھوہی فلتی کی ہے۔ مصرع

اول کو جب تک اس طرح نہ پڑھا جائے ۷۹۲ مستخرج نہیں ہوں گے: بسال با و ضاد و دال ابجد

(ب + ض + د) مزید برآں بیت اول کا قافیہ محمد نہیں احمد ہونا چاہیے۔ اگر شعر میں محمد موجود ہی ہے۔

منثورات

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين

والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله
الطاهرين الطيبين الطيبين

والسلام على من اتبع الهدى
الذين هم خير خلق الله

والسلام على من اتبع الهدى
الذين هم خير خلق الله

والسلام على من اتبع الهدى
الذين هم خير خلق الله

والسلام على من اتبع الهدى
الذين هم خير خلق الله

اسرار التوحید فی مقامات الشیخ ابی سعید

۱۔ اسرار التوحید فی مقامات الشیخ ابی سعید از محمد بن منور بن ابی سعید بن ابی طاہر بن ابی سعید بن ابی الحیر، مرتبہ ڈاکٹر ذبیح اللہ، صفحہ ۱۰۰۔ یہ کتاب پہلی بار روس میں بھیجی گئی، زمانہ تصنیف بحساب ثرو کو فکی ۵۳۵ھ اور ۵۹۹ھ کے درمیان۔ ولادت شیخ یکشنبہ غزہ محرم ۳۵۶ھ (۱۵۱۷ء)، وفات پنجشنبہ ۴ شعبان ۸۲۴ھ اپنے وطن میں مدفون۔ ۳۵۶ھ

شیخ کی شاعری: ایک شخص نے شیخ کو "رقتہ" لکھا جس میں اپنے کو ان کے قدم کی خاک کہا،
 "شیخ بر فہر رقتہ بنشستہ این بیت را و بفرستاد" ..

گر خاک شدی خاک ترا خاک شدم
 و .. جہا میں دعا گوئی .. آوردہ .. کہ جماعتی .. بر آند کہ بیتہا کی بزبان شیخ رقتہ .. او گفتمہ
 .. و نہ چنانست کہ اورا بچندان استغراق بردی بحضرت حق کہ پروای بیت گفتن نداشتی،
 الا این یک بیت .. و این دو بیت دیگر درست نگشتہ است کہ شیخ گفتمہ ..

جانا پز میں خواہاں خالی نیست
 کش بامن و روزگار من کاری نیست

بالطف و تواضع بسال تو مرا
 در دادن صدمہ از اہل جان کاری نیست

دیگر ہمہ آن بردہ است کہ از پیران یادداشتہ است ۲۱۸۔ شیخ: "آن روز کہ ما از میہنہ
 بمر و میشیم سی ہزار بیت از شعر یادداشتیم" ۲۰۔ اس رباعی پر جو قول ہے گاکی گفتمہ،
 درویشوں پر عجب کیفیت طاری ہوئی تھی، شیخ نے باپ سے اس کا مطلب پوچھا، وہ

ایک اور کتاب نوشتہ از عم مصنف شیخ سے متعلق ہے، یہ طبع ہوئی ہے
 مگر ابھی تک پوری نظر سے نہیں گزری۔

بولے کہ تم نہیں سمجھ سکتے شیخ درمیان سخن این بیت بسیار گفتی و گفتی بابو بوالخیر امر و زمین بایر
منابا او بگویم کہ خود تمیدانستہ کی چہ می شنیدہ آن وقت ۱۱۱۔

این عشق بلی عطای درویشاںست خود را کشتن ولایت ایشاںست
دینار و درم نہ زینت مردانست جان کردہ نثار کلا آن مردانست ۱۱۲۔
شیخ: ہر قسم (کذا) بشر یا سین (متوفی ۸۳۸ھ) نے شیخ کے لڑکپن میں ان سے کہا: ہر وقت کہ
در خلوت باشی میگہی کی:

بی تو بجانا قرار نہ تو اہم کرد احسان ترا شمار نہ تو اہم کرد
گر بر تن من ز فان شود ہر موی یک شکر تراز ہزار نہ تو اہم کرد
شیخ: "ما ہمہ این میگنیم تا در کیدی راہ حق بر ما گشادہ گشت" ص ۱۹ ایک دن قوال نے
یہ بیت سنائی، استفسار پر معلوم ہوا کہ علامہ کی ہے تو صوفیوں کی ایک جماعت کے
ساتھ اس کی قبر کی زیارت کے لیے گئے:

اند غزل خویش نہاں خواہم گشتم تا بر لب تو بوسہ دہم چو نش بخوانی ۲۸۰
استاد بومارح "مقری" کہتے، انھیں "ریخ" (بیماری) ظاہر ہوا، اور "صاحب فراشا"
ہو گئے، شیخ نے بطور "سرز" یہ بیت "الہا" کرا کے کہی، انھیں شفا ہوئی:

حورا بنظارہ نگارم صفت زد رضواں بعجب ہمانہ کف بر کفازد
یک خال سیمہ بران رخ مطرفزد ابدال ز بیم چنگ در مصحف زد ۲۸۱
علیہ کہتا تھا کہ میں ایک مدت تک خدمت شیخ میں رہا، وقت رخصت شیخ نے کہا کہ بغداد
جاء اور لوگ پوچھیں کہ کسے دیکھا اور کیا فائدہ اٹھایا، تو عرضی جاننے والوں کو عربی شعر
(یہ موجود) اور نہ جاننے والوں کو یہ اشعار سنانا:

- من دانگی و نیم داشتم جبه کم
در کوزه نبیذ خریدم ام پاره کم ۸۱
- بر بربط مانده زیر ماندست و نیم
تا کی گوی تلندی و غم غم
- از بهر بتی گبر شوی عسار نبو
تا گبر نشی ترا بتی یار نبو ۸۵
- از دوست پیام آمد کار راسته کن کار اینست شریعت
هر دل پیش آرد و فضل از ره بردار اینست طریقت ۸۸
- مرا تو را حجت جانی معاینه نه خبر
کجا معاینه آمد خبر چه سود کند ۱۱۱
- هر آن شمع که ایزد بر فروزد
کسی کش لطف کند سبقت بسوزد ۱۱۲
- آمدی جانان و شش بیامنت بودم
گفتی دزد دست دزد نبدم بودم ۱۱۳
- هر جا که روی دو گاو کالند و خری
خواهی تو برو برو خواهی بهری ۱۱۴
- اشتر بان را سرد نباید گفتن
اورا چون خوشست غریبی و شنب فتن ۱۲۱
- آنجا کی مرا با تو همی هست دیدار
آنجا دم و روی کنم در دیوار ۱۴۳
- آن را کی کلاه سر بیاید زود دید
زانست که او بزرگ را داد دخر ۱۸۲
- می هست درم هست بیت الله رخاں هست
غم نیست و گر هست نصیب دل اعدا هست ۲۱۶
- مرد باید که جگر سوخته خن ال بودا
فی همانا که چنین مرد فراوان بودا ۲۱۹
- از بهر همه خانه منقش کردی
مزداده و خان با جو آتش کردی ۲۳۹
- چون مرا دیدی تو او را دیدی
چون و را دیدی تو دیدی مرا ۲۵۹
- وای ای مردم داد از عالم بر خاست
جرم او کند و عذر مرا باید خواست ۲۸۱

۱- رباعی کے دو سر کے قوافی - شمش و خوشی - : ایک نسخہ میں دھوڑا ہے :

- ۲۹۴ اول سخن گویم اگر خواہم اگر نہ
 ۲۹۸ گفتار دراز مختصر باید کرد
 ۳۰۹ خواہ اگر دیوانہ خوانی خواہ گوی بہیست
 ۳۱۱ کایشان دانست سیاست ملطانی
 ۳۲۵ متواریک وز حاسدان پنهانا
 ۳۲۷ باماکس را بخانہ در منشانا
 ۳۸۳ چاکر بوالعجبہای خراسانم
 ۳۸۳ ای دوست بویہای دیگر منگم
 ۴۰ کجا میر خراسانست یزدی آنجا
 ۸۱ تو شاد بزی و در میانہ خوش باش
 ۱۶۱ بگر کی ازان کوہ چہ افرو و چہ کاست
 ۳۰۶ چہ پنداری کہ گورم از عشق تہیست
 آواز آید کہ حال مستوئم چہیست

خاص القانہ جوان اشعار میں آئے ہیں جو زبان شیخ سے سنے گئے :

چند ۱۵۱، پیشہ ور ۲۰۱، بولاد، ماندہ ۲۵۳، چشمک (تصغیر چشم) ۲۵۹، اسقف

۱۔ ترینہ غالب کہ شیخ کی زبان سے ۲۔ شیخ نے لفظ قسم بشر یا سین کی زبان سے
 یہ رباعی سنی تھی ۳۔ یہ شعر خواب میں شیخ کی زبان سے سنا گیا تھا ۴۔ دوسرے قوافی
 ترکش و سرکش۔ :۔ کذا۔

سالیان ۳۱۸، خیس ہمت ۳۲۵، یزد (= جزاؤ)

ایک شاعر نے شیخ کے سامنے شعر پڑھنا چاہا، اجتہاد اس سے کی "ہی چہ خواہد این گریہ" زمین زمنا "شیخ گوت" پس بس بنشین کہ ابتدا از حدیث خویش کردی میزہ بردی "۲۷۲" شکر و سپاس ۳، خیرت، مستعد عالمیان، ہمارے مسنون، اسکمل، حکمت بالذات، در ہاد ایشان مرکب ۴، ہر قومی راز فانی (ایک جگہ زبان، ورنہ ہر جگہ یہی) لغتی، برہان ماہر، حرز، مشغولی بحق، صحابہ طیبین ۵، وسائل ۶، ہر یک .. شروع انجمن .. بودند ۵، ح گناہ کار (کذا)، استخبار، ہمت ۶، خواطر (حی خاطر)، ہمہ سمعہا از ذکر آن مطیب، مہنی، انہوں کی حادثہ غزوہ خراسان پدید آمد و در خراسان علی العجم رفت آپ رفت و در مہینہ علی الحنفیہ دیدیم آپ دیدیم .. و بحقیقت در جملہ بلاد خراسان ہیچ موضع را آہ بلا .. نبود کہ مہینہ را و اہل مہینہ را و حقیقت این خبر را کہ اشد البلاء یا للانبیاء ثم للاولیاء ثم للامثل، فالامثل مارا و ہمہ اہل خراسان را در بلا ہای مہینہ مشاہد و معاین گشت و قصیرہ عن طریقہ اینست کہ در نفس مہینہ عدد و پانزدہ تن از فرزندان شیخ .. بالعارض خکچہ .. ہا اک شدند و بشمشیر شہید کردند بیرون آنک بشہر ہای دیگر شہید گشتند و مد قسط و وبای این حادثہ نمائند .. و مریدان صادق و محبان بنماشوق را حال برین قیاس باید کرد، قحط مسلمان، کار دین را ترا بھی تمام گرفت و اختلالی ہر چہ عظیم تر کار دین راہ یافت، مہین و میر ہو ۷، دخول راہ طریقت پیریزک، طلبہا حدیثی شد و اعتقاد ہا فساد و تمام گرفت، مبلغ (عمر کا معاملہ) آٹھ ہشتاد و نہ سال و چہار ماہ، چنانک بر لفظ

۱۔ یہاں سے نظم و نثر کی قید نہیں۔

مبارک اور فتنہ، توانائی را در ان مجال بود ۸، غایت جہود در آن بزل کرد، شہت،
از ابراد آن تماشائی نمود، شیخ کے بارے میں ایک اور کتاب مکتبہ نوریہ نے ابن عم مصنف
جمعی (مجموعہ) ساختہ بود (برائے کتاب)، بضاعت حرجات، اہلیت، زیادت
(زیادہ)، کبریت الحرقہ، اسرار۔

گر تنگ شکر خرید می نتوانم ہاری گس از تنگ شکر میرا کم
از سہ و بہم بیرون نیست، حکایاتی کہ .. از روایات و عقائد مسند گشتہ نزدیک ما،
سخنان، نکت، صناد ۱۰، سجدہ گاہ، بوسہ بجای، زوایا و کذا، دل، ہر چہ بر آن
رقم خدمتی میکشید، سمت زیرہ بکرمان بل کی حقیقت بردن پاسے ملخ پیش سلیمان دشت
۱۱، عدیم المثل، دنیاوی، ہنزدیک، تحفہ بموقع، پیرو پدرو پیشوا و مقتدا، اوقات
موت، اوچد، با فائدہ، نثر ۱۲، ملاحظت، عشرتی یا مغوتی، مکانہ، رقم عفو و
حجاز کشد، خوشید (کذا)، بر لیشان ۱۵، بابو (باب + و) بوا نیز .. با جمعی عزیزان
.. در مہینہ نشستی داشتی، سماع کردندی، بسیار می ۱۶، عظیم دوست داشتی، درین
ممرای یک در خانہ بناکن چنانکہ آن خانہ شاعری من بود، عومہ، شیخ، پیشگوئی پیر الہام
(کذا) بشر یا سین در بارہ ولایت شیخ ۱۷، نگرہ است، ایلن، پیر را عمر باز کشید ۱۸،
مطالعت، فریقہ گزاردن، بوالقسم .. را وفات رسید ۱۹، گورستان، اخلاص،
اویس، از لغت فارغ شد و اندیشہ بفقہ داشت ۲۰، از علم طریقت باہکی، از ذکر
ایشان .. حال کردہ شود، بایزید جہز صادق کے مرید تھے اور انھیں کے مذہب پر،
و خود بھی صفت روا نباشد در طریقت کے مرید ہیں بر مذہب پیر خویش باشد و یا
بھی چیز و بھی نوع از اعتقاد و حرکت (کذا) و سکناات مخالفہ پیر خویش روا دارد،

نقصانی افتد بر مذہب امام ۲۱، بزرگواری، محفوظ و معافی، مشائخ مذہب ۱۰۰ امام
 شافعی داشته اند، کلاً و حاشا، بعضی ازان سنت است و بعضی نافله ۲۲، بشرحانی
 ۰۰ ہرگز پای افزار و کفش در پای نکرده است گفت حق ۰۰ ہی فرماید ۰۰ زمین بساط حق
 ۰۰ است و من رواندارم کہ بر بساط خدای با کفش و پای افزار روم و ہمہ عمر پای بر نہ
 رفته است، فرستگان (حن فرشتگان) بہ زن در مذہب شافعی غنیقی ہست و او کار دین
 تنگتر فرارفته است اختیار این طائفہ (مشائخ) مذہب شافعیست ۲۳، اقر اللہیم
 و تعبت، ہر کس را بہتر از خویش دانستق را ہی سخت نیکوست و در ہمہ اسوال بترک اعتراف ۶
 گفتن طریق عظیم پسندیدہ است و آنچه بغیرات دیگری مشغول خواہی گشت با صلح نفس
 خویش مشغول بودن بصواب نزد کثیر، تعلیق تمام کرد، دو تعلیق بر تعال تمام کرد ۲۴، مذہب
 شافعی در خمس اواظہار کرد، خاک (مزار) ۲۴، نماز پیشین، طالب علمی، ازلن ترتیب
 بیفتاد، آفتاب بر آمدن ۳۶، دستور (اجازت) خواستیم، مستک شد ہی ندانی پس
 پیش (پیر یا فضل کی زبان سے)، حق گزار، شکر ۱۰۰ تا کھنجر آرد، گوناگون ۲۷،
 خلیفہ طلب کن، معرین، در کلا بانظارہ تسلیم باش، رسیدی، در ہار (کذا) ما، پیر یا فضل
 پیر صحبت شیخ بودہ است، نصبت، بودی، جماعت ۰۰ بودند ۲۸، مراقبت اسوال
 شیخ میکرد، بر زیدن (حن و زیدن)، اسنبہ، فراش، ابتدا میں مجاہدات شیخ کے
 تفاعیل، ازان جملہ: بروز، یچ خورد و جز یک تاناک روزہ نگشاد و شب بیدار بودی و
 در صومہ خویش در میان دیوار بمقدار بالا و پهنای خویش بجا بگاہی ساخت و در ہادی
 اندام و نحت ۲۹، بکلی، خضر سے ملاقات، سجادہ بران تل فرو کردیم ۳۰، افتد سیدیم،
 بالاسیت بر سر راہ، بکلی بود بنیر و ۳۱، والدہ فرا در میاں، رباط وان (حن رباط بان)

فراز آمد و در بگشاد، رگل و وحل ماہر دوان بر خاستیم ۲۹۱، ہو بک، بختی بار خدای تو،
 عبادت گاہ ۳۲، قدمگاہ، بنگر نیرد، بخسب (کذا)، بانگ نماز، در جامہ خواب شد ۳۳
 راہ او بزند، براثر او بیرون شدم، در فراز کشید، سحر گاہ، در کل احوال ۳۴، میویز،
 دستار کی در سردا شتیم ۳۵، اولہ (حن ابرہ)، شیخ .. در ہوا معلق میرفتی، شیخ .. خرقة
 از وی فرا گرفت ۳۶، قول رسول بوجوب شیخ: بہترین جایہا بازار است و بہترین جایہا
 مسجد ۳۷، وظیفہ، عالم را از خود سخنیتم، نام دیوانگی بر ما ثبت کردند، سر، انگشتان،
 ہر چہ شنیدہ بودیم و در کتابہا دید کہ فرشتگان اُن کنند و یاد را اند جلہ بگردیم، سنت را سمت
 کردیم، فرشتگان (حن فرشتگان) ۳۸، پنداشت، ما را تاخت کرد، خداوند .. ما را
 فراموش کرد، خریزہ ۳۹، جاعتیان اُن مسجد، شیخ: ستور (جن پر شیخ سوار تھے) نجاست
 افکند مردمان .. نجاست را بر سر و روی میمالیدند، کافری، حالت قبض، انتقال کردند
 ۴۰، فرومای (حن میای)، شیخ سات سال، سرگز و طاق میخورد سمت، بسط ۴۱،
 رفاہیت، صاحب سری پادشاہ، بروی تانہ و طبع خوش فراتند، تشریف قبول، شرف
 محاورہ انداز فرمایند ۴۲، کہ دینی مقام کرد، بغیث مشلح بود، مخیران و مشلح، زود کار
 ۴۳، کشتن و سوختن بودہ ۴۵، نایافت مسلمان، نیکو روزگار، پیران آراستہ، بیرون
 ۴۷، با مطلقہ صحبت مکن، قالت، سمالت، علم ظاہر سے بے نیلای شیخ نے اپنی کتابیں
 زیر زبانی کر دیں، این حدیث بر ما گشادہ گشت ۴۸، جزو ہا داشتیم ہماہ، یکایک (ایک ایک)
 ؟ مگر ستم ۴۹، رہ بخور و کوئمہ ۵۰، از گفت آن پیر، زاویہ گلہ، نماز افزونی کردی، ہواہ
 قصد کردہ، رگ بند، جامہ .. نمازی کرداہ، شیخ بدست خویش در ما پاد شد، ایک سے خرقة
 لینا دوسرے سے لینے کا ماتع نہیں، تمام و کمال، سر و عطا نہ او، عقیل القیل .. و مشار الیہ

۵۲، گواہ عدل، نسب (نسبت)، گرفت آن ۵۳، والیت (حن بالیست)،
 مضادات ۵۴، صوفی نمای، اگر صور الفاظ مشائخ از راه عبارت تفاوتی نماید
 معانی ہمہ کی باشد، شیخ: لیس فی جنتی سوی اللہ ۵۵، بطلان خرقہ اول، منزگاہ ۵۶،
 نہ آلت پیرزناست و لکن مصافکاه جو امر دان (ہر جگہ جو امر د) ۵۷، تازنین ملک،
 تواب بلاغت در جہ ولایت، بلوغ نبوت، شرکھا و منیہا و داوری و انکار و خصوصیت
 در سینہ او تعبیر کردیم ۵۸، زہادہ، کلی عبادت مشغول ۶۰، مبلغی سنگ،
 شبی بزرگوار اختیار کردم، ہمار بر روش ری، مجلس میگفت، ستور زین کنیدا سبب
 شیخ بیاوردند، شیخ خوش گشت، سازید (حن سازیت)، شیخ: جملہ اولیا..
 حالات و کرامات خود از خلق پوشیدہ داشتہ اند مگر آنچه بنی قصد ایشان ظاہر شدہ..
 و از ایشان کس بودہ است چون (کذا) پیرزی از کرامت او بنی قصد او ظاہر شدہ است
 از خداوند.. درخواستہ کی.. اکنون.. جان من بردارد.. و حالی بجوار رحمت.. نقل کردہ
 است ۶۱، مگر ایسے لوگ مقتدا نہیں، مقتدا“ اظہار کرامت میں کوشاں نہیں
 ہونے، لیکن بے قصد طور میں آئے قیاس سے متاثر نہیں ہوتے اور ایسا وقت بھی
 آتا ہے کہ مصلحت اظہار کرامات کی ہو ۶۲، ثقات وعدول، مبالغت، کتمان، صاحب
 حالی بکمال ۶۵، نوبت مجلس نہاد ۶۶، پوشیدہ مگر شی ۶۷، رہایت از عیال
 شیخ ~~میں ایک رباعی جن کی بیت انہو غیر مصرع~~ شیخ اورا بوالقسم گرگانی
 ایک تخت پر بیٹھتے، ایک درویش کو یہ خیال آیا کہ ان دونوں کی منزلت کیسا ہے۔
 شیخ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: ہرک خواہد کہ دو بادشاہ ہم بند ہر یک تخت و
 ہر یک دل گوید نگر، اس کے بعد وہ یہ سوچنے لگا کہ آیا.. امر و.. بندہ ہست بزرگوار
 ترا دین ہر دو“ شیخ نے کہا“ مختصر کی بندی ہر روزی دران ملک چون یوسعید بوالقسم
 نہاد ہزار ہزار سد و ہفتاد ہزار ہزار سد این میگفت و میگماید ۶۸ و ۶۹، درخانہ

طیاً فی آوازی داد کہ کما وے، بر شیخ اقبال کردند و وی بروی ہنادند، شیخ در میان
 سخن شعر بہت میگفت و دعوتہای با تکلف میکردی و پیوستہ سماع میکرد دندی، و پیش
 وی، جلد .. با شیخ بانکہ را بودند ۱، جہاہای ناسخ، دستار فوطہ طبری، دینار نشاپوری،
 با ستاد، بیستادم، گرما بہ ۲، معمری و خدمتی کند، حلیہ اگری، اشتر بکری بگرہ فتم،
 شہب بیکہ گشتہ، ماندہ و خستہ، این خاطر با خوشی مقرر کردم ۳، خوشی بیکہ
 (کسی طریقہ سے) بر سر آن بالا انگم، آبادانی، قوی دل، تیر پرتابی ۴، پارہ آب
 صافی، گر، خدای تاترس، حلیہ شیخ، بلند بالا سپید پوشست غنم، فراخ چشم محاسنی
 تاناف ۵، مرقع صوفیانہ پوشیدہ، چچی در پای کمرہ، دوکانہ بگذارد، دوکانہ بگذارد
 ۶، شیخ نے ایک شخص کو شیر پر بٹھا دیا اور شیر اُسے آبادی میں لے آیا۔ اتفاقاً شیخ کی
 مجلس میں پہنچا اور انھیں پہچان گیا۔ چاہتا تھا کہ اپنا واقعہ بیان کرے کہ شیخ نے کہا:
 ہاں تشدیدستی ہر آنچہ بیند در ویرانی نگوید در آبادانی ۷-۸، جامعہ .. از
 سر من بر کشید و آل جاہان را دل من پوشانید، تشابور میں "مقدم کرا میاں" ابو بکر سحاح
 ختہ اور رئیس اصحاب راے و روافض، قاضی صاعد، ہر یک را ازیشان تبع بسیار و
 شیخ را عظیم منکر بودندی.. شیخ .. ہزار دینار زیادت در یک دعوت خرج میکرد .. و
 ایشان بران انکار ہای بلیغ میکردند .. ایشان .. محضری کردند .. کی .. مردی .. از
 مہنت .. دعوی صوفی میکند و مجلس میگوید و بر سر منہر بیت و شعر میگوید، تفسیر و اخبار میگوید
 و سماع میفرماید و قص میکند و جو انان را رقص میفرماید و لوزینہ و گوزینہ و مرغ بریان و
 فواکہ الوان میخورد و میخورد و میگوید من را ہدم و این نہ شعار زاہد است و نہ صوفیان و
 خلق بیکبار روی بوی ہنادند .. اگر تدارک این نکند زود بود کی فتنہ ظاہر گردد۔ یہ محضر
 غریب گیا، سلطان نے جواب لکھا کہ "اے فریقین شافعی و بوحنیفہ" "تقص حال"
 کہ بعد مقتضای شریعت، کے مطابق عمل کریں ۹-۸۔ این مثال روز

پنجشنبہ در رسید .. منکران .. شاد شدند و گفتند .. روز شنبہ .. شیخ را با جملہ صوفیان
 بردار کفیم (الزامات ایسے نہیں کہ شریعت یہ حکم دے سکتی) یہ بات شہر میں مشہور ہوئی،
 معتقدین "ریخورد و غمناک" بھتے، لیکن کسی کی مجال ("زہرہ آن") نہ تھی کہ شیخ سے اس کا
 ذکر کرتا۔ خواجہ حسن مودب کہتے تھے کہ "این روز چین نماز دیگر بگزار دیم شیخ .. گفت ..
 صوفیان چند اند؟ گفت صد و عسبت تن .. ہشتاد مسافر و چہل مقیم .. گفت: فردا چاشتگاہ
 بہت ایشان چہ خواہی داد؟ حسن نے کہا جو آپ فرمائیں، شیخ نے کہا کہ پیر تکفہ، کھانا
 ہونا چاہیے۔ لیکن "در جملہ خدینہ یک تازہ نان معلوم ہووہ .. و در جملہ نشا پور کس را تمیدارم
 کہ بیک دلم سیم باوی گستاخی کنم کہ ہمکنان ازین آوازہ متغیر شدہ بردند زہرہ آن ہووہ
 کی شیخ را گویم کہ وجہ این از کجا سازم؟ حسن گھر سے باہر نکلا، راہ میں ایک شخص ملا، اس کے
 سوال پر بتلایا، اس نے کہا: "دست در آستین دل آرد و بر دار آفت دریا بصدت
 است دل و ہم گفت شیخ صرف کن" من دست در آستین وی بردم و بیک کف زلہ سرخ
 برداشتم و خوش دل شدم .. و روی بکار آوردم و .. جملہ راست کردم و گفتی کف من
 میزان گفت شیخ بود کہ این جملہ سمانتہ شد کہ یک دیم سیم نہ در بالیدت بود و نہ زیادت
 آمد ۷۸ .. ۷۹ - کر با سہامی گزار شدست ۷۸، روز بیگاہ شد و آفتاب بیک زرد گشت
 ۷۸، من قصہ: او تقریر کردم ۷۹، گستریدم، تسکی چرب کنند، شیخ مسجد سے جمعے کے
 دن نماز فرض کے بعد رخصت ہوئے۔ قاضی ساعدی "خطیب شہر" بھتے کچھ کہتا پہلے بھتے،
 شیخ نے انہیں اس طرح دیکھا کہ ان کی ہمت نہ بڑی۔ شیخ نے دس "من" کاک ("کاک
 پڑ۔ کج دوپتہ مغز دوی نشانہ") اٹھ دس "من" منقا ابو بکر اسحق کے پاس اس پیام
 کے ساتھ بھجوا یا کہ آج اس سے انظار کیجیے۔ وہ حیران رہ گئے۔ ایک شخص کو قاضی ساعد

کے پاس بھیجا : دوش نیت روزہ کردم و امروز بمسجد جامع می‌شدم چون بسراپاہ سوی
کرمانیان رسیدم بردوکان (گذا) کاک پزی کاکی پاکیزہ دیدم .. آنددم کرد .. کہ چون
از نماز باز آیم بگویم نا از دوکان (گذا) .. کاک بخزند .. چون فراتر شدیم متفادیدم
گفتم .. روزہ بدن بگشایم چون بخانه آمدم فراموش کردم و این حال با یسج آفریدہ گفتہ
بودم .. کسی را کہ اثرات خاطر او بر من اثر .. باشد مرا با وی جز ترک مناظرہ نباشد -

پیا میر جواب لایا : من این ساعت ہم بدین ہم بنزد یک تو کس میفرستادم کی او امروز
.. سنت را مقام نکرد و گرفت من .. میخواستم کہ او را بر خاتم .. شیخ بدینالہ رحیم بن
باز نگریست خواست کہ زہرہ من آب شود .. او امروز ہیبت و سلطنت خود بمن
نمود با وی مرا یسج کاری نیست - ابو بکر اسحق سنی شیخ کو کہا بھیجا کہ آپ جہا نیں اور
آپ کا کام ۷۹ - ۸۰ - انگشت در دندان گرفت ۸۰ ، قاضی صاعد .. و ابو بکر اسحق
.. و سلطان با عدد ہزار مرد و مفتقد پیل ہنگی مصافی بر کشیدند .. و خواستند ترا قہر کنند
.. تو بردہ من کاک و دہ من متقامصاف ایشان بشکستی ۸۱ ، ما جری بگفتم ، از دی باز
لرزہ بر شما افتادہ .. چون حسین منصور سی ہایدکی در علوم مخالفت دہ مشرق و مغرب کس
بجوت او نبود دہ عہد وی تا بجوی بوی چرب کنند ، چوب بعباران (برے معنی میں نہیں)
چرب کنند بخامردان چرب نکنند ، اسرام گر نندرو لبیک زدند ۸۲ ، جملہ جمع مصافی
گشتند ، زنی بود .. عابدہ و زاہدہ .. اہل نشاہور بوی قہرب نمودندی ، سہمناک
۸۳ ، درم فچی در کیسہ کرد او را پیش والدہ لوطاہر بریدہ تا او را خرقة پوشد ، ہر جہ
داشت دہ باشت ، استاد بوالقسم قشیری آشنا پدہ باشیہ ، اندادہ بود و با وی بانگالہ
بود ، اجابت کرد (فیصل) ۸۴ ، یسج از عودت (ستر) بر ہنہ نکردد ، کینزک ، تو جیبہ

.. نهاده ۸۵، شکرانه ۸۶، خیال نو باوه، داماد استاد، دعوت داد، طلح
 (جن تلخ) ۸۷، صد نیک بیک بد توان کرد فراموش گر خاله بر اندیشی خرماتوان خود
 (۲) ابیات بعنوان "قطعه" بیت مصرع - توانی آذر د و در دو غیره) ۸۷، شلج
 سقوطه، وارد گزارد، زبان و ادبی پیدا آوردم، آب زردی و بر فتدی ۸۸، شیخ
 ما بقدر علوم درین بیت آوردم - "از دوست الخ" (در شروع صفحه ۵) ابوالحسن
 کا قول که هم - به جو کجا یا پیر هان شیخ سینه ایک بیتین "بیان" کرد یک کسان ۸۹،
 دستوری تمیذ، جزو، الزان الطمه ۹۰، سفره نهاده اند، در ویش با خرقه بر کشید
 بجا کرد، صاحب سفره ۹۱، جامه خرقه کرد، اجابت (قبول) ۹۲ - عبید الله
 .. در آله پیر سیدک امام، باد کی در باد است، گریستن و بهیاد رفتی، این خواب دید
 بود که در شیطان نمود ۹۳، لاجل کرد و ذکر می گفت، شیخ در چهار بالین نشست بود
 و تکیه کرده، دشوار بر توانستی خاستن ۹۵، بوسی بر ران او نهادی، ۹۶، ساجد
 محمد شکسته (نزد - ۵ درم کیم) آورده ۹۷، خرچ میانه داد، آن حدیث با مع
 صحبت می داشت، کارم در دست، اذان روز باز کلاه او بالا گرفت، غمیدی
 خراسان ۹۸، بد لگام، کمرای بزد ۹۹، امروز عرض داده ام چهار هزار
 مردانند در خدمت من، ما و را نه، ما و را نه، پناهی .. آهید، غسلی بر آوردم ۱۰۰،
 منزل منرا می شمارم راد خاک رفت ۱۰۱، آرام گیرید، "رافضی"، اسلام عرض
 کن تا بنو مسلمان شوم ۱۰۲، دروی نعلبه میگردند ۱۰۳، اسباب سفره .. ترتیب
 کن ۱۰۴، خرچ از پشت باز کرد ۱۰۵، از عهده بیرون آیم، تختی فوطه، خیمه سان
 (قرص خواجه) ۱۰۶، طف، تفرقه (تقسیم) کن بر متقاضیان ۱۰۷، شل .. راست کرد

دوکان، حیات و زندگانی ۱۰۶، از اعلیٰ علیین بتخوم الضمین، هزار و دشار نقد کن
 هر لبه، زیره بای مزعفر، منادی گن، هزاره شمع بنود در گرفت اسراف بود، شیخ: هر چه
 در حق (حن ماه) حق کنی ۱۰۰ اسراف نباشد و اگر دانگی سیم در حق نفس بکاه پس
 اسراف بود ۱۰۷، «سنت مشارح» که بر آئے اسی دن خرچ کرو جفتی کفش
 (حن کو میان) ۱۰۸، دره، رودخانه، دوکانه، گزارد، آواز طاق طاق، لمرز
 افتاد، چهل مردان ۱۰۰ که مدار عالم ۱۰۰ ایشانند، برکه (برکت)، باخویشتن آمد ۱۰۹،
 بخویشتن و نرس، مجاهدت، تادیب و شکستگی، شیخ: «علوی» کو رسید، کہا
 ۱۱۰، بنسبت است نه نسیب، هفت سبع قرآن، حالی، شیخ: «در خبر میاید»
 کی پهنای لیرح محفوظ چندالست کی بچهار هزار سال اسب تازی بمیادی ازین سر
 بدان سر نژادی رسید و بار کثیر از موی یک خط است اذان همه کی بدین خلق بیرون
 داده است اذانم تا استخیر همه دران مانده اند از دیگران خود خبر ندارد (کذا)
 ۱۱۱، «مقدم» طلق گیرد، خدمتکار، سزا محو ۱۱۲، حلا طیار، در اندرون او صفرا
 بشورید، صفر امکن، تنگی عود، تنوده، همسرانیکان، محتسبی بود عظیم مستولی و
 صاحب رای، یعنی در داد، ادخال ۱۱۳، بزج ۱۰۰ رغبت نمودی، لمرز بدن افتاد
 نشست او در ۱۰۰ ملقا باد بوده، مجلس نهاد، در حال، شیخ کے «اصواب عشره»
 ۱۱۵، شیخ: «مرا مکان نیست نه تخت و نه فوق نه پایین و نه بسیار و نه جهت
 و اینک ما در مکان مینشینیم برای مصالح مردمانست، آن خواب را اساس نهادم،
 خواب با مردمان تقریر کردم، تقاضا میکردند و هیچ معلوم نبود ۱۱۶، درینا معنی
 سخن گوید، طنبور، نان تنگ شد، بوس بر داد ۱۱۸، اوام، همباز زد و سری

جگہ اسی کے لیے انباز) ، بوی خوش ، درست ۱۱۹ ، برہ شیر مست ، گو ، معاک ،
 دران ہمسایگی ۱۲۰ ، سگبان ، شیخ ” آب گرا بہ پارگین را شاید “ چوب سر سپہ ؟
 ۱۲۱ ، مواخذت کرد ۱۲۲ ، ترک ظلم گرفت ، ہمسرایگی ما ۱۲۳ ، دخترک .. بیتمہ
 را بشوہری دادیم .. امروز .. شغاک اودا سمت شدہ .. اولاً بحضرمیسا پریم ،
 ناخن پیرا بیار و ناخن اویاز کن ، شغف (کذا) آدمیست براعتراض کردن بر ہم
 ۱۲۴ ، خواہہ علیک ، سخن دیگر برداشت ۱۲۵ ، خاک تمام شد (قریتار) ،
 عامی شد (قصروار شد) ۱۲۶ ، خطیبت از آن بوسعید .. دستگیر من آن خط
 خواہد بود ، قصاب در بارہ شیخ و ہمراہیان شیخ ” ای مادر وزن اینہا مثنی
 انیو نخواہد ان .. چون دینہ تعلقی “ و در شتام چند بگفت ۱۲۷ ، کتان طبری ، مرنہ
 طائی ۱۲۸ ، فتوحی رسیدہ است طرطوس (کذا) کردہ اند ، شیخ با جماعتی ..
 میرفتند (حن میرفت) ۱۲۹ ، تیریز ، حجرہ ، محلت ، بعد مدت .. بر من اقبال
 کرد و عجزہ خویش بنام من عقد فرمود و خن عقد مجلس فرمود و عجزہ خویش را
 در حکم من کرد) ، مرا عقد مجلس فرمودہ ۱۳۱ ، تفقہ ، خلاف و مذہب تعلیق
 آموختہ (حاشیہ در اصل ” خلافتی و مذہب تعلیقی کردم “) ، نیکو لہجہ ۱۳۲ ،
 فواندہ ، کاہلی کردم ، شولیدہ ، دیر ترک ۱۳۳ ، تکسیر پیوستہ (حن بگفتم) ، زیرہ
 وا ، سقط عود ، کیا در آمد تا بر شیخ احتساب کند ، ترک ۱۳۴ ، مردم انگود پاک بخوردند ،
 برکہ امسالین ۱۳۵ ، در زندلیت ، چہلہ بدادم ۱۳۶ ، فضیحت کنم ، اکی مستوقا بگرد ، خرابی
 مدعی ، ایک شخص نے تحریک کیا کہ شیخ اندوہ چالیس دن بہت کم کھائیں ، شیخ نے قبول کیا
 اور اس مدت میں کچھ نہ کھایا ۔ مدعی ضعیف ہوتا گیا مگر شیخ پر مطلقاً اثر نہ ہوا ۔ اس کے بعد

شیخ نے جو یزیدی کہ ۲۰ دن سب مہراں زندگی بسر کریں لیکن 'مستوفی' نہ جائیں اس سلسلے
 مان لیا لیکن اس پر عمل نہ کر سکا۔ شیخ نے جو کہا تھا کر دکھایا ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲
 نماز فرایض، برقرار معہود ۱۳۷، جامعہ شیعہ، مبلغی جامعہ، اشکان و صابون، تھاق و ناموس
 حلالی لشکر ۱۳۸، گاہوارہ، از شیخ درخواست کر دم ۱۳۹، جزو اول ۱۴۰، ستیزہ تار
 میگویم، بھیلہا نہ نشین نگاہ داشتہ کر دم ۱۴۰، اعتراض کر دم، این گیم را بدرستی ہمراہ کنی، طیبہ سان
 برافکنده، کنشت (براسے جہود)، تارک، سہیک، مال خویش ۱۴۱، صرف پاکیزہ
 ۱۴۲، دستار قیمتی در سر بستہ، مری ستر، تمامی، عروسی خواستہ ام... دستپایان مینواید
 و برگ عروسی ۱۴۲، سترہ (جن استرہ) نمازی کن، سہیک، شوخ (میل)، دستی جامعہ،
 ترتیب جامعہ کر دم، مہری زلف و سر و پیرا، لہا پیر، اندر سار و وقت و حالت یافت،
 محفل نکل ۱۴۳، کورینی، در شب خواستہ رسید، وقت پھاشت نگاہ، تریان جلال، احمد
 شاید ۱۴۴، بریان، صوفیان غریب متارغہ کر دم با مفریان، یکہ، ایکہ (ایک ایک)،
 مملکت ۱۴۵، نمائندہ بی، تخییر کن، ناحیت ۱۵۰، استمالت، شیخ عازم حج
 ابو الحسن خرقانی نے روکا کہ یہ ہر شب گورد تو طواف میکند ترا کجہ رفتن ساحت نیست
 در واسب... یکی مرکب و دیگری ز خنکش، رکابدار ۱۵۲، قفل زدہ جواز، قفل کش،
 تاریک ماہ بود، چشم گرم کنیم، بہتر دیم ۱۵۳، ریختان رسید، یکان یکان، روان
 کردشان، چہار پایان کری گرفتند و بعضی کری دادند، نماز خفق ۱۵۴، خربندگان
 بغایت خوش بود، نفقات ۱۵۵، عظیم شرمش بود، در عروسی بسیار نظارگی بود
 کی از عروس پاکیزہ تر باشد لکن در میان ایشان تخت و جلوہ یکی را باشد خادم شیخ
 سہو ابوالحسن کے یہاں کچھ چھوڑ آیا انہوں نے اس سے (بے حصول اجازت)

قرض ادا کیا ۱۵۶، آنجا منزل کردند، گرمایه بان ۱۵۷، سیم راست میگرد
 ۱۵۷، حالیا تا طبع رسید بگر بند بار اتلید کم پس آنتهای کوه سفند را رسانیدند و
 سفره نهادند، آن محلی که تقریر افتاد ۱۵۸، ازان اعتراض سن جواب فرمود
 با یکدیگر صدراع کردند، میان ایشان فراهم آوردی ۱۵۹، دراز گوش و
 بتبلیت، نقاد، مردم کردند، فرجی در پشت کرده و مزد وجه بر عمر نهاد، در
 دروازه شوخان، روز چهارم ۱۶۰، صاحب و انعم، و دامگاه، اولادنا اکیادنا
 فرزندان جگر گوشگان ما نرنیب راه نکردند، شغلها را سنت کرد و بر فست
 برگز آنت خانقاه را، هیچ معلوم نبود، میرکت تر ۱۶۲، عطف دوستی شیخ را
 برست، کیچ ۱۶۳، بانگ نماز گفت، قاسم گفت، جمع در فریضه شروع کرد
 جامه شمارا گوش پیدا دنا نمازی ماند ۱۶۴، میرا اثر راری، خلق، میرا اثر
 ۱۶۵، قارمگاه، درای صفت این مرد صدیقی نیست ۱۶۶، عریز و او، حلوای
 فایده مر عفر، دستوار، خلاص یابم، میوز، نان و حواج آن، خاطر دنیاوی
 ۱۶۷، زنده دل، جماعت گزارد، بد و تقریرها کردند ۱۶۸، و او هر روز پنجشنبه
 در نمازگاه شتی بنهادی، سنت شادمان ۱۶۹، آل سلجوق، خروج کرد و رسید
 بانو لیشن رسیدیم، شیخ در خراسان و عراق سلا مینه کودی، بیاع ۱۷۱،
 حکم انداز، معارف شکر، خنجره روغن کاو، تشریف دادند، روشن جویشان
 سلفان این سیاست نمود و کوچ کرد و آل سلجوق از آمدن سلطان خبر یافت
 سلطان را شکستند ۱۷۲، اندرین، همه خراسان، معمر قصیر، القامه کثیفه اللجیم
 ۱۷۳، مجلسان، فتنه ترکمانان (هر بجای سلا مینه می مراد) ۱۷۴، چندین

چه زنی نظاره، هر کسی درین معنی نفسی زنند ۱۷۶، پهلوانان راه شما، احوالها
 یک صفت نیست، تمامت ۱۷۷، دلگاہ، جماعت در انتظار است، گناهکار،
 اوام ۱۷۸، پربوه، ناشالیت پای افزار باز کرده ۱۷۹، بوس پرداد، پای
 تابه بستد و بروی مالید، نمره، کسب و کار ۱۸۰، دل پسرانگی، خراسبانی، گرگاه
 دوح، کوه بین باغی، در سفره نشستن، محبت کن ۱۸۱، خاکک، زاپری،
 خانه پس، کوه دارد یعنی زوستانسیدت، در نور تعظیم شیخ تریبی میاگرد ۱۸۲،
 هزار کویچ را خدمت کنیم تا بازی در افتد، شایاطی ۱۸۳، پای افزار،
 برادر بر سر خود بداشت ۱۸۴، آب بازی کنید، شتاو، مردگی ۱۸۵،
 استحقاقها کردند، ترکمان قاز، شیاروز، بر خوشی حق سیرت کرده، سن
 صفت شیخ دادم ۱۸۶، خداش دادم، این همه بنفید بهاسه مابوده، مبلغی
 مال قبول کرد و بعضی نقد بداد، قاضی سینی روشن شیخ، شیخ کی پیشگویی ان کی موت
 سے متعلق صحیح نکلی، بر قاضی نمسا از جاره کنیم، سوگند طلاق خورده ۱۸۹، داس،
 قباای جاریه، گنبد خانه عالی، خانه داشت در بالای سرای خویش، و بوه انرا بجات و
 عمارت، بحساب ۱۹۰، چند گندم مانده در کس قدر، نفقه او (معلم) از سبی که کودکان
 را تعلیم داری حاصل میشد (حق از سبی که .. جمع کرده بودی) من مری مسلح باشم و ملایم
 حلال باشد ۱۹۱، خانه را جامه انداختند، چنین دلشغیلی، دست و درنج، کالگری ۱۹۲،
 سحرگاهان، خاک می آشورد ۱۹۳، خانه و فرزندان برداشت و به پیشه آمد، مقضی الحوائج،
 طاعت ۱۹۴، در حق ما تخلیطی کرده، بجای نماز، رضا داد، کار و اتیان، با اهد کردی،
 گفتم برین تشریف که بر لفظ مبارک شیخ میرود عهد زادم ۱۹۵، بدیوان ادبانه ناچهار تالاه

کئی ۱۹۶، بدین ایزار، گرد را .. دور میکن، بر حمت حق .. نقل کردند، پایگاه ۱۹۷،
 مسعود .. از جمله احرار سلاطین .. برده، چون حسن بالردیگر .. رفت او دفعی گفت،
 سنگان غوری، پوستینی در سرد کشید ۱۹۸، خاضعین، غاشیه داران در او دیدند و فریاد
 در گرفت، انگشت ہین، مطبخ میں گوشت نہ تھا اندھ حسن تر حیب آن نہ داشت
 ایک ہرن شیخ کے پاس آیا اور ان کے سامنے زمین پر گر پڑا، شیخ کہتے رہے کہ "نباید
 نباید، لیکن وہ زمین پر تر پڑا ہا، ناچار شیخ نے حکم دیا کہ "بکا دینا اور البسل کنو ۱۹۸۔
 ۱۹۹۔ آہویک ۱۹۹، شور با ۲۰۰، این شیخ بر اصغ نمیت ۲۰۱، دستار .. دور نہادہ،
 دروی نظارہ میگردم، نیک بشوایہ، آخر یس ۲۰۲، پانزدہ بال شیخ از بر کردہ، مسلمان در
 دل میں شیریں شد، حسبت کردی، عمر است آن اور اقرآن .. بیا موز ۲۰۳، در اند
 و پیرین و انار، موندہ و رغین، تطہیر آن بولن کنید، بولن را تطہیر دینا، شیخ "کتابت
 لغویں میباش چنان باش کی از تو حکایت کنو" از آن آسب کونہ ۲۰۴، عربیت
 گردن بند .. ہر زربین دروی کشیدہ ۲۰۵، اقتضار ۲۰۶، تصحیح اسامید و عدالت
 روات، دھاتی احتیاط و استعنا بجای آورده تا قیام ساعت .. استیرا ۲۰۷،
 خاطر احمافی، تمثیبت، خد متہای خشن، کارگی، خواب امام منظر حمدانی ست آفرانہ
 کہا "کارما باشیخ .. ہچناست کی پیماہ از ان یک دانہ شیخ .. است و باقی منہ، مروری
 از آن شیخ .. از سر گرمی بر خاست .. آچ .. شہیدہ بود باشیخ بگفت شیخ گفت
 برو و بانوا بہ .. بگوی کہ آن یک دانہ ہم تو بی مار یخ چیز نیستیم، مے راہ اولدی مہ بوا،
 فرمان یافت (= برد) ۲۰۹، دست انویہ ۲۰۹، قدم .. زدن، مردان بہالو، قصد
 کندن خون آید (مصرع ۱)، حکمت دان ۲۱۰، فی .. سنگ خارہ اندر نشانت، میان

ایشان مکانہ رفتہ، در خانہ فرار (بند) کرد، بعد علی سیدنا اول شیخ میں مراسلت کئی، وہ ملنے
ایا، تین شبانہ روز خلوت میں طافات رہی، کراحت دیکھ کر وہ ایسا "مرید" ہو گیا کہ
کم دن بیستے کہ ملنے نہ آتا۔ اس کے بعد جو کتاب "علم حکمت" میں لکھی اثبات کرامات اولیا
و عبادت منصرف کے منقول لکھا۔ مریدوں سے شیخ نے کہا کہ "ہرچا حاجی بیتم اوئی داند" اور
بوغی کے شاگردوں کو یہ بتایا کہ "ہرچ من میدانم اوچی مید" ۲۱۰-۲۱۱۔ فیصلی مشیر
در اثبات... ایراد کرد ۲۱۱، اور ابرین تخریض میگرد، کو ازہ، چہار سوی، جاہای
ذکر، بدین صفت (طیور)، شکبہ و ۲۱۲، نفس... را قہر باید کرد و بالیہ مالیدی
کہ تا بشکینش دست از داری، بر مشرہ بنشستند، ہر مریدی کہ تاہل ساختہ اہل
(ازویم) اور بخواندی، کہ خدای، زدک رشتن، گشتب و صوبات اول با آبہ غازی کن،
ایک شخص نے جو ساتھ طالع علم رہا تھا کہا کہ آپ مرتبہ عالی پہنچے اور من بچپن در دانشندی
بماندم ۲۱۴، ہرچہ مارا الان گزیر بود، ناگزیر، شرخن، بنزع ۲۱۵، سعد و داد کند،
شیخ کو نماز کے لیے آستے میں دیر ہوئی، پوچھا گیا تو جواب دیا کہ دنیا دست در دامن
من زودہ بود کہ... مارا نیز از تو نصیب باید... الحاج کریم دست دامن با بند شربت
چون نماز اذ وقت بخاست شد عقل (فرزند) را دکلا و اولدیم، والی و منی ۲۱۶،
شیخ "لیس فی جنتی سوی اللہ" پیش نماز ۲۱۸، اہمیت... برسم او بود، آدمیگری
(بشریت)، خاشہ ۲۲۱، جاہای نیکو و ظریف، شمار بن، پنداشت تو، دنیا پرستی،
پرورش یافت، بودی، زندان مرد بود مرد است بدین درخواست اجابت کردی،
بقساد شولیت و صبور بر صبور دارد، سوال کردی... بروجا اعراض ۲۲۳، در
تفرق میانہ خرد و بزرگ، سچ فرق تمیز مانی، خرقہ کہ از درویشی جدا کرد با دیدان دلش

میفرمائی، کبار، کبیرہ، اولیتر، ندیدی ۲۲۲، ابو عبد اللہ در مجلس شیخ بنی خوشین
 نشستہ بود خواہد وارو پای بکمرزده ۲۲۳، مجلس میں کسی بات پر کسی نے شیخ سے کہا
 "خدایت بہشت روزی گرداناد، شیخ: "مارا بہشت بناید بامشی لنگ و لنگ و
 درویش در آنجا جبرستان و کوران و ضعیقان بنارشد، مارا در رخ باید کی جمشید و
 نمود و فرعون و ہامان در آنجا اشارت ابو عبد اللہ کرد و مارا در آنجا اشارت بنو کرد، شیخ عبد اللہ لنگست
 بانوشین رسید در زی نہی، "وقت قبول" شیخ کبار سے یہاں پہنچا تھا ملازم تعاض سے
 پنکھا (مروہ) ہاتھ سے رکھ دیا "دستی چند بروی آمد" سے بار کے بود شیخ سے
 روک دیا، شکایت ہوئی کہ "ہوانان دست بر پیران دراز میکنند" تو جواب دیا کہ
 اس کا ہاتھ میرا نہیں ہے۔ کد بالو۔ فاطمہ نیر، شیخ ۲۲۴، لیسمان بر سر کھانہ بیرون
 نعرستیا ۲۲۵، ہون ہی کوئی، فراویز، صوفی ۲۲۶، آن فرجی از پشت شیخ
 باز کردند، جامع قرآن، قرآن سے مذہب شافعی کی خاتیمہ کا سوال، ایک آیت
 نکلی جو اس پر دال ۲۲۹، موجب تطویر و سائنس، در کتاب ۲۳۱، سید ازان
 لنگست را اپنی اذلت سمجھا، پرمین، شیخ: "امیری کہ بافتی؟" امیر مظہر اعران
 "براست باعتن و پاک باعتن" ۲۳۲، کا صبر کیا، سید، نوا جگگ
 مشغلہ عظیم میگردند ۲۳۳، شرمزده، شیخ از دنیا نقل ہو کر پھر بیوہ پاکیزہ
 ۲۳۴، معفرہ ۲۱۵، ہرج دوں حق است.. گراہی حق لنگر و ہرج حق است
 ..عبادت در نیاید ۲۳۶، شیخ ابو سعید دین خاں القاد عند و فی اسست و اولاد و بیت
 کردہ افراشیخ را.. یک روز قبضہ بردار میہند قصد شرمس کرد.. چون بدست کرد
 رسید لہمان را دید لہمان گفت ای ابو سعید کیا بیروی؟ گفت دلم نگست بر شرمس

میرم، گفت چون بخیر کسی خدای شمس را از ما سلام گوی ۲۳۹، دوستان
چشم از دوستان فراز نکنند ۲۴۰، بعد ازین خلائی خوان فقہ و علم مذہب خوان
۲۴۱، خانہ ۲۴۲، گوی آب کنندہ بزرگ بود ۲۴۳، آبلہ زدہ، بیاطن آن را سخت
کارہ و منکر بودم ۲۴۴، اوام (حسن نام) خرابات، بینی شکستہ بستہ، مزین، از
شیخ .. شنیدم کی گفت وقتی مصطفی را صلوات اللہ علیہ در خواب دیدم کہ ما را
گفت .. چنانک من آخر پیغمبران بودم تو آخرین جملہ اولیای بعد از تو علی ولی
نہاشد (داوید کے نام) ۲۴۸، عوام شہر مصلح ۲۵۰، مستغل، تن در اندادند
۲۵۱، قبالان میزدند، جامہ زیر ۲۵۲، ایڑاہ پای، نیکو اعتقاد، مردی بود مشکوہ
۲۵۳، مرا پایگاہ آن نبود کہ من سخن او را دانستم، بیاسودنی، خلاقان ۲۵۴،
ربطہ، بزرگتر دانہ، تسبیح ہزار دانہ زمان: موزن، ہزار داستان ۲۵۵، مردہ و
زنج بر بستہ، مقربی .. ابن آیت بر خواند، قول بعض حکما زبان شیخ سے دلت
یا کیا والناس یضحکون فاجتہد بان تموت عنا حکما والناس یبکون " ۲۵۶، آن
توحید کہ صوفیان راست از خصوص جدا کردن، حدیث است از قدیم و بیرون شدن
از وطنہا و بدین محنتہا و یگذاشتن ہر کہ داند و نداند، نظارگی، محدث متلاشی گردد
۲۵۷، شیخ: نردمند آنست کہ چون کالاش پدید آید ہمہ را بہار را جمع کند و بہیرت دران
نگردد تا آہن عوام است از بیرون کند و دیگر بایلم کند ۲۵۸، خضر کا خیال کہ کل ویوں
میں ہو کر کتابی ایسے نکلے کہ انہیں پہچان نہ سکے اور خضر نے انہیں نہ پہچانا ۲۶۱،
طلخ (حسن تلخ) ۲۶۰، تجربت، ناودان ۲۶۳، ایک بزرگ کا خیال کہ دن کو قیلوے
کے وقت صوفیوں کے پاس بجائے توہ در روزی صد و بیست رحمت بروی بارہ ۲۶۴

مہچیز (ایچ چیز) پر دگ، شیخ بایزید شیری را مرکب کردی و مالافعی را تا زیانہ ۲۶۶
 مردمان خوش شدہ، یزد ۲۶۷، یکی منی بگردا سب، او ہاک شد ۲۶۸، کو شک، درازا
 اعتراض شیخ برز کر یا، سر خوش، شیخ: سلیمان دوسرے نبیوں کے ۴۰ سال بعد بہشت
 میں جائیں گے، اس لیے کہ انھیں سسٹہ ملک چاہا تھا ۲۶۹، پتک، ترا تذکرہ نو نسیم بخت
 خوش ۲۷۰، خشک نانہ، تر نانہ، غی ۲۷۱، ترمینہ واسعہ ۲، فردا اور امہ بنید، ہر دین
 سے بوجہ حب و صی حضرت موسیٰ ہزار بہترین آدمی چنے پھر ان میں سے ۱۰ اور بالا خیران
 میں سے ایک، اس سے موسیٰ سے کہا کہ بہترین بنی اسرائیل، کیسے آئے، ایک شخص کو
 چنا، لیکن پھر خیال کیا کہ ظاہر پر حکم نہیں کرنا چاہیے۔ موسیٰ کے پاس آکر گویا ہو کہ مجھ
 سے بہتر، کوئی شخص نہ ملا، وحی آئی کہ یہ بہترین شخص طاعت کی زیادتی کر رہا ہے۔
 نہیں، اپنے کو "بہترین" جانتے، بدولت ہے ۲۷۲، بیتک ۷۷۷، شیخ سے پوچھا
 گیا کہ ہر پیر کا پیر ہوا ہے، آپ کا پیر کون ہے؟ پیر مجاہد سے ہے۔ ضعیف ہو جاتا ہے،
 آپ کا یہ حال ہے کہ "گردن تو در نہ پیر من میگذرد" پیروں سے چھ کیا ہے، آپ سے
 حج نہیں کیا۔ سبب بتائیے۔ جواب متعلق پیر ذلک "مما علیہ الہی" متعلق حضرت؛
 "ما را عجب اذان میآید کی گردن ما در سفت آسمان وزمین چون میگذرد بدین خدای ما را
 ارزانی فرمودہ است" حج: ہزار فرسنگ ایک گھر کی دیوار تک کے لیے جانا کیا ضروری
 ہے؟ "مرد آن باشد مرد کی اینی نشستہ بود در شبانہ روزی چنین خانہ مسعود نہ پیر
 طواف کند، بنگر تا بنی، سبب سے دیکھا ۲۷۸۔ جبک، چراغدان ۲۷۹، جوامردی
 چیست؟ شیخ: آنک شوخ مرد پیش روی ادنیای ۲۸۱، گفتہ (یعنی "نہ")
 برے دختر علوی: این پوشیدہ از فرزند ان پیغمبر است ۲۸۲، منتظم سے کہا کہ اس شہر

میں سب سے زیادہ میرا دشمن ہوا اس کے پاس بھا کر کہو: "درود پیشانی را بپیر گیت و پیری
 معلوم نیست کہ بکار برند یا نہ" میرا یہ نام نہ تھا کہ درود ملی عشق کے پاس گیا اس نے
 پوچھا: "شعنی کیست؟" منتظم نے شیخ کو سلام کیا اور پیغام دیا: "اور مردی نکتہ گوی بود
 و ملازمت گفت اینست ہم شعنی و فریادہ کاری" کچھ کچھ کنیہ، مخور دوستی دنیا، "مالوا، ایک شعر
 کا مطلب شیخ نے اس طرح بتایا کہ اس نے عدد و اشیوں کے لیے موزوم سیم دلیا کے ۲۸۸،
 ہمیشہ (ہم) درخشوت، مختصر بابا شیخ لیبیلہ نمبت بود، نقارگی (ناظر) ۲۸۷، سدیکہ،
 گناہکار، قومی ۲۰ پر سید مذہب ۲۱، و دہ سال بود کی قوم (۳۱۱) قوم = زن) خواجہ منظر
 بر حمت خیرا۔ شدہ بود و دہ سال کہ قورش زندہ بود یہاں حبش بود بعد بست سال
 راحت یا بخواسات و خواجہ مصی الزوی در زندہ آمد بہرکات ہمت و نظر شیخ ۲۹۰،
 خواہا تھا ۲۹۳، بسندہ ۲۹۵، بیاوری سینہ و بیدل یعنی مال، فرستہ اذان یعنی
 بگیرد، ہر چیز گزین (= انتخاب) عنانور ۲۹۹، فرزند و نیر ۳۰۳، عارفی ۳۰۴،
 شیخ، کشش بہ از کشش، کشش بود کشش، بود کشش، کشش بود کشش، کشش
 ۳۰۷، وانیست ۳۰۸، ہمیشہ ۳۱۱، ہمار، شیخ: ہفت صد پیر در ماہیت
 تصویف فن کردہ اند تمام ترین و بہترین ہمہ نور لہا نیست کی استعمال الوقت بما ہو
 اولی بہ ۳۱۲، سنگک، برشا و بال باشند این نہایت دعا از خلق بر آرد این منیت
 ۳۱۳، کسی کا قول شیخ کی زبان سے "مرد باید کی بہمہ کو بہا رسیدہ بود ہمارا زودہ تلاش
 پیچ چیز باز کرد ۳۱۸، نصر عزیز ۳۱۹، فتح نامہ، فضلہ سر اسحق ۳۲۰، ہمار
 یک منگی ۳۲۱، شیخ: پیچ سنی بہتر ازین نیست کہ امیکویم لکن اگر این می نباید
 گفت بہترستی ۳۲۲، شریعت و طریقت و حقیقت ۳۲۶، شیخ: ندانی کی

ندانی و خواہی کی ندانی کی ندانی ۳۲۴، مراد دیدہ ۳۲۵، ممدی، تیز گوش و
 رو شعلہ، بیابان بود تا جہان عزیز نہ دیرین راہ قدر تواند کرد، درست عهد، ستر تہان و
 شفا جہان، نا بیکاری ۳۳۳، مراد تہ سچ مزید نیست، مقتضی الحاق بہ ۳۳۳،
 محتویات ۳۳۶، آن ندانند کرد و نہ تواند کہ یک باران کند (مصرع ۲) ۳۳۷،
 بہین و گزین ۳۳۹، این حدیث از من بر جو شید ۳۴۰، مرقع داران، جواب
 بہتر بر ہتر باشد، شیخ: کو دکان را بازی نباید کرد جوانان را لیاقتی (آزاد) نباید
 کرد پیران را قرانی و برای نباید کرد ۳۴۱، طاعت و تقیہ و تہ ۳۴۲، شہرہ عظیم
 شیخ: پیچیدہ صاحب کے ۳۴۳، جنی خلیفہ حق، عمر و بکر و عقب، عقب میری نہیں
 زندگی بھر مجاور رہت گا۔ ہمیشہ کا زمانہ، سپندر، بھاسکے ہیں، عیدار شیخ:
 رفت و ردی شدت و شوی جہت و جوی گفت و گوی ۳۴۵، تماشا گاہ غلمان
 معاینہ بدیدیم ۳۴۵، شہنگاہ، خرقت بازی، شیخ: روز گاری بیابان کی آہنچ بہر
 سنگ است بسیر گردد و آہنچ بسیر باشد بن گرد و آہنچ بن باشد بھر و اگر د
 آہنچ بخوار باشد باز اگر دد، بخوار رحمت.. انتقال کرد ۳۴۶، نا پندر، شیخ:
 خواجہ بوطاہر قطب است بد و چشم بزرگان نگرید ۳۴۷ - دو خواجہ ہدودہ اند صوفیان
 رایگی خواجہ علی حسن.. و دیگر خواجہ علی خاں.. و سیم خواجہ صوفیان بوطاہر است
 و پس از وی صوفیان را خواجہ بنود ۳۴۸، دین مفرش عاشقی دو تہ باید کرد (مصرع ۱)
 ۳۴۹، روگیر، اندک! یہ رنجور ۳۵۰، سوال کہ جنازے کے ساتھ کون سی آیت
 پڑھی جائے شیخ: این کاری بزرگ باشد اما این بیت باید خواند:
 تو میرا نذر جہان ازین چہ بود کار دوست برد دوست رفت و یا بردار

آن همه اندوه بود و این همه شادی آن همه گفتار بود و این همه کردار ۳۵۶
 در و طالع و لایحه پدید ۳۵۷، مسیحه، میز، عورت (مستری)، نداییه مرتب کرد و دند، اندر خ
 ۳۵۸، زور، گنج، لشکرگاه ۳۵۹، من این حکایت نشنیدم اما از لفظ
 سلطان، گاو و جفتی، صد دینار نقد فرستاد، بواسطه ۳۶۰، ابی بنی و آبادانی
 خراسان، دادا مطبوعی (پیرزن) ۳۶۱، گرامی عظیم گیم بود، شیخ سینه بغدادی و سعد
 دولت دادا، کودیا، بزراد و بقر و بقر زندان تو دادا، ام با نظار ۳۶۲، پاره راه
 نیک رفت، ملک و سلاطین، بر و بر برای دو کا، بهها (کذا) کشیده ۳۶۳، و تبوی
 مردم اشته، قام (روام) مرا آلفها کرد و دند جهاهای نیکوی صوفیانه، عرس شیخ، پای
 انرا از ترتیب کنی که راهی دولت آمده، این فقه ۳۶۴، حکایت کردم ۳۶۵، پیچیز
 نخست پاره ۳۶۵، خرافیت، قرآن بدو میخواندیم، جماعتخانه، مسجدخانه
 سابق الحاج، امیت (اید) ۳۶۶، در یوزره، اماچی، استاذ الدار، صاحب باب
 صاحب النورین، مرید این طائفه گشتت مصالح مسلمانان در گردن تو کردیم، اعادت
 (اعاده) ۳۶۷، هیچ کس، از و خلعت نسبت ۳۶۸، صاحب، مانعی کرد، صوفی از
 کتاب بر خواندی، امام را خدمت برسان ۳۶۹، یکی قلیه و شیرینی از جهت ذله
 من زوال بودی، لغاه و یک استین نهادم رکوه، صمد من داد، پیرو مشرف
 مستوره ۳۷۰، مشهد، دبیرستان ۲۷۱، مقرنی و اماچی، نازنینان حضرت
 دسترنه شیطان، مقالات ائمه از شد ۳۷۲، رسولی غزنی، دروغون، از برکن
 بالانی عظیم آغاز نهاد ۳۷۳، معتقد فیه ۳۷۴، نگاهد ائمت جمع غریبا، قفل کرد
 ۳۷۸، حوضخانه، میانی ۳۷۹، بروی نقه تعلیق میگردم ۳۸۰، مفید، منتعیه

کوبی، مارا باز خواست کند ۳۸۳، برستلست پیم صد فیان حندی، این، نقه
 از کما خورده، بر سماع و لوبی تمام داشت ۳۸۴، سلطان را... کفار خطا شکست
 بنیبت، شنگی، بماندار ۳۸۵، مولف این مجروح، سر شیخ ام سلطان... مخالف
 میگردند، تندی آتش دلسازی، نارا افتاده... بدین غلطی ۳۸۶، مولانا دکان
 مسافرت باشد یک دور، عرجی فاش بود، بوقت حرکت و تفرقه ۳۸۷، عورت
 (اندک)، نرا هم آورنده، آزاد میگیری (بشریت) با من کیچر نماد ۳۸۸، پای
 از آن کرده مراد دایر کرد ۳۸۹، گریستن بدن افتاد، این الامحض کرامات شیخ نیست
 که سینه دوشباران، با صاحب این قصه حکایت کردم ۳۹۰، بسیار چیز بر من
 آشکارا خواست گفت، شیخ: فرخ آنکس کی مارا دید و فرخ آنکس که آنکس را
 دید کی مارا دید همچنین هفت کس بر شمرد کی فرخ آنکس کی او هفت کس را دید کی
 او مارا دید، مارا می کردم، غافل، روز گرهگاه، شیخ: صاحب کرامات را در
 درگاه منزلت نیست... و صاحب اشراف را در ولایت بسی خور و نصیب نیست
 ۳۹۱، این گناهکار عاصی -

اضافه: امر در بهر حال بحداد بخارا است کجا میر خراسان است پیر وادی
 آنجا است ۴۰ (شعر)، ختمی (ختم قرآن) ابتدا کردیم ۳۸، ظلمت... راه است
 کرد، یا افضل شیخ را خرقه پوشید ۳۵، فضولی مشیخ تقریر کرده ۳۸۵، رفیق
 علم متبحر، ترس لشکر، مارا این حکایت برگرفت ۳۸۶، که اما نه ۳۹۰
 نان سبک ۳۸۹، واقع... حکایت کنم ۳۸۷، غله کشته... ویدروده ۳۸۶
 اندیشه... بدل فرمودیم ۳۸۴، کوی باز ستایند ۳۸۲، شرح داده ۳۸۱

پای افراد در پای کرم، بحاجتی رسیدیم نزارخ روی ۳۶۲، ۳۶۱، ۳۶۰، یک
 زیادت پنجاه تن ۳۶۶، چهارده مسجد بروی ۳۶۷، صد و سی ۳۷۰، ثبات گیرد
 و بی انتشار ۳۷۱، تمامیت ۳۷۲، نماز پیاپی ۳۷۳، بزرگش ۳۷۴،
 صوام ۳۷۵، قوام، جزوی ۳۷۶، نیازمندان را و ضعیفان را ۳۷۷، امید
 ۳۷۸، در وفات هم ترا تیمار باید داشت ۳۷۹، مددین داد، ما پرو و با شکر ۳۸۰
 (چهارگان) بحکم صوفیان آمدیم ۳۸۱، چنده ۳۸۲، بخوبی تن نیکو گمان
 بخدای بداندیش، لغزه بر من افتاد ۳۸۳، هر قرانی که در سماخ... انتشار کند او
 بجز از این است ۳۸۴، آنکس چون این معنی بشنید بخدمت سلطان باز نبرد
 ۳۸۵، بسیار کفی، چهارک، ساختن و تصدیق و یا حج کرد و ۳۸۶، از خرقه
 بیرون آمد ۳۸۷، حاجات بر من رفیع میگردد ۳۸۸، بدشکر... بود ۳۸۹
 شیخ: مثل ادب کردن الحق را چون بهست در زیر خنقل هر چند آب بیش خورد
 طایفه (رحم تلخ) نگرده ۳۹۰، درویشی میربخش را تطهیر داد ۳۹۱، پیرانه
 آنجا بیرون شد ۳۹۲، دهری ۳۹۳، خلوات ۳۹۴، در بیان قلم توان آورد
 ۳۹۵، استغراغی برگرفت ۳۹۶، خیرات روی بدان موضع نهاد ۳۹۷،
 واقع نوشتن حکایت کنم، بزرگ ۳۹۸، بید ۳۹۹، بیرون خرج خوانقاه
 چند مستغل نکواز جهت خوانقاه، راست شد ۴۰۰، بروی خوانم ۴۰۱، قفل
 کرد ۴۰۲، حیادت سبایها ۴۰۳، استاد امام را خدمت برسان ۴۰۴،
 عل و عقد ۴۰۵، خواست ۴۰۶، یوسف دادا گفتندی ترک لفظ مبارک
 شیخ را ۴۰۷، صد سال فرزندان ما و هزار سال برادر ۴۰۸، این معنی را

معاینه بدیدیم ۳۵۱، خواست جزوی بود و خواست کلی ۳۲۸، از دوستکل
 دست و ادا شقیم ۳۲۱، یا فتمی ۳۱۲، تالت و بحالت ۲۹۴، آنکه مال را نفقه
 کند آنرا اعیانیت گویند ۳۹۲، اجای دنیا، دست برنخن و عقد بحکم شماسیت ۲۹۰
 از مردی پنهانگیر کرده ۲۸۲، پاره ۲، شیخ: شبلی گفت لا یكون السیر فی عرفیا
 حتی یكون الخلق لهم عیالاً ۴، قلب الروم (قصه) ۲۴، کشتی اهل او بود ۳۱
 تا آنکه سماع کند ۲۶۸، ازین شراب پیا شتی برده، خود را با یاد خود دهم ۲۶۵، اعتقاد
 یوشی را فرازین ستمی او آورد ۴۶۳، مایه از خویش حاضر کنم تا آنکه در نیاید من سخن
 گشاید، با سلطان قوی نفس تاب ندارد الا بگردن دادن او ۲۵۸، نهان شک
 (حق شاک) سوری، گسسته ۴۴، تو او را علم حبیب سالیقتست ۴۴، ضم
 یاد نکند ۲۵۵، کدام آیت یافتی در قرآنیت شمره ۲۵۵، کتاب ۲۵۵، پیران ۲۵۵
 خوش دست بنواشتی ۲۵۳، درویشی پسر خوشی، با تظہیر داد و شیخ را با یقین خدمت
 بخواند ۲۵۱، فوان اسباب را چندین قسم می یابد... فوان مستغل را کار است میدان
 کرد ۲۵۰، بیدار شیخ گوید ۲۴۹، با ننگ بروی اندند ۲۴۶، آن عورت هر چه
 پوشیده بود از جامه و پیرایه را اینزادی نهاد، از او جدا شد ۲۴۳، اعصاب او
 بحالت، نان خود نخورده ام ۲۴۲، ما سراج بدادیم و بیات سنده ۲۳۹،
 با من همسرانگی که تا خود دهم ۲۳۷، سلیم دل ۲۳۱، از محوی کتاب ۲۲۸،
 موشی... در حقه کرد ۲۱۳، فائده بجا اصل آید ۲۰۴، نهایت محمود بزل کرده
 ۲۰۶، من خدمت کردم و ستم گفتم ۱۹۵، بدیم... منزل کند ۱۹۰، در اندان
 کرده ۱۸۹، بدین بانا شتابیرون شو شا با طبعای نیکو میزند ۱۸۳، چیزی بر روی

۱۵۲: سه تانمان در دستار نسبت، در خدمت شود دعوتهای با تکلف فرمود
 ۱۳۶: این سخن که آنها میبختی شیخ، با ابتدا نهاد سمت ۱۲۵، اندیشه در باقی شد
 آن مرد! جان حدیث تو پر کرده، آن درست از که بر بند لیست، یک دینار و جبه
 است ۱۱۹، جفتی کفش داشت بر قطری زرده ۱۰۸، بیاع ۱۰۵، کاغذ در حبیب
 بهانه راه ۱۰۰، زبان شیخ راست، با سر سخن شد ۹۲، سه صفت بنشینند ۹۱،
 دعوت داد ۸۶، یک شب سحرگاه، نگام و نظراتی زین ۸۱، با سرو و نوشد، در جمله
 خزینه یک ماه مان معلوم نبوده ۷۸، خیاله و عقار ۲۳۱، ماوراءالنهر ۲۲۹، یله کن
 ۲۶۰، سخاوت حرام کرد خدا، در خواه (فعل) غایت غایتها ۲۷۲، پاسبان و
 مال و مملکت ۲۷۷، دوایست ۱۶۶، ما هر دو آن بر غایتیم ۲۹۱، ولایه و زمره
 ۳۰۹، گوشهای خویش بنه گرفت ۳۹، هر چه تمامتر ۲۷۰، از بدعت شمس
 یا قاضی ۲۴۳، بر بوعلی، تفسیر خواندی، نماز پیشین، نماز دیگر، در صحابه، طعن نکنند
 ۲۳۳، این صورت نباید کرد ۲۱، ترقع گیرده، باقی با دند بسیار سال ۲۵۴، محفوظ و
 معافی ۱۳، ما را خبر نموده ۳۸، برای العین ۷۸، در نقص کردن گردد و گردد ۸۵، این
 ما، هیچ قریب می توان نهاد، دهقان حساب خانه برگرفت هر یکی را یکی بنهاد ۸۶، آن هم
 .. راست شد ۱۳۴، رفته باز از صفحه ۷ یله کن ۲۶۰، سخاوت و روع از حرام کرد خدا
 باز استوار نیست، شیب و بالا، در خواه (فعل) غایت غایتها، و بال و مملکت ۷۷۲

روضه الشهداء از کاشفی

(۶) روضه الشهداء مصنفه کاشفی - دیباچه

دیباچه پاک و پاکیزه، محنت کمره، سرافزات، ضروری الذکر، خواتین
باب اول از غایت حسرت و نامرادی، مخالفت، استکمال، تمکد، از روی
طنز و نفوس، استشفاع مسدودان روز و باعی، آه این حالت است که
عالم خراب نگردد اصل ترکیب بند کما یک بند معانی بند - ایامی و فروع -
طریق عشق جانان جز بلا نیست - پورف - دستور می دارد جان الفوار وریف
گرسین توانی زیبا و غیره وزن دی جو قصیده غالب کاست - باب دوم
عشرت گاه چادر بر سر افکنند و از دروازۀ مدینه میران آمد، از مادر با محمد بن
شیرین فرمود که پیش از قبل امام حسین سمرقنی خنق خود و بعد از غسل و کلاه
فرزندان جعفر را بنواخت و سرایشان بترانید - باب سوم بواجی بر گراست
با علی کیند در سخن حاجت درازی نیست نیست در دستش استین پدر دین
مادرش، نمازی نیست - قصاص کشیدن، هر یک اکابر صحابه .. آمدند بشاهزادها
شم آبا، جیان، دستوری طلبید، باب چهارم پاک و پاکیزه، ترتیب عروسی
داریم، عروسی، تماشا کدر، مرا با جامه خلق - بنید یا فوس در من نگرند،
خواتین، چهار دختر من، از برائے داماد خود تا چه ساخته، ربای علی مردم زمانه
راغ جگر بر جگر بند الح، سخنان، در بخش بند داد، حسابگاه، نه ایة نو محضی
است، انگشتان، احواله شیخ مفید، عورات، شاهزادگان، باب ششم اشخاص
گل و هر مرد از عطار، اصلاح ذات البین، مقداری در آب یا حباب دی
رمزی ازین فتنه فاشی گردد، باب هفتم - صورت حال بود بعد تقریر کرد،
پاکیزه روز کاری، نامه بفرستند کذا، ارسال و ارسال کوفیان بجد

ابراط رسید، باب هشتم عسکری چند، بفرستیم (کذا) کنز کید جواب داد که دژ
 خانانی شمایم ربی بی (کذا) دارم که اذینیر لاف محبت خمایرند... بی بی را
 لغارت داد پس آن مسلم عقیل بی بی مقصد از سر کشید و بزرگانی پیش کنیزک
 نهاد و گفت ترا از مال خود آزاو کردم، باب نهم من لے دست ایون فاطمه
 کشید ام، حج گزارده (کذا) موالیان گریه میکردند و حقربانی غشی بر عورت آورده،
 ابوالمفاخر ترجمه رجزاد (حر) برین دجه آورده مغم شیردل نو مردم را با لے ام
 (مثنوی نہیں) امام در مرثیه شمس بیت فرموده (ایک بیت عربی) ابوالمفاخر آورده
 پہلوانان، نبرد آزما اہل کسل پر از خشم سینہ پر از کینہ دل، ابوالمویدی (کذا)
 آورده، ابوالمفاخر ترجمه زبیر... آورده دوسہ بیت از رجزی نور الائمہ
 آورده (فارسی) ترجمه رجز اور از نظم ابوالمفاخر رحمۃ اللہ علیہ، ایضاً،
 ایضاً۔ عقد قاسم با دختر امام حسین (نام دختر ندارد) ترجمه رجز قاسم از ابوالمفاخر
 دل خریدار جاہ خواہم کرد۔ جان شکر لیز شاہ خواہم کرد با اساس (کذا)
 و لباس دامادی عزم ترتیب راہ خواہم کرد الخ، کار این جوان را فیصل
 نمیدی، الموید آورده کہ علی اکبر الخ، ترجمه رجز علی اکبر در منظومات نور الائمہ
 خوارزمی ایضاً ابوالمفاخر قلوبس باب دہم نازک بدن، ابوالموید آورده
 این چہ جور فاحش است اے کوفیان بوقا، ابوالمفاخر آورده چون ابن زیاد
 سر امام حسین را الخ، کو تو ال (برائے صائد) ابوالموید خوارزمی آورده کہ در آن
 روز کہ یزید الخ ترسائے با ایچی گری از جانب قیصر روم آمدہ - خطی بموید
 ہر کہرا خط بہتر باشد قوت اد زیادہ باشد - آل ابی سفیان را فضیلت سازد،
 اکابران گفتند او نزد سال است، بلدہ ببلدہ بگردانیدی، فرستید،
 خاتمہ حوالہ صحیفہ رجزیہ -
 (معاصر حصہ ۱۸)

تذکرہ نصرآبادی

تذکرہ نصرآبادی از محمد طاہر نصرآبادی مرتبہ وحید دستگردی۔ اس کے بھارت
تعمادیر انان جملہ تصویر حکیم شفا فی - صاحب کی تحریر کا عکس بھی مرتب نے دیا ہے۔ آغاز
تذکرہ ۱۸۳۳ء میں ہوا (ص ۵) اول میرزا طاہر وحید کا سال وفات اس میں ۱۱۱۲ھ مرقوم
ہے (ص ۲) یہ تذکرہ جیسا کہ دیباچے میں ہے صرف معاصرین مصنف کا ہے۔ ایسا
فحش کلام موجود ہے جو سینوں کی سخت دل آزاری کا موجب ہو سکتا ہے، مرتب نے
بعض الفاظ خارج کر دیے ہیں اور ان کی جگہ نقطے دیے ہیں۔ کتب خانہ خلائجش میں جو تہی
نسخہ اس تذکرے کا ہے وہ بعض اہم اہل میں تذکرہ مطبوعہ سے مختلف ہے۔

گرینہ گاہ ۲، ہر ایک میفشاند ۳، از صرا بخانہ رطبیت گردآوری
مخبرہ ۴، مومنا ی کلیہ :

”جہان عزیز است و لیکن بسین جہان نرسد ای بر جہان سخن گز بسخند ان نرسد“
صامت نود و ولت ۵، پرمغزی، برسیماں نامرادی بچا برش اندازند، تا ظاہر چہرہ سپہر
آراستہ اند تا بارغ چہرہ طبع پیراستہ اند در خالہ فرودہ و زگل کا ستہ اند، چنان (کذا)
گردن کہ خواستہ اند تسوید، جامع (کذا) الحکایات، نسب (کذا) الالباب،
محاسن النساء، تذکرہ لایاب شامزادی سلم میرزا، بخانہ و میخانہ علامہ صوفی، میر تقی
کاشانی بنگارش تذکرہ برداختہ کہ بیان ہر زیدی منظور نیست، لازم سنجیدگی و
حقوق برگزیدگی، کم مائی و قلت تنبیح ۶، ثواب ظل الہی، حرارت زردہ لفظ بازار،
خواہن ۷، روزی در محوطہ، طویلہ قزوین حرف بزرگشیدن ملا شانی در میان اعتماد

طاعیزی گفت چرا مرا برز نمیکنی که به از طاشانیم شاه میفرماید که ملاشانی در شزانه
 بود چون توده طویله ترا با سرگین باید کشید استادان اهل حرفه هر یک ... بودند
 شمشیرگر، تفرقات و شوخیهای آن خسرو آفاق (شاه عباس دهمی) در باب شعر و شاعر
 (کذا) بسیار است، حسب الفرموده، نکایای چهار بارغ، آن سلطان ... غزنی
 طرح کردند بود ... شاه این بیت را فرمودند (ایک جمله واحد، دوسری جمله جمع)
 سال جلوس شاه عباس شانی ۱۰۵۲ هـ، باغات، دریاچه ۱۰، کوفتی عارفان فرات
 مبارکش شده، زندگان مشرق الیه ۱۱، آرام ملازم، نشاء (کذا)، مسوده بر دشت
 میرزا تخلص دادند ۱۲، برادر ... زندگان ... میرزا ... (میرزا محمد) زندگان میرزا است
 خود میرزا مراد ۱۳، انوی عالی جاه (اشاره بر میرزا کوله)، لایب ... شاهزادگی میرزا
 دشتی، سوادیکم، الذم مع شعر فده و سایر شعرا، چنانچه، میرزا سلیمان ۱۴، شد بدیوم
 سید محمد الدین حسین "دینار چه میکنی که دین بر باشد" ۱۵، میرزا له نفع "فایز عنبالی
 ز قید مشغولی به" پلاس در گردن کرد "مجتهد الزمانی" کارشناسی، است تو تجوید خوبی نه
 کدامت گویم، همشیره زاده ۱۶، خط نستعلیق (مگر اس کے لئے نسخ تعلیق ۲۰، ۲۱)
 و غیره، در ملک آقایان منسوب تفنگچی، آقای گری، صاحب تو چه در دیوان اعلیٰ
 میرزا لیبی (ایک عہدہ)، شریاگل ۱۸، میرزا طاہر وحید:

زبان کبیرہ ہرگز در دل یا زبان تمیازند	بمروتی آب بجای قطره بالان نمیچاند
"ہر چند ہمیرم بہر وبال بے خودی	از عالم خیال تو بسیر و نیشوم
"کار بہتر شود آن دم کہ ہر مسیگر دد	سخت چون شد گرہ قطره گہر میگردد
"سخت ہیچا ہر دم لے تو بہال آرزو	با تو ہتہ مینای و خوش را غالی کنم

”کثرت نقش قدم پنهان نشاند راه را“ ”بکہ این دریا تنگ آسہ کشی در گنگاست“

”بیر مہائی“ ۲۰، چند ۲۶ کے لیے، حسن خاں شاملو، رفوکاری“ ۲۱، ”بیر مہائی“

”بیر مہائی“ ”ایم دہشتہ“ ہمت دادم با گل و خوار محبت دایم“ ”تورجی شمشیر ۲۲“

”بیر مہائی“ ”حسن بیگ قیچاقی“ ”گل صدر ۲۳“ ”ناظر بیوتات کبار خانات“ ”بیر مہائی“

”قلمی باشتی“ ”دلیات بیگی“ ”نواب صاحبزادی شاہ عباس“ ”شانی“ ”ہند میں بادشاہ“

”کو نواب نہیں کہتے“ ”تول حرکت بیجا“ ”خارج از ہمت“ ”شنگی“ ”ہموارہ ۲۴“ ”آلکھ“

”نہات“ ”ولایت اوامہ ایلخار کردہ“ ”علی علی خان اعظم“

”چوں ملیر“ ”شوخی نیست“ ”فرزند بیگ“ ”یک معنی بیگ“ ”بہ از بعد غولش است“ ”عام“

”عام“ ”بیراب“ ”زنگیہ ۲۶“ ”نوان ۲۷“ ”سلطان علی بیگ“ ”از دست زمانہ داد و بیداد“

”دیران“ ”سیدزادین“ ”ہم آباد ۲۸“ ”تازہ ۲۹“ ”در حفظ ایالت اہتمامی ندارد“ ”تورجی“

”باستگیری ۳۰“ ”دوستخانہ“ ”شاہ پوری بیگ“

”ہنای را ز اول سعی کین تارا است“ ”برخیزد“ ”کہ چوں گردد قوی الزلزلہ بازو تم تمسیر گردد“

”لچسبی“ ”ہند میں“ ”بے ناری“ ”صور نیگری ۳۲“ ”ایل“ ”بہتایت“ ”بہت“ ”بیراب“

”بود“ ”الحار“ ”جمع کر“ ”کہ شرارت طبعی ایٹھانست“ ”قرصہ“ ”یافتہ“ ”بشکایت“ ”ادامہ“

”ناخوشی“ ”بیراب“ ”کرده“ ”بی علاج“ ”بجانب“ ”ادو“ ”آمده“ ”معزول“ ”شدد“ ”خدمت“ ”...“ ”ملا“ ”حبیب“ ”علی“

”مباحثہ“ ”نظری“ ”بیراب“ ”دو“ ”فہم“ ”معنی“ ”از شاگردان“ ”سرکی“ ”نداشت“ ”۳۳“ ”ہم“ ”ہم“ ”ش“ ”از“ ”ایلا“

”اہل“ ”خانی“ ”نیست“ ”متوہ“ ”امور“ ”دینی“ ”خصوص“ ”ایالت“ ”نشدہ“ ”لطف“ ”علی“ ”بیگ“ ”بخا“ ”مندی“ ”پہر“

”خان“ ”خودم“ ”کہ“ ”با“ ”یک“ ”مکھوتی“ ”ادمن“ ”بدم“ ”بتک“ ”(بلنک“ ”انعل“ ”میں“ ”جلال“ ”و“ ”اسب“

”میش“ ”(؟“ ”کتابہ“ ”آیزاہل“ ”اردو“ ”عبد اللہ“ ”سلطان“

ساقی مجلس باین تمکین اگر می دهد تا، کا خواهد رسیدن کار ما خواهد شدن
 باینه وضعی دارد، یوزباشیگری ۳۳، شهراب بیگ حاصل ما میکند خود سعی
 در تقایید و اندامه بالذین چون مود میاید بدون "گلدام" خنجر باز، سپیدگیری، اتمه خا
 بیگ منیش قی گزگش، تهوه شماره ۳۵، اغور یوبیگ، بازده خیازه، همچون بسته خندید
 هاند خود باش باغبان، انوری عالیمنندار، آبهاره باشیگری ملک حمزه غافل، یا عقل
 در سمت یا جنون کامل، ۳۴، ملک ابوالفتح، از گفته من ترانقاری نر، "طلایی
 در سمت انشار، سخن شناسی و سخن پردانی، میرزا بهت، بنسب فخر ز نفص گهر و گهر
 نسبت چون نگین چند توای ز نسبت بنام و گران، منصب کتابداری ۳۹، چون عرصه
 رنگ و صدای زنگست، ست سختش در بهمان امکان (شعر) پنج تومان بدستاری بسته
 باد و صدای که غده خود از سیاه قلم طرح کرده بود بمن داد، صادق بیگ صادق؟ شد
 آدابش چرخچرا سبب، ۴۰، "کینه گوش"، "مذه پوش"، "پزندگی"، "دران حشرگاه
 قیامت اثر"، "ز فرافرو صرغای ند"، "میل میل"، "فتیله گداز"، "بخیه زن"، "تفک"، "شد
 دسات انجن بهره باز"، "رج تفک"، "تفنگ در اصل توپک یعنی توپ کوچک کی
 از فضا تفک یا مشتق از تلف دانسته، چهارچی باشی ۴۱، جوان شوخ شستاق،
 بدان بیگ:

"خوشی فیضها دارد سخن پر واز میداند نخستین اینکه ساکت چگونه باز میگردد"
 جهان آدمی قابلیت و در کمال کادب و آندم ۴۲، اکذب، لطمت علی بیگ،
 "دمید عیج قیامت چه خواب خرگوشه"، "تفنگی آقایی ۴۳"، فضل علی بیگ، خشکید
 جهان آدمی آداب ۴۴، مرتضی قلی بیگ، دل دمان و بیگ، ابالای هفت اورنگ

داشت (صحیح هفت و زنگ) مگر یوں ہوتا ناموزوں) ۷۴، تخیلدارانہ تخیلدارانہ
 لایعنانہ مرتضیٰ قلی بیگ دیگر "ہجو تخیل صیقلی باشد ہنایں ہر ہر را، ایلچگیری ۷۸، نر خانی
 در عشق ... نہایت مسایہ و شطانی بعل میاورد، قیچی، گویا خالوی میرزا لکویا، کا وہ
 مفہوم نہیں جو آمدنی ہے) خواجہ غیاث، "ایں بہار بست کز بوی خزان میآید" "قبلان
 بیگ" گمن ہمالہ بدوزخ من مشوش دلبسوی یخ چہ نویسی بہات آتش را، بیا کہ پیشہ من
 نیز عاشق سنگست در لغت بشیر خوش طبیعت و در سست سلیقہ، ابو تر دشت کہ در کمال
 شونہی بود۔

جدیدین اسلام "مرزا جعفر مشہور بہ آصف نعل و زنجیر جہانگیر سے بہتر قسم خسرو
 و شیریں نظامی کہ بعد کسی سے نہیں لکھا ۵۳، "تم از دست شد زان خواہش گرم
 گوانان شد کہ از شوق و گم از شرم ۵۴، آمادہ گشتہ ام و گرا مشہور نظامہ لایعنانہ من گتم
 جگر بارہ پالہ را" ۵۵، بہر من پیر ز غمتست ز جور ز یافتی آب حیات من شدہ این
 نہ ہر عادت، شریک غالب، میرزا لایعنانہ خالوی شاہ جہاں:
 "بہار گشت و گر فکر میگسا مال حبیبست من از صلاح گذر غم صلاح یا زان چہ نیست"
 عورت رشیدہ خیر، "جناب صاحب ۵۷، میرزا محمد طاہر آشتیاسموع کہ دو
 سال قبل ۵۸،

"کہنودتقن" الیس تماسش بود" ۵۹ جہاد و بوقت شام پریشانی آید
 "کہنہ چیز عزیزان نہ یکہ گر گیرند بغیر ازینکہ از احوال ہم خبر گیرند"
 میرزا روشن ضمیر از ولایت ایمان ۶۰، صاحب صوریہ بندر صورت رکذاں میرزا
 منش ۶۱، حاذق نو دیا بہ الاولیاء میدانند: "در سخن ... بیند مرا ۶۲، عالم بیگ،

سرودی :

”عذر و صحت تہمت خلی کریم سایہ بید مبدیہ بیدار سہمتہ“ فلا سر شاہ..... از علم
 جلب قلوب بہرہ وافی دارد چنانچہ شاہجہان را کہ شیعہ لان از ماہ نمیتوانست بر و متفقند
 نور سناختہ و شاہزادہ از ذکر داناہا استغفار با و داشتہ و..... بہر حال آئینہ بیکم از ہر میان
 او بود ”من چہ پرہامی مصطفیٰ دارم پختہ بخدا ام ۴۴“ قاسم خاں داماد..... بہر گزیر
 پادشاہ ”سنگ یدہ ۴۴“ میرزا صادق ولد مرزا صالح جد مصنف مہند و مستعان الاول -
 تخریف بکالہ ۴۵، بیوضات ۴۶، یوسف خراجم یا صبرم النان لدی نکر باہستی یا نحال
 و فابہ وی او باہستی یا عمر افندہ آرد و بہستی یا آرد وی دل کم از باہستی ۴۷، محمد رضا پاشا
 تبریزی :

”اے فلک ما میر بند تو ایم فکر را ازین نکتہ ترک کن

دور نیستیم خدایت و مصلحت و جمع ما را بہم برابر کن

یا بیاسعد مردی او را یا مرانیہ عقل او کن ۴۸

ناگوارا بالہ تہای و ہر میزان درلقہ پہل سنگ داشتہ“ وزیر سرشار از قولہاں

۴۹، ”کہ کہ یراق پادشاہ ۵۲“ نظارت بیوضات، سند حکالہ از کذا انکراس کتابین بکثرت

گ جہانک در کاہستہ ۵۳، ”مجموعہ مرزا صالح منشی زان کا ذکر ص ۵۷“، ”قبیہ اچی

باشی ۵۵“، ”وزیر مشہد ۵۶“، ”میرزا سعید“ ”خاک لینی“ ۵۷، ”برادر میرزا معصوم“ ”مسیحیلم

و در ترقی معکوس“ ”سلیم“ ”بوٹھوی وصف لایچکان میں کہی وقتیکہ بہ ہندوستان رفت آن

..... را در تعریف کشمیر کرد ۵۸“، ”نویسنہ“ ”دفتر خلافت“ ”چپاہہ سوزی ۵۹“، ”خواہاں زیاد

بر طلب بمشارہ الیہ کردہ“ ”محضدان“ ”خواجہ شعیب بو شتقاقی کے بارے میں ہے کہ واقع و غدرانی

هم داد ۸۰، واقعه نویس ۸۱، میرزا یوسف داله "نقل و سوا سی" ۸۲، میرزا تقی
 غزل اختری را خوب سنانی گفتند که در آن وقایع غریب اختراع میکرد و انداز
 ادا پنجه مناسب مستوره (کذا) بود اینست ... این را بگفتند گفته

خود را اول نهائی از اندیشه طلب کن زمین شیشه بی می می شیشه طلب کن ۸۳
 میرزا سیدالدین محمد را قم ه گره زناختن تدبیر گشاده شود که از کلبه غلط بستگی نرید
 شود ۸۵، میرزا جعفر قزلباشی "کیمه گاه" ۸۶، محمد باقر بیگ سافه یز جهرم "بر خیزد داله
 فریادی کن غنمت نوش داد و بیدادی کن" ۸۶، که سروریش سفید همان ۸۷،
 حسن بیگ بر دهم وی بر فتنه همت گوش که از فی ایست بر عمر نه دل که شهید دست است
 طالعش در کمال سستی ۸۸، میرزا نورالدین است بهت هرزه گرد هر جای ۸۹، "قتله گاه"
 همین است که گویند ز خیر و شر با او را بخیر تو امید نصیبت بر مرغان ۹۰، عشق گیری خزان
 خالعه میرزا نصیر که میندازد کشید مکان شناخت را ای گواشته گیر چه چاره آمد میبکشی میرزا
 ظییر بن محمد شاد دازی "بر در میبکشد خوش کشتن کانی کردیم" ۹۲، آدم مشغول شکسته را
 در سست در آبین "بسیار" آب انبار بسیار ۹۳، نیمی و نیمی بعضی الوسات خ صده
 برو مر مرع شده، بقاء ی نایبی ... میان او هر دم ساله و تنی ... منقشه شده بدیوان
 اعظم (کنا) آمده ستر بر میرزا تقی نموده از دیوان به میرزا تقی گفته که من کمد بنوک تلخ تو را نش
 زمار با باغی چشم شمل را شمرده ام، غده زمار داده ۹۵، "همیشه زاده طاهر ی نایبی"
 ان کی صورت که بعد دیوانش ظاهر نشد و دیوان او ما برداشته اند و او را با اسم خود می خوانند
 ۹۵ در میان او و ششالی مشاعره واقع بود اما هیچ یک یکدیگر را کردند ششالی (دور باک
 پنجم اسی قزلباشی که امروزه جلالت شده است، آنچه جمله یکه غرض از این شخص است اینچنین است که

ہر شب دس گز میر و بند مرده شو برده گمرایشہ او در کونست میرزا حبیب اللہ بنیہ
 انم آخر بدان تھا شد ۹۹، علاج بہتہ رفت، قیامت منظر پیشوا و کلا مر ۱۰۰،
 بعد از مدت پہلی فوت شد، میرزا بدلیہ "شیشہ پالہ" ۱۰۱، نہ تر شعی نہ برقی بصحاب طالع
 نجوم و شمار این بیایان ہمہ من انشت ۱۰۱، سید مرتضی رحمت الدین چمنتر بگم از گم رساند
 از بلا و مضامین ہزار گما سیدہ با شعی ۱۰۲، مور بیت سواح آن پادشاہ (شاہجہان) را بخوبترین
 سمارتی بسکک عزیر کشیدہ در بارہ میرزا جلال طباطبائی، میرزا صالح تہریزی عرفان از
 بادہ پرستی نہ نشاط انگیز است، طرم حی طلید مایہ استغفار ی گویا بہت استغفار از میرزا
 صالح برادر زادہ اسکند بگ منشی است ۱۰۳ (یہ بیت ص ۹۷ میں بھی ہے) چند ایرانی
 ۱۰۴، میرزا عبدالقادر تونی، تحصیلدار ۱۰۶، خاک ریز، دارالایلا، میرزا حسن صاحب
 سلامت گفت ۱۰۸، مستوفی موقوفات ۱۱۱، آدمی روش در کمال آرامی سکنی کرد
 ۱۱۲، میرزا محمد رضا "تار و پود بہترش از رنگ و بوی گل کنید، آن بدن یک پیر من
 "ناگوارا بود لذتہائی و صرہ میزبان در لقمہ پنہاں سنگ داشت" دہیرہ سرکار قورچیان،
 کہکایران پادشاہ، ۱۰۷، نظارت بیوتات خدمت کار (گذا)، مگر اس کتاب میں بہت
 گجہاں کاف در کار ہے، ۱۰۷، مجموعہ میرزا صالح منشی ران کا ذکر صفحہ ۹۷ میں، "چچو اتی
 با شعی ۷۵، دہیرہ مشہد ۷۶، میرزا سجدہ خاک لسی ۷۷، برادر میرزا معصوم "میبالم
 در در قری معکوسم" سلیم نے جو مشنڈی وصف لایمجان میں کہی "وقتیکہ ہندوستان رفت
 آن را در تعریف کشمیر کرد ۷۸، نو لیسندہ دفتر ضابطہ بیچارہ سوزی، ۷۹،
 جواہری نباد بر طلب بشارت الیہ کردہ، محصلان اخراجہ شعیب جو شفقانی کے بارے میں

ہے کہ "دامق وعذرا بنی صم داد" ۸۰، واقعہ نویس ۸۱، میرزا یوسف والہ "دقفل و
 سوای میرزا تقی۔ غزل اختراعی را خوب نمی گفت چرا کہ وزن و قافیہ عزیز اختراع میکرد و
 اشعار او آنچه مناسب مستوره (کذا) بود انیست این را بکیفیت گفته "خود
 را از دل خالی از اندیشه طلب کن + ازین شیشہ بی می می بنی شیشہ طلب کن۔ ۸۳، میرزا
 سعید سعید الدین محمد راقم "گرہ زناخن تدبیر کی گشادہ شود کہ از کھیلہ غلط بستگی زیادہ
 شود" ۸۵ + میرزا جعفر قزوینی "تکیہ گاہ ۸۶۔ محمد باقر بیگ از یرجہرم۔ بر خیزد لالہ و
 فریاد کن + از غفلت خویش داد و بیدادی کن ۸۶، کلا نژد ریش سعیدہ محمدان ۸۷،
 حسن بیگ بر و جردی "بر نغمہ بہنہ گوش کہ از فی تنہ ایست بر عمر منہ دل کہ بشود و ستمہ ایرت
 طالعش در کمال مستی، ۸۸، میرزا نور اللہ "ای بت مہر زہ گمہ دھر جایی ۸۹ قبلہ گاہ + صمیم
 بسستہ گوینی ز خیر دشر با او + مرا بخر تو امید نیست بر مرسان ۹۰ متصدی بگہی حال خالصہ
 میرزا انیسر، کی میتوان کشید کمان شناخت را + ای گوشہ گیر چہ چیز دد میکشی" میرزا ظہیر
 الدین محمد نہادندی بنمرد و میکدہ خوش کشمکشانی کردیم، ۹۲ آدم محقول، شکستہ را دہست
 و نمکین می نویسد، آب بنار بسازند، ۹۳، بمیزری و تصدی یعنی ا د سات خاصہ بد و مرجوع
 شد، جلالی نایبی، میان از مرحوم سار و تقی . . . مناقشہ صا شدہ بر پو ان اعلا (کذا)
 آمدہ تقریر میرزا تقی نمودہ در اتہ دیدان بمیرزا تقی گفتہ کہ من مکر رہنوکہ قلم تراش ز ناز
 بیاغوری چشم شمارا شمر دہ ام ہفدہ ز ناز دادہ، ۹۵، ہمیشہ زادہ طاہری نایبی، ان کی
 مہت کے بعد دیدار نشان ظاہر شد و دیدان او را بر داشتہ اشعار او را با اسم خود می خواند
 ۹۵، در میان او دشمنائی مشاعرہ واقع بود و اصحابی را یک یک بکشد و اگر دند شفا فی "درد

ملک پنجم) ای طرح که امر از جلال شده است + صبح جلال بگه خوردن خود مشغول است
 این چه ریشست که تشریف دوسه گز می زدیده زده شده برده مگر ریش او در کونست
 میرزا اجیب الله آئینه ای دائم آخر بانی باشد ۹۹۱ لا علاج بهند رفت، قناعت
 منظر پیشو او کلاستر، ۱۰۰ بعد از مرگ سیسی فوت شد، میرزا بدیع شیشم پادشاه ۱۰۱۵
 نه تر شمی نه برقی بسحاب، صاحب مایه و خاکی این پادشاهان همه پیمانه نشسته ۱۰۱۵ سید مرتضی رفت
 از چمن چمن، نگه از نگه رصا قمره قد بلای خانمانمان کجا رسیدن باشی ۱۰۱۵ مودیت، مودیت آن
 پادشاه (شما بجهان) ۱۰۱۵ خود بریزد، عبادتی بسک خرب کشیده ۱۰۱۵ میرزا جلال طباطبائی
 میرزا احمد علی تبریزی "عرفی" آباده برستی نه نشاط انگیز است خاطر می طلبد مایه استغفاری
 گویا است استغفار از میرزا صالح برادره زاده اسکندر بیگ منشی است ۱۰۴ ریه بهیت
 مصطفیٰ (میں بھی ہے) چند برای ۱۶۲ میرزا عبدالقادر تونی تحصیلدار ۱۰۵ خاک ریز
 دارالبلای میرزا حسن صاحب سلامت گفت ۱۰۸ مستوفی موقوفات ۱۱۱ آدمی روشن در کمال
 آرامی، سکفی که در ۱۱۲ میرزا احمد رضا، تار و پود در بسترش از رنگ و بوی گل کینده ۱۰۸
 بدین یک پیرهن از بزرگ گل نازک نه است، میرزا عبدالمنان، میر محمد رضا، عمامه بسر
 است یا تخت کما ۱۰۹، قناتی تو کما ۱۰۹، قناتی کن ۱۱۱، این فضا تنگ نما در بر اهل
 ۱۱۸، خود تونی شوی ۱۱۹، جلدی از دفاتر باب التادیب، محسن
 تانی به بسک، کم دانه دانه باغی که در ۱۱۹، قناتی کن ۱۱۱، این فضا تنگ نما در بر اهل
 غیر کمره ز اینده ۱۱۹، میرزا قاسم زاده تندی خرفه، گنج شایه گونی، خم خردی، قاسم
 خان در آواز انجباب بهند رفت، آبخان زنی که گمرازه حادثه بر باد ردی به حسن محسن گمرازه

که توان یاد روی "به زیارت کعبه رفته با خانه کپور روانه شدند شد ۱۲۲ مرد بیچاره ایست
بخیک دوزخ مشغول ۱۲۳ باقی نهادندی

ماد ببل عرض چاک کردیم دوش ناز پروردگار بگلستان زخم خاری هم نداشت ۱۲۴
دشک افزدیم هم را ماد ببل تا سحر ادگی از شاخ دمن تازی ز کاکلی داشتیم ۱۲۵
بش بخنده و چشمش بغزه می گوید که خون هر که بریند نده خندهای بخاست

تیمار نه، در بنده میگری قبول کافران ۱۲۸، در فیحای زایتی "ایمانم که در پیش
آمده، سوگند که در لباس میش آمده اند ۱۲۹، نویسنده

۱۳۰، خمر بنده، آقا حسن "چون محمد ندهد و موجود جهان نا آمده را بدهد موجود
مردان، محمد دم بدهد آید و موجود شود کسی که آید بحال "یک مشقال غنبر در شوله

زرج مثوله و شله نام آتش مخصوص، مبلغی جبراً و قهراً گرفت ۱۳۲، بهلاج اصفهان آمده -
در بنگاله است و از تعینات شالسته فالست ۱۳۳، آذوقه، گرگیران شاه عباس ۱۳۴

میرزا نعمت "ما و میرزا ببل همه غوثان صمیم، چشم بدو در که یک دسته پریشان صمیم ۱۳۵
توسعه بندگان آدمی ایشری است، میرزا محمدم و فیضی تبه حرمه از ایام از سر حوشست
ترک می در شرب آدینه نمی باید که در در با شش گره همین جینت کافیت، فکر قفل

در گنجینه نمی باید کرد، میرزا مقیم جوهری "سکندری خورده ۱۳۶، نگار
تقدی پناه، در دمنده خوشی بود در کمال وسعت مشرب ۱۳۷، آقا اسد فلول

خیال ۱۳۸، حاج محمد علی مهابادی - غزلیات مولوی را قریباً بهشتاد هزار بیت جمع
کرده بود، مبلغی از میر محمد حسین تاجر گرفته بندان مضاف به بدهند

رفتاد بعد از مراجعت بهادجه مرا بقرض داده
 . . . چیزی از آن وجه به وصول نرسید و نشی بفرزند آن اندام
 و بعد از طلب میر محمد حسین نصف خانه که داشت دادند ۱۳۹، میر شرف
 و معرفت دارالعلم شیراز کا صائب پر الزام که اشرف کاکا هم امصرع تاریخ :
 داندل زد و در ننگ الم فتح کنند باز چهره لیا، بحد صلیکی نموده محفزی کرده بخطه ط جمع
 کثیر که من در فلان تاریخ این مصرع را گفته ایم پیش فقر فرستاده بود
 فقر باعتبار محبتی که میرزا دارال را پاره کرده طبع
 بندگانی میرزا از آن مستغنی تر است که باین چیزهای سهل دیده طبع دارند
 ۱۴۰ نمیدگی بآن مبلغ سهل در قم جوایک معامله میں علی ساخته شاه باقر شکستگیست
 که خود مویهای خویشیت گذشتگیست که از هر چه است در پیشیت حرکت ناشایست
 ۱۴۱، بد کرده دم سر شناسست کرده دم قالیچه، قطاعی، و نقاشی و سواد فارسی و خطاطی
 تقرقات نمکین، آلاچیبی که سپه سالار ساخته بود، با وجود عدم سواد بتبح
 شعر نموده عصاره خانه ۱۴۲، مشنوی خروسیه از میر حسن کامصرع "یکی کمره خرد بود
 خرد زاده" اعتراض کا جواب دیا تا خمره کمره های آدمیزاده بیرون روند و دا
 شناسی و پاکیزه کاری بکند کار مری فرموده ابهرت شمار حروف پر تخی کها که میر
 حسن کنده کرده زکرتا نهنگشته اداره را ۱۴۳ "موسوره" نگهدار یارب
 شاه چراغ "میرزا کافی" آن ترک تمام جوهر نام قلیچ (ق. بیچ) در گنه بیقیاس در و یا
 یکم تو بی بودم آنجا کانبست آرزو بانی دگمه غایت بی انصاف بیست سراجای حکاک

«از گمراهی بهر جا که گذشتیم چمن شد در ضعف بهر جا که گشتیم وطن شد ۱۳۴
تفنگی اول حال تا بین میرفتاح بود سر رشته دارم واجباً قطعه ۱۱ بیت،
از ال جمله :-

صاحبای عهد آمد دمارا مهیا هیچ نیست
شال و مندریل و قبا و کفش در بازار نیست
سفره اعلایه دون از نان و از حلوا پرست
گرچه در بازار رنگارنگ انگور مست لیک
حال خدمت کار (کذا) و نوکر را چه گویم که لباس
جز قتی قرغی از کسی کردم طلب گفتا بچشم
از ره طبع آن مایه چندی بیتی گفته شد
قرصخداه اندوه دوزخ کمال صلاح و قیود داشت داشت (کذا) ۱۳۵ شاهنامه
جوانی، کول مرا بسوزد که ده پیر هیزکاری صایب کسی مرا که می کند از خود
قدم بیرون بکند نه نیست که می آید از حرم بیرون چند بیت برای دو، ششمی و
شلاقی و خوش حرفی، شیخ الله قلی از سیبی عشق روی دستی خود دیدم صد
ناوک دلدوز شستی خود دیدم بود پیوند زلف و دن پنهان خطش این بخیه
را بردانداخت ۱۳۶ چند بیت برای دو، مردی و بر دباری میرهمام

از باغی که برابریک دیوان شترست . . . این معنی خیلی عزابت دارد :-

«این چهار خلیفه را که میبدانی نعره گویم سخنی با تو نه انصاف بلغز

بادام خلافت از پی گردش در هر افکند سر پدست تا برون آمد مغز
 دانستن معرفت شنائی تنه نیست : ۱۴۷ چینی فروش ۱۴۸ بلبله صادق مشهور به "د"
 اے صادق آن کسان که طریق تو میردند ایشال خمند و خردش کادش آرد دست
 گیرم که خرد کنر تن خود را بشکل کاد به کوشاخ بهر دشمن و کوشیر بهر دوست "۱۴۹
 مجتهد الزمانی ۱۵۰ بیل باطن : بهار الدین محمد عالی "دل ازین مملات گشت مین"
 ای خوشاژند و خوشا شکول ۱۵۱ بهائی گریه می نماید از کعبه چان در دی کش
 زنا بهر دست "سالی که نگوست از بهارش پیدا است آنچه در دود و جوی
 بستامند و آنچه نکلسته بخزن طلبند میرا بد القاسم فند و سکی مدتی در بند ۱۵۲
 مولانا رجب علی دایق بجای ۱۵۳ ملا عبدالحسن "با من بودی منت بیند انستم
 با من بودی منت نمیدانستم" چول من زمین شدم تو گشتی پیدا با من بودی
 منت نمیدانستم ۱۵۴ مولانا عبد الرزاق فیاض صاحب گوهر مراد "در دزدان
 انسان ز پی معرفت کرده اند این تنه در خاک که غنقا گیرند" ۱۵۵ علی را قدر
 پیغمبر شناسد که هر کس خویش را بهتر شناسد ۱۵۸ ملا حسین علی "این ساز شکسته
 سخت بی آهنگست ۱۵۸ سنائی "علم در دست جا بل خود را ی چول چرا غیبت
 در طهارتجایی" چلبی بیگ مشهور بالعلمه "چول کوکب علوی که کند دوده گرایبی"
 ۱۵۹ اهیچانی خرد طوم همان عیث عالی "بسبب بنی تعلقی و بی تکلفی" میر محمد زمان مشهور
 صوفیت خرد مرید صوفی خرد بهر در عجب الخسری شود بهر خرد از عرصه صوفی
 که بود عرصه خرد در حق آیند همه هزاران سر خرد ۱۶۰ کوفت چشم دار العباد

میرزا خالد، سید مابلد، منزل عقیق و دینی درون راحست ۱۶۲ منزل گاه میرزا مهدی
 "تافیت" ۱۶۳ مشیانی، بخوابه دردی نخوده ۱۶۴، منظر حسین "این را بکسی
 گوید ترا نشناخده ۱۶۵، ماسوده دست گاه بولاهاں باش" خوابه علی "پیش نمازی"
 ۱۶۶، در گنہ کنہ جانب مایهچ تقصیری نرفت چوں در آمرزشش که کار دوست تقییری کند
 "منزل نفیر ۱۶۷، خوش صحبت، نصیرائے ہمدانی "طغرائے شک" یک پرہ نہ چرخ
 فلک مانده دست"

"دشت ہوس نہ آبلہ پائے من تہست این را یک گرم قسمت صحرائے دیگامرت
 مواخذہ ۱۶۸ میرزا محمد سجد" چوں آب نہ لالست کہ از یک بر آید - راہ من و مقصود ہیں
 فاصلہ دارد" ملا علی رضا تجلی "اگرچہ نرگسداہنا لیم و نہ ساندہ - برای نرگس ہم خاک
 ترکستان بہ" ۱۶۹، ملا محمد کشمیری ۱۰۸۳ م - ۷۷۷ افشاری تفرشی "محرم در دہنام
 گسی دریں محفل بنود - در میان انجمن علم بنہائی گذشت" ۱۷۱ المیتہ چہ انم
 ابواب الجنان واعظ قزوینی کی بڑی تعریب گفتگو شد بچو سطر بنیقط بدخوان مرا ۱۷۲
 از عزم دل بدر کن آندہ وی یبودہ را "دوزبانی" آقا رضا قزوینی عہد او چوں جناب (کذا)
 بستن بود مطلب از بستن شکستن بود ۱۷۳ پندیرای عکس ۱۷۴، میرزا باقر یاقی لا کلام اند
 دہشت ۱۷۵، از چشم سفید گشتہ برامبت چہا شد "از تلامذہ بحر عرفان آقا حسین اسرت
 در قیقہ یاب آگاہ دل "سبحای ہما حب" شرابی "۱۷۶" کبابی، جہانی (بزدائے شیشہ)
 معر فطرت یکہ سال قبل روانہ ہند چوں نہایت راستی و درستی دکلحلی داشت و ہمہ کس
 از در اٹھا بنہ بانک مدتی معزول شدہ ۱۷۷، میرزا شاہ قلی واحد :-

"اے نور دیدہ رفتی دبی نور دیدہ ماند
"گرم نازی و سرخانہ خسرا بی داری
مژگان چو آشیانہ مرغ پریدہ ماند
از درخانہ مامیگزری خوش باشد"

لہ میرزا محمد حسین ادارہ نویس ۱۷۸، پیرکاری ۱۸۱، اشرف مازندرانی "از
عناصر آل چہ در خاطر بود نادر است و بسند بجز یک یارم نمی چسپد بدل نہیں چالید یا "معنی
د صورت چو زن اثر دہاست زن زندہ حاجیہ گفتن سزا ست ۱۸۲، دلدار اگر کند
دل بند ی تو جامہ بغیر بلبل مکن" با قبحہ دنیا مکنید آمیزش از آتشک جہنم اندیشہ کنید

"حسب الفرمودہ، سلیمان طهرانی: شب را برای راحت تن آفریدہ اند۔ در ہند
مینو انی دوسہ روزی نفس کشید" ۱۸۳ پارہ تحصیل ہم کردہ ۱۸۶، بریا ۱۸۹،

میرزا عبد اللہ چول آیینہ باش دعیب صورت بین گوئی ۱۹۰ میرزا محشم کی
سخن فہمی کی تحریف ۱۹۱: مجذوب تبریزی "صحف لغی" واقعہ نویس ۱۹۵ ملا فرید
"این جہت سفیدمان کہ سرا سر چو چنندہ در مزرع کائنات پیر بلبل نشینی (کدام)

ہم سرست عز و را این قوم بعینہ چو کمانہای شختہ" ۱۹۹، از تبار زہ عباس آباد
اصفہانی، ملا فضل قاضینی "خستہ میان" ۲۰۲ کمال سادہ لوحی، ۲۰۳، از اہالی

عبد العظیم است من محال ری "والثق" بی تو اندیشہ کلزار مرا زندانست۔ نغمہ
پردازی بلبل اجل پرانست، ۲۰۴ خوشنویس عبد الباقی تبریزی و علی رضا تبریزی
د میر عماد تزدینی و میر محرز کاشی دترابا اصفہانی د میر سید علی جوہر ۲۰۶ تا ۲۰۸۔

در ویش محمد صالح مرد مرتاض صاحب سلوک ۲۰۹ ساقیاباد سحر برد خاستہ ہے ہے
زندہ باش ۲۱ (باقی دارد)
(مداومتہ ۱۹)

منظر نامہ

یعنی

تاریخ جو کمال

”منظر نامہ“ سمجھنا کمال کی اہم تہہ ہے۔ مصنف کا نام کوہِ علی ہے۔ یہ کتاب اب تک غیر مطلوبہ ہے۔ ذیل میں ہے اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔ پھر تیار یا جانے گا کہ اس کا مصنف کن امور میں دوسرے لوگوں سے اختلاف رکھتا ہے۔ ویسا ہی میں مصنف لکھتا ہے۔

فقیر کوہِ علی عرض کرتا ہے کہ جب ۱۱۵۵ھ میں نواب مظفر جنگ اسیر قید فرنگ ہوئے تو بنگالہ کی حالت دگرگوں ہو گئی۔ غیسویں اور عربوں اور کمزوروں پر تو وہ دایم نازل ہوئیں کہ ان کے بیان سے قلم عاجز ہے۔ فقیر بھی گوشہ نشین تھا، فیصل آیا کہ انہاں مہابت جنگ سے لے کر ۱۱۵۸ھ کے حالات، جو خود دیکھے یا دوسروں سے سنے ہیں ضبط تحریر میں آجائیں تو فقیر کی یاد بھر باقی رہے۔

علی وردی خاں کے ابتدائی سال اکے والد اور بھائی | جناب عالی مصنف نے یہ نہیں لکھا کہ علی وردی خاں کا اصلی نام کیا تھا، وہ ان کے چچا کو، جناب عالی لکھتا ہے، ہم اس کی بجائے علی وردی خاں مہابت جنگ لکھیں گے، کی والدہ خدیجہ، ائمہ شاہ کے محل میں بہن تھیں، ان کی بڑی عزت و توقیر تھی علی وردی خاں ویسا پیدا ہوئے، محمد اعظم نے ان کے متعلق پیشین گوئی کی تھی کہ یہ لڑکا صائم، حکومت درپاست ہوگا۔ شاہ علی خاں، علی وردی خاں کے والد، اعظم شاہ کے بارہوی خاندان تھے۔ اور حاجی احمد بڑے بھائی، دار و نوذر، گرمازہ تھے۔ خود علی وردی خاں اعظم شاہ کے محل ارکان دولت سے ممتاز تھے، اعظم شاہ اور بہادر شاہ کی لڑائی میں سبقت زخمی ہوئے تھے، اور بڑے بھائی اور مرزا کی سے لڑے تھے۔

علی وردی خاں کی سیرت | علی وردی، ذکی اور سریع الفہم تھا، شجاعت اور شہامت، ثبات و استقامت، علم و حیا، عفو و کرم، تواضع و مروت، ضبط نفس اور حمیت، صداقت اور عدالت اس میں موجود تھی، یہی وجہ ہے کہ لوگ ان کی رعایت و توجہ کے طالب رہتے تھے۔

لازمین و متوسلین | (۱) غلام حسین خاں عرض کیے ”نقدہ خلاص از کیمیا“ اعتقادش کمال عیار (۲) مرزا داؤد علی، دار و نوذر توپ خانہ جنسی پورہ و فادار اور بہادر، توپ خانہ جنسی کے یہ بے مثل آدمی تھے (۳) توپ خانہ قلعہ خاں عاقبت میں دور اندیشی، ہم، حیدر خاں دار و نوذر توپ خانہ دستی، درخوش تھی و دولت خواہی، اس خاندان حیدر پورہ (۴) مصطفیٰ خاں افغان، مخا طب بہ نواب بہر جنگ

راہی کر کیا

شجاع خاں اسویہ ازبک لہ بعد وفات جعفر خاں ^{۱۲۹} میں جعفر خاں نے انتقال کیا، یہ خبر بھی ملی کہ سرفراز خاں ریسر شجاع نے
 دختر زادہ جعفر کا سند نشیں ہونے کا راہ ہے، مولوی احمد نے صلاح دی کہ ابھی
 سرفراز خاں کی اس زندہ ہیں اور لوگوں کو بیکار نہ کیا زیادہ موقع نہیں ملا ہے، آپ بلند مرشد آباد جہاں سکیم نے بھی بلایا، غرض یہ کہ
 محمد تقی خاں کو جوان کے لوگوں میں سب سے بہادر تھے، اور دوسری بی بی سے تھے، اڑیسہ میں اپنے نائب کی نیت سے پھر رازا اور غور
 شاہ قلی خاں اور حاجی احمد کے ساتھ عین برسات کے موسم میں نکلا گئے، اور وہاں سند نشیں ہوئے۔ سرفراز خاں ان کے نائب قرار پائے،
 برسات کے بعد قلی وردی خاں بھی بنگالہ شیعہ ابدقہ سالاری کی قدرت میں سپرد ہوئی اور شاہی نواز اور جعفر
 خاں کا ضبط شدہ مال نے کر سرحہ صوبہ عظیم آباد تک گئے۔ دہلی کے بعد سالار خاں میں رات میں نے مزاحمت
 ولادت سلطنت الدولہ :- ^{۱۳۰} میں مرزا الدولہ پیدا ہوئے، علی وردی خاں نے انہیں اپنا فرزند خاص بنایا

نوبدری راج محل اور واقعہ عجیب :- چار سال تک فوجدار رہے، راستوں کو یسویوں سے صاف کیا، ٹھیکریں درست کرائیں، ایک عجیب واقعہ
 قوم بھٹا کے لوگوں نے بیان کیا کہ سانپ آکر انہیں لاکھوں روپے دے جاتے ہیں، اگر ہم دوسری
 سے کچھ لیں تو بھر نقصان بھی پہنچاتے ہیں، علی وردی خاں نے اسے عید از عقل تصور کیا، لیکن ان آدمیوں نے گواہی دی کہ ہم نے نہ دیکھا نہ سنا
 یہ بھی معلوم ہوا کہ سانپوں کی اجازت کے بغیر یہ تماشا کسی کو نظر نہیں آ سکتا۔
 وفات شاہ قلی خاں :- اسی زمانے میں شاہ قلی خاں ۶۵ سال کی عمر میں انتقال کیا اور راج محل میں مدفون ہوئے۔

علی وردی نائب صوبہ عظیم آباد :- چار سال کی مدت میں شجاع خاں نے کر در روپے سے زیادہ قلمہ یاد شاہی میں بواسطت خاں و خوں
 خاں اور سال کیا راجت چہار سال کہ نواب شجاع کر در روپے میں زیادہ اناس سالیانہ لکھ طلب
 صاف نہیں کرور پے ہر سال یا ہر سال کی مجموعی آمد فی ما، اور یہ امر سب اس کے اعتبار کا ہوا تھا۔ حاجی صاحب نے علی وردی کے مشورے سے
 سے درخواست کی کہ صوبہ بہار بھی جی کوٹ آباد شاہ نے غور الدولہ صوبہ عظیم آباد کو معزول کیا اور شجاع کو اس کی جگہ پر لایا گیا، شجاع نے شاہی
 طور پر غلام علی خاں اہم زلف مخزلہ کو صوبہ کا انتظام سپرد کیا۔ اور اسن اللہ خاں کو مستقل نائب صوبہ بنایا، اتفاق یہ ہے کہ اسن اللہ
 خاں نے دو تین روز کے بعد انتقال کیا۔ شجاع کلیات و جریات اور مملکت میں حاجی احمد کی رائے پر چلتے تھے، انہیں سفارش کا موقع ملا اور
 علی وردی خاں نائب صوبہ عظیم آباد مقرر ہو گئے اور ^{۱۳۱} سالوں میں داخل عظیم آباد ہوئے۔

مصلحت جنگ و عطاء اللہ خاں :- اسی سال مصلحت جنگ کو بحال رنگ پور تفویض ہوا، اور نوبدری راج محل میں مظاہر اللہ خاں و حاجی
 صاحب کے جھوٹے داماد کوئی

صوبہ عظیم آباد میں خدمات کی تقسیم | معاملات مالی سرکار بادشاہی، دیوان چٹا من داس، مہمات سرکار نوابی راجہ بھنگی رام
داروغہ علی توپ خانہ بھنسی داروغہ علی، داروغہ علی توپ خانہ دستی، حیدر علی خاں، داروغہ علی
دیوان خانہ غلام حسین خاں، کوٹوالی فقیر اللہ بیگ خاں، داروغہ علی فیل خانہ نور اللہ بیگ خاں۔

مہم بھوجپور | مہم بھوجپور کے زمیندار بڑے سرکش تھے، رہزنی اس کا شیوہ تھا اور سرکاری مالگداری فیض میں بہت لیت۔
سل کرتے تھے۔ علی وردی خاں نے ۱۱۳۵ھ میں ان لوگوں کی قہر و واقعی تنبیہ کی۔

مہم تباہ و برباد لکھنؤ خاں | تباہ و برباد لکھنؤ کے سرکار اور بھنسی داروغہ علی کے ساتھ اس کی تہذیب کے لیے بھیجا۔ ان کے
ساتھ عبد اللہ لکھنؤ بھی تھے، جو شجاعت و روزگار سے تھے، بڑی شکل سے جنگ کی جھڑپوں اور درختوں کو کٹواتے ہوئے
یہ لوگ تباہ و برباد لکھنؤ میں محصور ہو گیا، محاصرہ کرنے والوں نے ایک سڑک بنوائی جس میں باروت بھر کر آگ لگا دینے کا ارادہ تھا،
عبد اللہ لکھنؤ نے اپنے اترے، سڑک کٹی جگہ سے جھپٹ گئی، اور عبد اللہ لکھنؤ اندر رہ گئے، دو تین دن تک پانی فوب پرستار ہوا، جب کھلا تو لوگوں کو
خیال تھا کہ مر گئے ہوں گے لیکن زندہ و سلامت باہر نکلے، راہنماؤں سے پہلوؤں میں بھاگ گیا، علی وردی کی فوج نے مفسدوں کو
قلعہ قلع اور بہت سے دہاتوں کو ویران کر دیا۔ جمال نذیر کو راجست کرنے کے بعد فوج مال عنینت کے ساتھ واپس آئی۔ اس مہم نے
عبد اللہ لکھنؤ خاں کی شان و شوکت میں اضماعہ کیا

مصنف کے والدین | مصنف کے والدین شاہ جہاں آباد سے غنیم آباد سے اور وہاں سے علی
مصنف کی ملاقات کے لیے بنگالہ گئے۔ ان کی وساطت سے مصنف کے والد کو بردوان کے پچھلے کی دہانے
لکھنؤ دو سو روپے ماہانہ پر ملی و بعد بہت و چار سال کہ چکر بردوان بہ تصرف صاحبان انگریز رفت، اس خدمت تیز رو سے از غار بر تافت
علی وردی کا مرشد آباد بلایا جانا | شجاع خاں نے یہ گویوں کے کہنے میں آکر اسی سال علی وردی خاں کو اپنے محصور میں بلایا، علی وردی
خاں نے کل باتوں کا معقول جواب دیا اور شجاع خاں کا دل خبار کھفت سے پاک ہو گیا، لکھنؤ کی
خوارشہی کہ نبیبت صوبہ عظیم آباد مرشد قلی خاں کو دی جاے۔ لیکن شجاع خاں کو ان کی طرف ہے اطمینان نہ تھا، علی وردی کو دوبارہ
خلعت نبیبت ملا اور عظیم آباد واپس گئے۔

مہم بھوجپور | راجا بھوجپورہ کسی صوبہ دار کو خاطر میں نہ لاتا تھا، علی وردی خاں اس کی تنبیہ کے لیے خود فوج لے کر گئے راجا
راہی میں شکست کھا کر بھاگ گیا، عبد اللہ لکھنؤ نے تعاقب کیا اور اس کی بی بی بچوں کو گرفتار کر لائے۔ راہ
کی وساطت سے راجا نے معافی چاہی، اور اپنی جگہ پر واپس آیا۔

(نہیم، اپریل ۱۹۳۸ء)

لوستان سیاحت از نعمت بن اسکندر

۵ لوستان سیاحت جلد ۲۳ از نعمت الله بن اسکندر (۹)

زین العابدین شروانی - ی بین کسی او را بعد کا ذکر هین - عمر مصنف ۵۵ سال
"عظیم آباد - بحسب آب و هوا بهترین بلاد بنگاله است - ۰۰ قرب (۹)

منی هزاره باب خانه دراد - و لواحق معموره قریبای مشهوره مضافات
ازست - اکثر عمالانش بلند و خانه هایش از جند، و همگی و دوسه طبقه - آبش خوب
و عذایش فی الجمله مرطوب - اگرچه تابستان گرم است، اما سالم است، و جمیع
فراکه گیرمش فراوان، و جنوب غلاتش ارزان - مکن اله باب دولت و ثروت
و دامن اصحاب مکت و تجارت - اکثر مردمش هندوان، و دیگر مسلمان حنفی مذهب
و دیگر امامیه اند، و قوم نصاری اقتدار دارند، و عموماً از مباحث و منظر و تناسب
بیکدیگر دارند، و خالی از مردمی نباشند - راقم بآئین مزید در آن دیار بود،
و با اعظم و اکابر آن جا معاشرت نمود، بذکر یک نفر ایشان مبادرت می نمایم -
میر جمال الدین حسین کا ذکر، کوفی خاص بات هین)

"راقم دشت قنچاق را ندیده، اما بقرب آل رسید و مردمش را بسیار دیده،
عموماً از عالم مردمی دور و از معارف انسانی بیخبرند"

در طی این دو ماه قیام ملاقات، اسمائے بعضی که ذکر خدا و السیاحت بین
را از ۹، می سپه :-

"لکن در و بلده است، بایک دیگر اصرار دارند، و در برد و هزار خانه
و سی هزار دکان و رست هزار خانه بیت اللطف یعنی مطربه سازنده در قش منته -
که بنده دانه هزاره پسر زلف یعنی امرو، و هزاره باب میخانه، و هزاره مسجد جامع،

و ہزارہا مایارہ . . دارد، و باغات آن دیار بسیار . . . جمیع مشہات (۶)
 در آنجا افرادان، و محبوب و غلاتش ارزان، و مردمش اکثر ہندوان و مقتدر (۶)
 اہل ایمان، و دیگر مسلمان حقی مذہب و قلیل لغوی اند۔ گویند چہار صد طبیب و
 چہار صد شاعر در اوست . . . با وجود کثرت از دیار
 از مردم آنجا کاری نیاید، و عقده از ناخن فکرت ایشان نگشاید۔

من الاتفاق لکھنؤ و کونہ را در عدد جمل برابر یافته اند، و مثل "الکونی لایونی"
 مشہور است . . . شجاع الدولہ . . . کالہ زشتی کرد، و نام خود را بر زبان آورد و خاندان
 خویش را بدنام نمود، و حقیقت آنچنان بود کہ در ولایت صاحبانی . . . بدان و ثابت رسید . . .
 فرزندای صاحب . . . جمال داشت، شجاع الدولہ بعد از استماع این خبر بہت بر
 مواہلت فرزند در ولایت گماشت، زیرا کہ ادبا امر دان و کودکان نائل بود . . .
 فرزند را اطلب نمود، در ولایت نداد، و کلمات نصیحت ہمیز در ستاد شجاع الدولہ . . .
 آدم چند سال داشتہ او را بہتم احضار فرمود، در آن وقت در ولایت در منزل خود حاضر
 بود، چون بمنزل رسید، و حقیقت را شنید، در ولایت بغایت برنجید . . . و
 شجاع الدولہ را بدینگونہ نفرس کرد کہ با الہا چنانکہ فرزند را بدنام کرد امید، تو او را
 از بدنام کردن او بدین بلا مبتلا ساز۔ و مرخصی اُمنہ در سبیل ادبماند . . . اکنون
 جمیع اولاد شجاع الدولہ بدین مرض گرفتار، و باین ناموشی مشہور روزگار اند، من جبر
 آہست الدولہ و ہمین الدولہ پسران شجاع الدولہ کہ . . . در بی کار زشت خلومی نمودند
 قیام لکھنؤ ۳۵ ماہ۔

حکمتہ میں ایک "مدت" تک رہے، کبھی کا ذکر نہیں۔ مرشد آباد میں راچند

۱۔ یہ ممکن ہے صحیح ہو، لیکن اس حکایت کی کسی اور ذریعے سے تصدیق نہیں ہوتی۔
 یہ فضول سخبات ہے۔

پسر زاده جگر ری کذابگت ۹) سیب (یعنی سیب) - "قادر جنگ (بن دلاور جنگ
از امرای مبادک الدوله و سرافراز الدوله (کذای) بود" مصنف کوان سے کمال الفت و
محبت "محقق" - اردستان از مصنفات اصقباں -

کتاب مہباد (کذا) بعضی از محققان ملت (ری کذا) ترجمہ و شرح نموده اند،
من جلد (آن) ترجمہ بر نہ مهر (باید) بود مهر نوشت "تعلق از بر نہ مهر ۹) کہ بہت قبا و پس
(کذای) نوشتہ ال تالیف کردہ است برخی از مضامین ترجمہ اش اینست مشہر ادیوں
کا ذکر - مصنف اگرہ گیا تھا - "کچ از بلوچستان در کنا بحر عمان، خلقن اکثرین وال
و بدج و دیگر اصیلی اند - گویند قدیم الزمان از مصنفات ایران بودہ، اکنون
از مصنفات سند شمارند، را رقم ندیدہ -

(معاصر حصہ ۱۸)

مناقب غوثیہ از محمد صادق شامی سعدی

(۲) مناقب غوثیہ کے دیباچے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب محمد صادق شامی سعدی قادری نے اپنے مرشد "عمدۃ المحققین خلف الصدق صوری و معوی سید عبدالغفار بن سید عبدالجلیل الحسینی و الحسینی عزت اللہ الذی ہدی من کان اکابر اولادہ و اعظم خلفایہ المتوطنین الاحمد آباد" کے "حسب الامر" بحجۃ الاسرار و تکملۃ امام یا قلی وغیرہ کی بنا پر لکھی تھی۔ پیش نظر نسخہ ضلع رتھک کے ایک مقام میں عبدالستار نے عہد شاہ عالم میں لکھا تھا۔ مطالب یا عبارات ذیل دیباچے میں ہیں۔

کسی بمرتبہ از قطب و غوث و ولی بدرجہ غوث الاعظم نور و بسیار اوھما اطوار مانند حضرت النبی واقع شدہ، چنانچہ در مناقب مراجعہ مذکور است کہ مگر سیر بدن مبارک علمی نشست و عرق بدن مبارک معطر بود۔ ہر گاہ کہ آن محبوب سبحانی در بیت الخلاء میرفتند بول و غائلہ را زمین فرو میرد۔ پیر سیدند ازین حالت۔۔۔ قال غوث الاعظم با قند لہذا وجود جاری۔۔۔ لا وجود عبدالغفار۔۔۔ ہر ثنائیکہ محمد حق سبحانہ۔۔۔ بشنوی و بدانی کہ در آن ثنائیات لہ نفص در مرتبہ و جویہ است و کلمات را تصدیق باید کرد اگرچہ گویندہ آن معلوم نباشد۔ ہم چنین ہر نعمتیکہ در حق حضرت محمد۔۔۔ بشنوی و در آن سخنی نیابی (کذا) کہ ثنائی مرتبہ ہوت باشت یا قاج و کمالات آن مرتبہ بود، یا بدرجہ و محبوب رسانند البتہ آن را قبول کنی۔ ہم چنین منفعتیکہ در حق ولی اکمل یا۔۔۔ حضرت محبوب بشنوی و در آن سخنی

باشند (کذا) کہ آن حضرات مرنبہ الہدینا باشند یا بنوت البقیہ آن را تصریح
 واذعان نمائی و بجزر غور نہم انکار در دل خود را ہمدہ چہ در صورت انکار
 احتمال کرامات اولیا میشود۔ و نیز کلامیکہ در باب نقوف و خالق از اولیا
 اکمل مسموع گرد و ظاہر آن۔ مطابق شرح و یا عقل و قیاس نباشد بر آن
 توقف نمائی و از حق آن را سوال کنی و انکار لادل خود را ہندی۔ زیرا کہ کلام
 معجز نشان ایشان گاہی بر موز غامض واقع میشود۔ فی الحقیقت بی سند الہی
 یا حضرت البنی نخواہد بود، بر طبق رموز بطون فی اثر بطون حضرت قرآن و حدیث
 خواہد بود۔ و کتب مشائخ از روی حدیث نقل است کہ چون محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم در مقام قلاب قوسین ادادنی۔ رسید دیدند کہ مردی از سترناپائے گلیم
 کشیدہ غلطیدہ است۔ حضرت۔ مسألت نمود کہ۔ بے ادبی کیست۔ نہ رسید کہ
 این ادیس است حضرت۔ انکاس کرد کہ مرا شوق تمام است کہ ادر ادر یا ہم
 فرمان آمد کہ بعد از ہفتاد سال اندکی استراحت نمودہ است و بدرگاہ من عہد
 کردہ کہ مرا در ہر دو جہاں پوشیدہ داری و بچکیس را با من آشنا گردانی۔ ما نیز
 عہد کردہ ام کہ نہا۔ با بچکیس آشنا گردانم۔ منقبت مقدور دایات دکوی راوی
 حضرت عبدالقادر کا ماصر یا قریب الہدین جن کا ما حاصل یہ کہ حضرت عہد نقا
 شنب معراج میں عرش کے پاس موجود تھے۔ ان میں سے ایک یہ ہے بعضی
 از مشائخ کبار نقل میکنند و نوشتہ اند کہ۔ بشب معراج۔ روح۔ حضرت
 عنوت الاعظم۔ ظاہر آمد، از زبان۔ حضرت صادر شد کہ من، انت۔ فقال العنوت
 الاعظم فی جوابہ انا ولدک عبدالقادر آنحضرت۔ قدم برداش محبوب ربانی نہادند
 و فرمودند "قد می آیدہ علی رفیقک و قد یک علی رقاب کل ولی اللہ امتی" ایک
 شکل اس روایت کا یہ درج ہے کہ عرش بہت بلند تھا، بنی صاحب متردد
 تھے کہ اوپر کس طرح چڑھیں کہ ایک جوان نظر آیا جس کے جمال نے عرش کو منور کر دیا۔
 اس نے کہا کہ آپ میری گردن پر قدم رکھ کر اوپر چڑھیں، اور آپ نے یہی کیا۔

آپ کا خیال تھا کہ یہ کوئی نبی ہے، لیکن یہ معلوم ہوا کہ عبدالقادر میں، تو آپ نے فرمایا "ہر دو قدم تو برگردن جملہ ادلیا خواہد رسید تا قیامت دہر کہ انکار کنند" ولایت مغرول گرد، "طائف غیبیہ کے حوالے سے مصنف نے لکھا ہے کہ حضرت عبدالقادر سے مروی ہے کہ میں پیدا ہوا تو اثر قدم آن حضرت .. بر رقبہ نما یاں بود، "براق" والی حکایت بھی جو مستدرار و کتبوں میں ملتی ہے۔ اس کتاب میں موجود ہے اور حضرت عبدالقادر کی طرف ایک عربی قصیدہ منسوب ہے جس میں بوقت معراج عرش تک پہنچنے کا ذکر ہے۔ اس کی بیت آخر یہ ہے۔

انا قادر الوقت عبدالقادر اسمی : بحی الدین والاصل حبیلانی
مصنف لکھتا ہے کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت "بلال" در شب معراج پیش آنحضرت در بہشت سیر کردہ۔ "مصنف نے حرز العاشقین وغیرہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت کی موسیٰ سے شب معراج میں ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ آپ کا قول ہے کہ "علماء امتی کا بنیاد بنی اسرائیل"، اپنی امت کے کسی عالم سے ملاقات کر لیجئے۔ حضرت نے غزالی کی روح کو پیش کیا۔ موسیٰ نے نام پوچھا جواب دیا کہ محمد بن غزالی۔ موسیٰ نے کہا کہ میں نے صرف تمہارا نام دریافت کیا تھا۔ غزالی نے کہا کہ آپ نے بھی خدا کے ایک سوال کے جواب میں زائد از ضرورت باتیں کہی تھیں۔ موسیٰ ساکت ہو گئے۔ حضرت نے عصا سے اشارہ کیا کہ یہ بے ادبی ہے۔ غزالی پیدا ہوئے تو عصا کا اثر بدن پر نمایاں تھا۔

منقبت ۲ حضرت عبدالقادر (ع) جس شب متولد ہوئے، گیلان میں کوئی لڑکی پیدا نہ ہوئی، گیدہ سولہ کہ جو سب کے سب ولی ہوئے اس شب وجود میں آئی۔ آپ رمضان میں دن کو دودھ نہ پیتے۔

منقبت ۳ آن حضرت کا ہی ہر روز چہل من گندم و گوشت یک کا دن ناول کر دیا
دہوں و غایط نمی خورد۔

منقبت ۴ از اہل عرفان منقولست کہ چوں ار داغ اولاد .. آدم .. روز منیاق

در پیش گاہ کبریائی حاضر آؤرند فرمان شد کہ جملہ راسہ صف تربیت و ہنر صف اول
 روح ۰۰ انبیا ۰۰ در صف دوم روح اولیا ۰۰ در صف سوم روح عوام الناس ۰
 نقل است کہ روح ۰ حضرت محبوب در صف دوم رتبہ صدارت میداشت لیکن
 ہر مرتبہ ۰ ازاں مقام انتقال نمودہ در صف اول قرار میگرفت ۰ ملائکان قدس باز
 آورده در صف دوم السلاک میدادند تا سہ مرتبہ بعدہ کمرت این حقیقت را ۰
 بخیر مت رسالت مآب، عرض نمودند ۰ حضرت مبسم شدہ در صف اولیا نر و محبوبان
 و صوفیان جاویدہ فرمودند کہ ۰ امروز مکان تو در اینجا بر معبود ۰ است لیکن فردا
 روز قیامت مقام تو در بہشت برابر مقام خود خواهد بود ۰

منقبت ۱۰ ایک عورت کے پیٹے کی برات واپسی میں ڈوب گئی تھی، بیس
 سال بدع کی وعظ سے دوہا دلہن اور سب براتی زندہ ہو گئے۔ کسی کتاب کا
 حوالہ نہیں، مردوں کو زندہ کرنے کی اور حکایتیں بھی دوسرے مقامات میں درج ہیں۔
 منقبت ۱۱ ایک یہودی آپ کا پیشاب دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔ یہ بہت
 خوشبو تھا۔ بہتوں نے اسے منہ میں ڈالا، پینے کے ساتھ ہی عالم ملکوت کا دروازہ
 کھل گیا۔ طیب کے علاوہ اور بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔

منقبت ۱۲ کتاب فیروزہ میں محفوظ محدومہ ابراہیمۃ القادر یہ سے منقول
 ہے کہ "روزے حضرت حسن المجتبیٰ ۰ مناجات کر دند کہ اے خداوند مراد
 لوح محفوظ چناں می نماید کہ در نسل چشتیاں دے شہہ حسینیاں کی تصحیف، نہ
 امام شونہ، پس اولیٰ و افضل و مرتبہ امامت کدام شخص باشد، نہ اند کہ ۰ ۰
 اولاد تو چنین کسی پیدا کنم کہ آنچہ بزرگی در ذات آن امام باشد، آن جملہ مراتب
 ولایت و امامت از پس تو باشد کما اوسید عبد القادر باشد۔

منقبت ۱۳ گلزار کذا) معانی میں ہے کہ غ کے وقت میں اگر کوئی آپ کا
 نام بے طارنہ، یثا تو اس کا سرتن سے الگ ہو جاتا۔ پیمبر صاحب نے آپ کو اس

۱۱ ائمہ اور صحابہ کی کوئی خاص صف نہیں، ظاہر ہے کہ یہ صف ۲ میں ہوں گے جو کہ صدر بقول
 مصنف حضرت عبد القادر جیلانی تھے۔

قدر اظہار حلال سے منع کیا۔

منقبت ۱۵ آپ کی دعا سے میں پردکیوں کی جنس بدل گئی۔

منقبت ۱۶ آپ کا ایک خادم مر گیا، ملک الموت سے اس کی روح واپس مانگی چند بار اکار کے بعد آپ نے وہ زنبیل خود سے جس میں اس دن کی قبض شدہ روحیں محض جھین لی، اور روحوں کو آزاد کر دیا، اس دن انسان وغیرہ انسان جو مرا تھا، زندہ ہو گیا۔ ملک الموت نے خدا سے یہ حال کہا، جواب ملا کہ محبوب بن است برائے خاطر رے جان خادم اور اجر ادا دی کہ ندامت کشید۔

منقبت ۱۷ بیچکس بعد از صیابہ کرام در رتبہ امانت۔ مثل عذت الا غلم نباشد و بیچکس از انطاب و اغواث بمرتبہ محبوب سبحانی نرسیدہ و خواہد رسید۔ آپ کا مقام در اول لورابے اور معنی مشائخ کا قول ہے کہ نبوت ختم نہ ہو گئی ہوئی تو آپ ہی ہوتے۔

منقبت ۳۳ از قدوة المشائخ، شیخ نصیر الدین بن محمود نور اللہ قلبہ شہیدم کہ چوں محبوب سبحانی بخطاب.. قدھی ہذا الم.. جمع ادلیا۔ قدم حضرت را۔ بر رقب خود ہنارند، خواجہ معین الدین چشتی در ان ایام جوان بود مذکور آگاہی از ہمہ ادلیائے عصر سادرت کردہ سر مبارک ر خود را بر زمین رسانیدند تا ساعت حضرت از کشف معلوم نمودند فرمودند کہ پسر خواجہ غیاث.. سبقت کردہ عنقریب است کہ حق سبحانہ.. ہولایت ہند.. سرفراز گردانند.. افتخار المتاخرون سید محمد اکرم ولد میر سید محمد شاہ گجراتی قدس سرہ ہمیں مضمون.. بزرگان گجراتی کفہ مشہور راست، و در مناقب مذکور این بیت داخل نموده۔

صد چشم و ام خواہم تا در تو نگرم
این دم از کہ خواہم و این خود کرامت است

و این فقر کاتب۔ این ابیات معروض دارد (۱۶ اشعار) پہلا شعر۔

ہر من بکج خواباں بکسی ترا چہ نسبت تو زیادہ رامہ و دگران کم از ستارہ

منقبت ۳۴ خدا نے غ سے کہا کہ کل مراتب جو نبوت کے نیچے اور ولایت

کے اوپر ہیں، مہتممیں دئے جا چکے کہو تو نبوت بھی عطا کی جائے سچ نے کہا کہ میرے
جو ختم المرسلین ہیں، نبوت کی آرزو کیونکر کروں۔ جواب ملا کہ ”محمد و ابرہہ و انہما ماتا
کردہ ام ویرا سواے آہنا عالم است بر آہنا رسالت درسم“ سچ نے کہا کہ اس سے
بہتر مرتبہ نہیں کہ اپنے جد کا تابع رہوں خدا نے کہا کہ تم نے ایسی چیز مانگی ہے جس سے
بڑی کوئی چیز میرے پاس نہیں۔

منقبت ۳۸ بایرید بسطامی سے فرشتوں نے کہا کہ ”یا شیخ قم باذن اللہ“
انہوں نے کہا کہ کیا قیامت آگئی۔ فرشتوں نے بتایا کہ غ کی امامت کا معاملہ ہے۔ انہوں
نے دریافت کیا کہ انہیں مجھ پر فوقیت کی وجہ، جواب پانے کے بعد اپنی گردن پیچ کی۔
منقبت ۴۹ ترجمہ اشعار از حضرت غریب اللہ

منقبت ۵۲۔ آدر منوہ اند کہ روزی .. روح .. بایرید بسطامی .. بصیرت
جو انی حاضر ہے، سوال کر دنا کہ حضرت را اگرچہ در مقام فردا میت رتبہ نکال
حاصل است لیکن این فقر نیز اور بکالت .. بہرہ مند شدہ است۔ حضرت فرمود
برخیزید کہ ما دشما در میدان وحدانیت فرسہا بدو ایمم .. فرس .. حضرت .. ملی کردہ
بمقام ولایت خاصہ حضرت محمد .. اسود و آرام گرفت واسپ خواجہ دریغ
از نازلات فردانیت کہ کتابت بمقام محبوبیت است ایستادہ پیشتر از آن وقت
منقبت ۵۴۔ حوالہ مکتوبات شیخ احمد فاروقی سرہندی .

منقبت ۵۶ شیخ صفوان حنبلی شیخ محمد مغربی اور فرید الدین عطار کا پیر
بتایا ہے غ کی برتری کے منکر تھے۔ آپ اس سے آگاہ ہوئے تو یہ کہا کہ ”غلی
رقبہ رجل الخنزیر“ اور یہی ہوا۔ فرید الدین عطار بغداد گئے اور وہاں کہاں کرتے
رہے۔ مرنے ملا تو ان کا حال کہا۔ آپ نے معاف کر دیا۔ اس حکایت کی دو کاپیاں
بیاں کی ہیں۔

منقبت ۶۲ حلیفہ بغدادی معتزلی تھا اور آپ کا دشمن سلطان سنجر نے یہ منکر
عرفیہ بھیجا کہ نیمروز شریف لائے۔ ملک نیمروز ”معارف خدماں“ کے لئے نذر

کیا جائے گا۔ آپ نے یہ رباعی، ”جواب میں بھی (مجاہد گفہ فرسناد)“ اشعار ذیل کو رباعی کہنے کے بعد بھی قطعہ بھی کہا ہے۔

چون پتھر سنجری رخ ختم سیاہ باد . با نقر اگر بود موس ملک سنجرم
تایافت جان من خیر از ملک نمیشب . صد ملک غیر و ز یک جوہ نمخرم

منقبت ۶۸ روزی .. اسماء شکم بود در یک شب پنجاہ و دو مرتبہ در میت الحلا رفتہ ہم پنجاہ و دو بار غسل تازہ میکردند۔ بعد از فراغ ہر نماز یک ختم قرآن میفرمود و بعد تہجد یک ختم قرآن .. می شہ۔

منقبت ۷۲ رمضان میں ایک دن ۷ آدمیوں کی دعوت قبول کی، شام کو اپنے گھر بھی اور ان سب کے یہاں بھی ایک وقت انظار کیا۔

منقبت ۷۳ خزانے کہا ”مرتبہ صفت قادریت خود را تو بخشیدم .. و سزا قادہ کرد انیدم۔ در کون و مکان متصرف ساختم کہ در حوائج و اجرائے مقاصد مذکورگان و اولیاء و حمین اشیائے در ہر زمان و ہمہ حال و ہمہ وقت .. متصرف باشم تا ابد و لہذا با تو درین باب عہد است۔

منقبت ۸۱ ایک عورت نے عرض کی کہ دیکھا کریں کہ بیٹا پیدا ہو۔ آپ نے لوح محفوظ میں دیکھا کہ اولاد اس کی قسمت میں نہیں۔ پہلے ایک بچے کے لئے دعا کی، جواب ملا کہ اس کی تقدیر میں نہیں، پھر دوسرے دعا کی اور یہی جواب ملا۔ اس کے بعد یہ تعداد میں اضافہ کرتے رہے اور درجی جواب پاتے رہے، یہاں تک کہ تعداد تک پہنچ گئی۔ نہ آئی کہ دعا مقبول ہوئی۔

منقبت ۸۲ ایک مرید جو فنا فی الشیخ تھا، مرا، قبر میں مگر میں نے سماں کیا اس کے جواب دیا کہ ”من شیخ خود را میدانم و از ہمہ فراموشم نکیر من نے حرکت کہا کہ یہ شخص یوں کہتا ہے، حکم ہوا کہ ”اور اعداب کنند۔“ اس اثنا میں حضرت کی روح وہاں آگئی اور آپ نے عمود فرشتوں سے پھینکے۔ اور کہا کہ ”چند انا آتش و در باطن خود میدارم کہ اگر آہی از ہم در بہشت راحت و در دوزخ عذاب نہ باشد

یعنی ہر دور انبوزانم۔ فرشتوں نے خدا کے حکم کے مطابق بادیب تمام عمود و ایوان
منقبت ۸۶۔ مرید مبتدی حضرت افضل و اکمل باشند از مریدان منتہی سلسلہ
ہائے دیگر۔

ہر کہ دی از سلسلہ قادریست از ہمہ دانی کہ در این تراثیت
انفاظ مستعملہ ملائکہاں منقبت ۲۵، مایاں ۷، رموزات ۲۶، فیوضات ۲۸،
منقبت ۶، قدرے شیرینی ۰۰، ہدیہ کنار ۱، سفید ماف ۲۳، تھان، طالب کذا ۲۵
تمام کسب کتبہا، کوائف، ۶، کورنشات ۷۸
(معاصر حصہ ۱۸)

حدائق الشعرا

حدائق الشعرا فارسی گو شاعروں کا تذکرہ ہے، اور تیرہویں صدی کی دوسری چوتھائی میں مکمل ہوا ہے۔
 عظیم آباد کے مشہور محلے گلزار باغ (اس نام کا ایک ریلوے اسٹیشن بھی اس شہر میں ہے) کی چوتھیں پر یہ تذکرہ سن
 روشنی ڈالتا ہے :

گلزار محمد حسین خاں از عزیزان قاسم علی خاں، صوبہ دار۔ بعد قضاے نواب مذکور در عظیم آباد کہ پٹنہ مشہور ست
 یک باغ وسیع و خوب تعمیر کردہ نامش گلزار باغ نہاد۔ در آں باغ ترک لباس و نموی کردہ۔ بہ گوشہ فقر نشسته.
 و از آں دو گلزار شاہ شدہ و در ہر پنج شنبہ مجلس عزائے جناب سید الشہداء می کردہ۔ در شاہ
 قضا کرد، و در باغ مذکور مدفون شد۔ شاد نصرت اللہ نصرت تالیخ فوتش چناں گفتہ :

شنیدم ز ہاتف کہ گلزار شاہ	ز دنیا درآمد بہ گلزار خلد
گل بے خار بہ جز یار نہ دیدم گلزار	چوں صبا در چمن دہر سراسر گرفتہ
عجب حسن تو چناں بود کہ در یسج زماں	تشنہ کامے بہر چاہ ز نغداں نہ رسید

حدائق الشعرا

(۲) حدائق الشعرا ایک عجیب تذکرہ ہے جو عہد امجد علی شاہ (۱) کی تصنیف ہے۔ اس میں عجیب و غریب باتیں مندرج ہیں۔ یہ ایشیا ملک سوسائٹی بنگالہ کے کتب خانے میں ہے اور اس کے مآخذ (ان میں سے متعدد فرضی معلوم ہوتے ہیں) وغیرہ کا مفصل ذکر اس کتب خانے کے محظوظات فارسی کی فہرست میں ہے۔ اس کے بعض مندرجات بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں:

(الف) آرزو ۱۱۲۵ھ میں نواب مرزا علیخان کے ساتھ اودھ گئے، ان کی وفات کے بعد بنگالہ جا رہے تھے کہ وہاں میں فوت ہوئے۔ آرزو ۱۱۲۵ھ کے کچھ بعد اودھ پہنچے تھے۔ نواب مرزا علیخان سالار جنگ اور مادر آصف الدولہ (بہو بیک) کے بھائی تھے، آرزو کے سلسلے میں سالار جنگ کا نام آیا ہے، مرزا علیخان کا نہیں۔ اس سے قطع نظر مؤرخ الذکر آرزو کے کئی سال بعد مرے ہیں۔ آرزو کا بنگالہ روانہ ہونا کسی اور شخص نے نہیں لکھا۔

(ب) میر غلام علی آزاد از دیوانہ راجہ راجہ ملکیت رائے۔ آزاد کا راجہ مذکور سے کچھ سرور کار نہ تھا۔ (ج) انجام، نواب ابوالحسن خاں دہلوی، از، میران محمد شاہ واحد شاہ خلف کلان عمدة الملک مرزا منظر نواب امیر خاں جان جاناں تخلص بہ منظر۔ انجام عمدة ملک امیر خاں کا تخلص تھا، ان کا نام ابوالحسن خاں نہ تھا اور یہ عہد محمد شاہ ہی مقتول ہو چکے تھے۔ ان کے والد امیر خاں تھے اور عمدة الملک ان کا خطاب بھی بتایا جاتا ہے، اگرچہ یہ متعین نہیں۔ میرزا منظر کا ان لوگوں سے کچھ تعلق نہیں۔

(د) مرزا منظر عمدة الملک نواب امیر خاں جان جاناں الشہر بہرزا منظر جان جاناں مؤلف تذکرہ تالیف الاشعار وثنوی عشق و حسن، مصاحب و ندیم محمد شاہ بیگ منظر تخلص تھا، مرزا جاناں کا خطاب لما تو جاناں تخلص بھی ہوا۔ اور عہد محمد شاہ میں ایک "ناصبی" کے ہاتھ سے مقتول ہوئے سال وفات ۱۱۵۱ھ "آہ منظر" سے معلوم ہوتا ہے منظر سے متعلق کچھ باتوں کی تردید (ج) میں ہو چکی ہے، اوپر کے بیان میں حسب ذیل مزید اغلاط ہیں: تالیف الاشعار اور ثنوی منظر نے نہیں لکھی، محمد شاہ کے ندیم نہ تھے، مرزا جاناں خطاب نہ تھا، نام تھا، جان جاناں تخلص نہ تھا، ایک شیخی نے ۱۱۹۵ھ میں قتل کیا۔

(شاعر، خاص نمبر ۵۹)

زردشت نامه از زرتشت بهرام بن پژدو

۱ زردشت نامه از زرتشت بهرام بن پژدو، بمبئی خلیفه ۸۴۲ هـ
 ۲ باب ۲، کزو سوختی، یزج آهرمی، قلند از برشید گردن کندم، که
 آورده زرتشت نوشته در آن ۴، همان به که ۱ این را بنظم آوری پاکیزه گفتار خطاری
 فان (فان: خوشی، اشکم رشکم) ۸، باطل سکال ۱۲، لیر زنده تا نهاسکالند به که باشد
 پیدین ویم بخیرد، کژی (تشدید) ۱۳، بدانکه که صبح دمان دلمیر داد زرتشت فرخ
 نه مادر پیرا ۱۴، در فشان نه مان را صد خواست از خندش ۱۵، از آن خلعت خوب تشنه ۱۶

۱۷ تا ۵ ی کزا

کم (تشدید) دکالت، همه جاودان را بر سو اکند^۱، دگر باره جاد و دلی و پری نمودنی
جلدی و بدگوهری ۱۷، کجا نچه کرک^۲ دارد نگاه بگیرند و بکشند هر جایگاه ۳۱،
زفان ۲۲، بام = صبح، گرفت خشکفت (تعجب) ق ۲۳، استارگان ۳۹، ماواکه
۴۶، لمتا و پیلیدی ۴۸، نشاخت ۵۳، اسپر ۵۴، خشکفت (تعجب) ق
نهفت، برفتند و آن شب نه خفتند، صبح بگردند هر کس بنوعی بسج، سانه بزه
جمع ق، طبع ۵۶، که بامن بدانش کوشیده اند، اوستا و زند ۶۰، بقومود
هر روز تا حاجی بر زندان رساند بدو^۳ ۶۶، رازان پس یک نان یک کوزه
آب بیاورد آن صاحب از پاد یاب زلاتشت یک نهفته بی هیچ جرم بر نزال بماند
دبی خور دکم ۶۷، ماتم ق قائم، بنگرید (ماهی) ۷۰، آفرین گسترید ۷۳،
غمال (جمع غم) ۷۵، از اشکم بدون افخش^۴ اسب دست ۷۷، چو خورشید
رخشده باختر ۸۰، خواستار، ازان پشته می خورده شاه گفت ۸۳،
هشوا ۸۴، آذران (جمع) ۸۵، وقفها گسترند، همان ده همیشه بسجی هم ۸۶
نشی ۹۰، چو هفتم از دلو را از آهن کیخت ۹۳، کالبد ق بد بالفتی، ای کالبد
شکر خویش، بر بیز دارند در دین پاک هم از آب و هم آتش و باد و خاک
۹۳، برنجین، تار و مار، راودا بود را مش و شاد کام، نهفتم ازان شاخ آهن
کمینمت بدانگر نه گیتی بیا بد که بخت، بر شهای یزدان نداری یاد ۹۸، زهر و لا
هر که فرمود پشت ق گشت، زفان ۱۰۰، نه در و ندوم و نه آه آسمونه هستم
از نیگونه آیین دون ۱۰۸، چهل و هفت بد ششصد از نیرد جرد ۱۰۹، آشوباد فروید

اوشه روان ۱۰۹ که زلاتشت بهرام من پردوم - (معاصر حصه ۱۸)

۱ با س زانکه مثال کرک؟ سی ی بین یه استار اسی طرح یه کزای یه = مشرق

۲ تا ۹ ی کزای تا ساسا کزای

جواہر الاسرار از آذری

ۛ جواہر الاسرار مصنفہ آذری کے مطبوعہ نسخے کا عام طور پر علم نہیں،
یہ اشعۃ اللغات وغیرہ کے ساتھ چھپی ہے (کاما)

(معاصر حصہ ۱۸)

نظام التوارخ از ابوسعید عبداللہ

۱۔ نظام التوارخ از ابوسعید عبداللہ : البیضاوی، ی میں مطبوعہ یا مجموعہ ط
 ہونے کی صراحت نہیں، مختصر سی کتاب ہے۔ آدم نے سریانی میں شعر کہے۔ کیمرٹ ہم (کڑی)،
 ہوشی بن سیامک بن کیمرٹ، طہولت بن الوجہان، ہمیشہ بن الوجہان، فریدون از نسل
 جیشیر، منوچہر دختر زادہ ایرج، کیمرٹ اول بادشاہ، آدم مغان، غزالی نے لغت الملوک
 میں : ادرشیت لکھا ہے، ایک جماعت کا خیال کہ از اولاد نوح، دوسری جماعت کے نزدیک
 نسب یہ کیمرٹ بن حام بن یافت ”دایں ضعیف چہ یافت بدتر ترک ست“ موسیٰ
 در دور مذہبہر، مسکو یہ کی کتاب آداب العرب والفرس میں ہوشی کی جادوان خیر
 ”تفہین“ طہولت بنیرہ ہوشنگ (کذا)، ہمیشہ بانی نوزاد، بقول بعض منوچہر سپر زادہ
 افریدون،

(معاصر حصہ ۱۸)

تالیخ قم از حسن بن علی قمی

۱۲۱ تالیخ قم (کاما) از حسن بن علی قمی، بہت سے ابواب نہ وارد، نسخہ ناقص الآخر۔ حسب قریائن فخر الحق والدینا ایراہیم بن خواجہ محمود، ترجمہ درلہ شہرہ ۸۶۵ تالیخ قدیم بزبان عربی۔

”بکرات از ابو الفضل محمد ابن الحسینی الحمید رحمۃ اللہ علیہ شنیدم کہ ادا تعجب می نمود وی گفت صحت عجب است کہ اہل قم اخبار قم با سربل ترک کردہ اند“

ایشان را در اہل کتابی نیست، پچنین شعری از اشعار جعفر بن (کذا) محمد بن علی الطراد پیش ایشان میت (کذا) دبیش او شعری (کذا) جعفر از بہترین اشعار بودہ، زیرا کہ او در معانی لطیفہ اختراع کردہ، و بر نظرای (کذا) خود از رودکی و رازی و مشکوی اس کے بعد کا ایک لفظی میں پڑھائیں جاتا، ممکن ہے، قبل و بعد کے لفظ مل کر ”ورای بیان“ ہوں) قائل است و ابو الفضل در حق او فرمودہ کہ ابو جعفر، بحر القیس است در روزگار خود۔ پس جمع نمودم برائے ابو الفضل یعنی از اشعار ابو جعفر اہل اشعار کہ از برائے خزانہ مولانا (ذریعہ صاحب قریائش ۹) ادام اللہ نعمائہ جمع کردہ بودم“

باب ۱: حمات، آفتابہ، از جوانب و اطراف رعایت (کذا) وشتایان بواسطہ علف گردیدہ گرد آں خیمہ زدند و خانہا بنا نہادند۔ و آن خانہائے ایشان را بفارسی گوہر گویند، و نام نہادند، پس بسبب مرد راہام۔۔۔ کھینی واقع شد، و گفتند کم، پس اہل معرب گردا بند، و گفتند ”قم“ (اور وجہ بھی)۔ خرمنگاہ، حدودہا، بقایا کہ باصطلاح شان مواہد، دروب دروب، زندانخانہ، حکام و الہا بابل، فرمان رستاق، ساوہ، آثارہا۔ باب ۲: دستورات، توہرہ، ماہیانہ، کلستان، مردی از اہل این کورہ، زیادتی مال۔ باب ۳ عرب۔۔۔ قم را کورہ کردہ اند، در خواہ (در خواست) کردند۔

(معاصر حصہ ۱۸)

تاریخ بخارا

۱۴ تاریخ بخارا (کاما) مختصر کتاب علماء و مشائخ کا ذکر، تاریخ کلم۔

حوالہ ربیع الاول و اخبار بخارا از ابو بکر زحنی
ہا تاریخ بخارا (کاما)، ۱۳ کے ساتھ۔ آغاز ”چنین گوید ابو نصر محمد بن

محمد بن نصر (کذا) القبادی کہ ابو بکر محمد۔۔ نہ شنی کتابی تالیف کردہ“ اس کا

فارسی ترجمہ ۱۲۲۵ء میں ہوا، مگر کچھ چیزیں حذف کر دی گئیں۔ اسی کے بعد ۱۲۵۵ء

کا ذکر، مترجم محمد زفر (کذا) بن عمر۔ ”در زبان بخارا کسی کہ بزرگ (باشند) و کلاما

سودک (دی کذا) خوانند، معنی گوہر لیسیت“ خوان سالار افراسیاب۔۔ داماد خوراکشت

در یادش نام،۔۔ ابن بخارا یہ کشتن سیاوش سرودہای عجیب است و مطربان آن سرودہ

را کب سیاوش گوئید، ذکر ۱۳۳۵ء خوارزمشاہ، زبیر و سیمینہ، موالیان چون مسلمانی

زیادت شد، انگشترین، آخوہیں“ از وفات سلطان منجر صد و ہفتاد و دو شش

دکذا) سال“ کتابت ۱۲۸۵ء۔ (معاصر حصہ ۱۸)

A Note on Shuhra-i Āfāq

The Persian books that I have studied do not contain an account of Shuhra-i Āfāq. Other Persian *tazkiras* that I could not see personally but their list of contents is available, also do not make any reference to this poet. But the fact that there was a poet of this title or pen-name is borne out by two works, *Farhang-i Asadi* and the *tazkira* of Taqī Kāshī.

The author of *Farhang-i Asadi* quotes the following verse of Shuhra-i Āfāq while explaining the meaning of the word *Yāzān*:

ز همه خوبان سوی تو بدان یازم که همه خوبان سوی تو شده یازان

The *tazkira* of Taqī Kāshī was completed under Jehāngīr (1014—37 A.H.). It is in six volumes. A manuscript copy of volume IV of this *tazkira* is preserved in Khuda Bakhsh Library, Patna. It begins with the accounts of Hāfiz Shīrāzi and concludes with that of Fanā'ī. At the end of this volume, the author has given the verses of some poets without their biographical accounts. At first, he gives a list of such poets followed by an introduction and then he proceeds to quote their verses. The list of the poets starts from fol. 268 b and the verses end on fol. 394 a. Before giving the list of the poets whose verses are included in the section the author gives the following note:

فهرست شعرائی که شعر ایشان در این مجلد ثبت است و احوال ایشان بواسطه عدم شهرت یا بسبب آنکه اطلاع بر حالات ایشان حاصل نشده، یا دیوانی از این جماعت بنظر مطالعه نرسیده، اسمشان درین تذکره مذکور نیست^۱، لیکن بجهت ضبط آن اشعار در آخر مجلد رابع این کتاب خیر مال این اشعار را در ذیل اسم ایشان مثبت و مسطور مباحثه تا فی الجملة بقای نام این طایفه را میبای باشد و یک باره

از زمره فراموشان عدم نباشند ، و بحکم انا نحن انزلنا الذکر و انا له لحافظون از خواطر زا کیه* اولوالباب محو نگردند ، و بالله الاعانه والتکوان.

Below are reproduced the verses of Shuhra-i Afaq given by Taqi Kashi along with his short note on the poet in prose.

شهره آفاق قصیده دارد که از او رباعی بر میخیزد ، و این چهار بیت از آنجمله است :

خستی تو مرا بتیر هجران ناگاه شدی ز من گریزان
ناگاه زدی و من نبودم آگاه که زخم بود پنهان
یک ذره دل تو نیست با من بکناه شکسته تو پنهان
رستی ز من و حدیث باشد کوتاه تو دیر زی و شادان

وله

خسروا عقل جهان جز بتو کامل نکند
بی کمال تو فلک مرتبه حاصل نکند
تو چو ذات ازلی کامل و ذات ازلی
این کمال از تن بی نفس تو زائل نکند
هیچ دارنده چو تو حق مسائل ندهد
هیچ داننده چو تو حل مسائل نکند
کف تو حد کرم جز بکفایت ننهد
دل تو کار جهان جز بدلائل نکند
خصمت از ضربت تو جان نبرد تابنش
آب حیوان عمل زهر هلاهل نکند
مایه مهر منوچهر^۳ که در کینه مهر
لقبت جز ملک قاهر قاتل نکند

عقل کل نه فلک و شش رقم نام ترا
نسبت الا بدو مشکل متشاکل نکند
هست خواهنده خواهنده گفت زانکه کرم
در خور خویش کند در خور مسائل نکند
گهری کان فتد از مرسله های سخنت
عقل جز واسطه* عقد مراسل نکند
آسمان مهر تو چون مهر گرفت اندر بر
تا دل و جان بشغافل ز تو غافل نکند

1. As against the statement of the author this section contains the verses of a few poets, for instance, Sanā'i, whose account he has already entered in his *tazkira*. The scribe of the MS. makes frequent mistakes, but guess-correction has been avoided except where the mistake is quite obvious.

2. The words **ناگاه**، **آگاه**، **یکتاه** and **کوتاه** are written in red ink.

3. Minuchihr referred to by Shuhra-i Āfāq, is the Ziyāri ruler Palakul-Ma'ālī. Minuchihr b. Qābūs b. Washmgīr, after whose name the poet Minuchehti adopted his pen-name.